قسمت کا کھیل

ازقلمِ مریم عمران

ہزار بار کہاں ہے میری چیزوں کو ہاتھ مت لگایا کرے---

ناعمہ کو اپنے کمرے میں دیکھ کے اسفند کی غصیلی آواز اسفند ولا میں گونجی--

ناعمہ بیگم جو اسفند کی غیر موجودگی میں اسکے کمرے میں چلی آئ تھی اسکا بکھرا سامان

سمیٹنے ۔ اسفند کی غصیلی آواز سن کے دو منٹ کے لیے ناعمہ بیگم گھبرائ مگر پھر سنبھل کے کہا---

!!!!میں ماں ہو اسفند تمہاری

اوہ رئیلی مسسز ناعمہ خرم --

جب یہ ماں کہاں تھی جب اپنے 5 سال کے بچے کو روتا بلکتا چھوڑ کے اپنے عاشق کیساتھ نکل گئ تھی ۔

اسفی یہ کس زبان میں بات کررہے ہو اپنے ماں سے لفظوں کو درست کرو اپنے۔۔۔

اچانک اسفند کے کمرے میں دائ جان کی اواز گونجی جو اسفی کی غصیلی آواز سن کے اسکے کمرے میں چلی آئ تھیں۔

ایسی دھوکے باز عورتوں سے ایسی بات ہی کی جاتی ہے دائ جان اسفند نے غصیلی نظر ناعمہ بیگم پہ ڈال کے کہا اور دوبارہ دائ جان سے مخاطب ہوا۔۔

اگر آپ چاہتی ہیں کے میں ان کے ساتھ بدتمیزی نہ کیاکرو تو نہ آیا کرے میرے سامنے بلکل بھی نہ میری چیزوں کو ہاتھ لگایاکرے سمجھا دے انھیں یہ بات--

یہ صرف حناکی ماما ہے میری نہی سنا آپ نے میری نہی--

اسفند نے ایک بار پھر چیخ کے کہا اور جیسے آیا تھا ویسے ہی باہر نکل گیا--

اسفند کے نکلتے ہی دائ جان ناعمہ بیگم کے قریب ائ اور اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھا --

ناعمہ بیگم نے ایک تلخ مسکراہٹ لیہ دائ جان کو دیکھا اور کہا
نجانے دائ جان اسفی کی نفرت کب ختم ہوگی اب میں تھکنے لگی ہو--
اور دائ جان نے ناعمہ بیگم کوگلے سے لگایا اور ہر بار کا رٹا رٹایا جملہ کہا--
جو پچھلے 20 سالوں سے وہ ناعمہ بیگم کو بولتی آئ ہیں--

صبر رکھ میری بچی تیری قربانی رائیگاں نہی جائے گی میرے اللہ کے ہاں دیر ہے اندھیر نہی---

---

اسفند کی گاڑی کی رفتار ضرورت سے زیادہ تیز تھی --20 سال پہلے کا واقع اسکی آنکھوں کے سامنے ایک بار پھر چلنے لگا--

ماما،ماما--

نہی جائے نہ میں وعدہ کرتا ہو رات کو روز دودھ پیونگا--ہوم ورک بھی ٹائم پہ کرونگا --

پلیز ماما نہی جائے پلیز ماما---

وہ پانچ سال کا خوبصورت بچہ جسکی آنکھیں ہو بہو اپنی پاپا پہ تھی لائٹ گرین اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اپنی ماما کا ہاتھ پکڑ کے انہیں روک رہا تھا جبکہ چند قدم کے فاصلہ پہ۔کھڑا اسکا باپ اب صرف پچھتا رہاتھا۔۔

اس عورت نے اپنا ہاتھ ایک جھٹکے سے اپنے بچے سے الگ کرا اور تیزی سے گھر کی دہلیز لانگ گئ۔۔

موبائل کی رنگ ٹون نے اسفند کو ماضی سے باہر نکالا اس نے بے دردی سے اپنے آنسو صاف کیے اور سرگوشی کی۔۔

میں اپکو کبھی معاف نہی کرونگا ماما کبھی نہی اور کال ریسیو کی۔۔

یار کہاں ہے تو کب سے تیرا ویٹ کررہے ہیں آج موڈ نہی کیا ریسنگ کا؟؟

زاہد نے پریشان کن لہجہ میں اسفند سے پوچھا۔۔

آرہا ہو 10 منٹ میں یہ بول کے اسفند نے کال کٹ کری اور گاڑی کی اسپیڈ اور بڑھادی۔

رات گئے خرم صاحب گھر لوٹے تو ناعمہ کو کمرے میں محلق کھڑکی کے پاس کھڑا پایا۔۔

خرم نے جاکے اپنا کوٹ اتارا اور بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے کہا۔

کیا ہوا آج گم صُم ہو بہت؟؟؟

خرم صاحب کے بولنے پہ ناعمہ نے ایک لمبی سانس ہوا میں خارج کی اور پلٹ کے کہا۔

کھانا لاو آپکے لیہ؟؟

ہاں لے او آج آفس میں کام کرتے ہوئے احساس ہی نہیں ہوا بھوک کا۔۔
تم نے کھایا؟؟؟

خرم صاحب کے بولنے پہ ناعمہ نے کوئ جواب نہی دیا اور کھانا لینے جانے لگی جب خرم صاحب نے انکی کلائی تھامی اور اسکا رخ اپنی طرف موڑتے ہوئے کہا۔۔

ادھر دیکھو میری طرف تم روئ ہو؟؟؟

نہی نہیں تو وہ سر میں درد تھا تو بس اس لیہ آپ فریش ہوجائے میں کھانا لاتی ہو--

ناعمہ ادھر دیکھو میری طرف ---

خرم صاحب کے بولنے پہ ناعمہ نے نگاہ اٹھا کے انکی طرف دیکھا--
اور خرم صاحب ناعمہ بیگم کی آنکھیں دیکھ کے سمجھ گئے کے ضرور کچھ ہوا ہے--

ناعمہ مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے؟؟
اسفند نے پھر کچھ کہا ہے؟؟؟

اسفند کا نام لینا تھا کے ناعمہ کی۔انکھوں سے تیزی سے آنسو گرنے لگے --خرم صاحب نے آگے بڑھ کے ناعمہ بیگم کو سینے سے لگایا اور کہا۔

تم بتا کیوں نہی دیتی ناعمہ اسے سچائ کیوں ازیت ،ذلت برداشت کرتی ہو بتا دو اسے اصل قصوروار کون ہے ؟؟

ناعمہ بیگم خرم صاحب سے الگ ہوئ اور کہا۔

اب بھی جانتے ہیں جس دن اسے سچائ معلوم ہوئ اس دن وہ سب سے زیادہ نفرت آپ سے کرے گا اور میں یہ نہی چاہتی--

یہ بول کے ناعمہ بیگم کمرے سے چلی گئ--

اور خرم صاحب شکستہ خور حالت میں بیڈ پہ بیٹھ گئے اور ماضی سوچتے سوچتے ایک بار پھر انہیں پچھتاوا ہوا کے کاش وہ اگر دولت کمانے کے نشے میں اتنے مگن نہ

ہوتے توشاید آج انکا بیٹا کچھ اور ہوتا آج انکی دلعزیز بیوی انکے پاس ہوتی آج انکے گھر کا ماحول الگ ہوتا۔۔۔

ارے جمیلہ یہ رجا کہاں رہ گئی ؟؟پتہ بھی ہے اسے ا
.. ہم اسکے بغیر ناشتہ نہی کرتے

نصرت بیگم نے اپنی چھوٹی بہو کو مخاطب کر کے کہا۔۔

ا رہی ہے امی آپ تو ناشتہ شروع کرے ۔۔
جمیلہ نے کمال کی جھوٹی مسکراہٹ سجا کے کہا۔
جب کے اندر اندر وہ رجا کو کافی گالیوں سے نواز چکی تھی۔۔
ناشتہ کی ٹیبل پہ سب موجود ہے جب اکبر صاحب نے کہا۔۔

بھابھی اپ رہنے دے خودی اجائے گی ناشتہ کرنے --

آپ ناشتہ کرے بیٹھ کے--

امی آپ کی لاڈ پیار کا نتیجہ ہے جو اتنا لیٹ اُٹھتی ہے یہ بھی اسے احساس نہی کے آپ اسکا ناشتہ پہ ویٹ کرتی ہے--ہارون صاحب جو خود بھی رجا کے بغیر ناشتہ نہی کرتے تھے ۔مصنوعی غصہ چہرے پہ سجائے بول پڑے--

ارے آپ تو خاماخای میں میری بچی کے پیچھے پڑھ جاتے ہیں۔

فجر کی نماز پڑھ کے سوتی ہے یونی جانے میں ٹائم ہوتا ہے اس لیہ---

فاخرہ بیگم بھی چائے کی ٹرالی لاتے ہوئے اپنی بیٹی کی حمایت میں بول پڑی تو ادھر جمیلہ اور اسکے بیٹے آصف کا خون اندر سے کھول رہا تھا رجا رجا کا نعرہ صبح صبح ہی لگتا دیکھ--

سو سوری ددديبي میں لیٹ ہوگی--

رجاکہ آواز پورے حال میں گونجی لائٹ پرپل اور پنک کلر کے کنٹراس میں سر پہ ہم رنگ کا اسکارف باندھے پیروں میں کھوسے ڈالی میچنگ کی چوڑیاں ہاتھوں میں سجائے جس کی وہ دیوانی تھی--

اور خوبصورتی اور معصومیت ایسی کے دیکھنے والے دنگ رہ رہ جائے اس پہ اسکی خوبصورتی کو چار چاند لگاتا اسکے اوپر کے ہونٹ پہ ابھرتا تل --

رجا نے سب سے پہلے نصرت بیگم کے گال کا بوسہ لیا پھر اپنے والدین کا اوررجا کی اس حرکت پہ ہارون صاحب مسکرا پڑے--

جبکہ سامنے بیٹھے نفوس بہت مشکل سے یہ ہیپی فیملی کا سین برداشت کررہے تھے-

جب جمیلہ بیگم بول پڑی--

رجا بیٹا تھوڑا جلدی آجایا کرو ناشتہ پہ امی جان ویٹ کررہی ہوتی ہیں ناشتہ پہ تمہارا ۔
جمیلہ بیگم نے کمال کی مٹھاس اپنے لہجے میں گھول کے رجا سے کہا۔۔
اور رجا جو انکی ساری چالاکیوں سے واقف تھی بول پڑی۔۔
ارے چچی جان مجھے یہ بتائے آج بھی انعم نہی اٹھی ؟؟

رجا کے اسطرح اچانک بولنے جہاں جمیلہ بیگم گڑبڑائ وہی نصرت بیگم اور فاخرہ بیگم نے اپنی مسکراہٹ دبائ جو نہ آصف سے چھپ سکی نہ جمیلہ بیگم سے۔۔

ارے وہ بیٹا رات تک پڑھائی کررہی تھی تو سو رہی ہے۔
جمیلہ بیگم نے بات سنبھالتے ہوئے کہا۔۔
اچھاچچی پیپر تو ختم ہوگئے اسکے اب کونسی پڑھائ کررہی ہے ۔؟؟؟۔
رجا کی بات پہ آصف جو کافی دیر سے خاموش بیٹھا تھا بول پڑا۔۔

تمیں اس سے کیا رجا وہ کسی بھی وقت اٹھے ۔

یہی تو میں بول رہی ہو کے میری مرضی میں جب بھی اٹھو یہ بات چچی کو بھی سوچنا چاہیے۔۔

رجا نے بھی بنا لحاظ کیہ آصف کو جواب دیا۔۔

اور رہاسوال میری ددبیی کا میرا ویٹ کرنے کا تو جب انھی اعتراض نہی تو اووروں کو بھی نہی ہونا چاہیے۔۔
ددبیی میں جارہی ہو یونی پہنچ کے کال کرتی ہو اپکو۔۔

جاؤ میری بچی فی امان اللہ۔۔۔

رجا کے جاتے ہی سب ہی اپنے اپنے کاموں کیطرف چل پڑے اور آصف صرف اپنا کھولتا خون کنٹرول کرنے کیلیے اپنے کمرے کی طرف جسکے پیچھے جمیلہ بیگم بھی گئ--

خرم صاحب جو اسلام آباد میں مقیم تھے کافی جدوجہد کے بعد اپنا بزنس امپائر کھڑا مگر اس جدوجہد میں وہ بہت کچھ کھو چکے تھے۔
ماں کا پیار ،بیوی کی محبت ،بیٹے کا بچپن --

اپنوں سے آج وہ کوسوں دور تھے مگر وہ چاہ کر بھی کچھ نہی کرسکتے تھے--
انکی دو اولادیں ہیں۔ --

اسفند خرم جو 25 سال کا خوبرو لڑکا ،جس نے تعلیمی میدان میں جہاں اپنے قدم جمائے وہی کار ریسنگ میں بھی اسکا کوئ ثانی نہی تھا کئ بار وہ موت کو چکما دے چکا تھا

خاموش طبیعت کا مالک یہ لڑکا جو ایک حسین مرد کا شاہکار تھا جیسے دیکھتے ہی کسی مصر کے شہزادے کا گمان ہوتا تھا۔۔

اپنی ماں سے نفرت کرتا تھا اسکے وجود سے بھی اسے کراہیت آتی تھی۔ ۔

مگر اپنی چھوٹی بہن حنا میں جہاں اسکی جان تھی وہی اسکی دائ جان اسکا سب کچھ تھی۔۔

پڑھائ اسکی ختم ہوچکی تھی۔۔

کبھی کبھار وہ آفس کا چکر لگالیتا تھا مگر اکثر وہ رات کے اندھیرے میں مری کے روڈوں پہ موت کا شکست دینے کا شوق پورا کرتا ۔۔۔

دوسری طرف ہارون صاحب جو کراچی کے بڑے بزنس مین تھے --مگر ایک خالی پن انکے اندر ہمیشہ رہا جسکو کافی حد تک انھی شریک حیات فاخرہ بیگم انکا ساتھ دے کے ختم کرچکی تھی--

انکی ایک ہی اولاد تھی رجا --
جسمیں سب کی جان تھی نصرت بیگم تو اسکے بغیر جینے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی--

تو ادھر جمیلہ جو نصرت بیگم کی نند کی بیٹی تھی جسکے ماں باپ اور شوہر کی وفات کے بعد وہ اپنے ماموں کے گھر اگئ--
انکی دو اولادیں تھی--
آصف اور انعم اور دونوں بچوں میں ہی انکی ماں کی چالاکیوں کی فطرت پائ جاتی --

رجا انکی آنکھ میں کسی ناپسندیدہ شہہ کی طرح کھٹکتی مگر وہ کر کچھ نہی سکتی تھی رجا کا اس لیہ اپنے دماغ کا فطوراپنے دل کی بھڑاس وہ رجا کو اپنی بہو بنا کے نکالنا چاہتی تھی۔۔وہ اپنے مقصد میں کتنی کامیاب ہوتی یہ تو آنے والا وقت ہی بتا سکتا تھا۔۔

یار آج تو تھکا دیا سر نے فزکس تو سر کے اوپر سے گزر گئ۔۔

رجا نے کینٹن کی کرسی پہ نڈھال ہوکے گرتے ہوئے کہا۔۔

ہاں یار!!!

آمنہ اور ارینا اسکی دونوں دوستوں نے بھی اسکی ہاں میں ہاں ملائ۔۔

ابھی وہ تینوں بیٹھے ہی تھے کے انکے کلاس فیلو زارون اور ارشد بھی انکے ساتھ آکے بیٹھ گئے۔۔

زارون کی نظریں مسلسل رجا کے چہرے کا طواف کررہی تھی یہ بات وہاں بیٹھے ہر نفوس نے نوٹ کی ۔۔

رجا کی پوری کلاس ہی اس بات سے واقف تھی کے رجا ہارون ،زارون خان کی پسند ہے ۔۔

زارون خان جو پہلی نظر میں رجا پہ فریفتہ ہوچکا تھا۔۔

یونی کے پہلے سال کے اختتام پہ وہ رجا کو پرپوز بھی کرچکا تھا۔۔

مگر رجا وہ ہمیشہ اسے اپنا دوست سمجھتی رہی ۔رجا کے دماغ میں ہمیشہ کسی کے بچپن کی ہلکی سی جھلک رہی ۔۔وہ چاہ کر بھی زارون کو ہاں نہی بول پاتی۔۔

رجا نے سہولت سے زارون کو انکار کردیا ابھی فلحال تو زارون نے کوئی خاص ایکشن رجا کے انکار پہ نہی لیا۔

مگر زارون کی ضد اسکے کیلیے آگے کیا طوفان لانے والی تھی رجا ہارون اس بات سے انجان تھی۔

اج پھر کار ریسنگ میں اس نے موت کو شکست دی تھی۔۔

اسکا جگری دوست مظہر اس سے سخت خفا ہوکے اسکی برابر والی سیٹ پہ بیٹھا تھا۔۔

ایک وہی تھا اسکے ہر دکھ درد کا ساتھی۔۔

آج کار ریسنگ میں اسکی کار ہلکی سی ڈس بیلنس ہوئی جسکی وجہ سے اسفند کے ہاتھ پہ چوٹ آئی اور بلیڈنگ بھی بہت ہوئی مگر وہ تھا اسے پرواہ ہی نہیں تھی مظہر کے منع کرنے کے باوجود وہ ڈرائیونگ کررہا تھا۔۔

جب مظہر نے اسفند سے نہ بات کی نہ اسکی طرف دیکھا تو اسفند ہونٹوں پہ مسکراہٹ لیہ مظہر کی طرف موڑا اور کہا۔۔

مان جا ڈارلنگ کب تک ناراض رہے گا؟؟

اسفند کی بات پہ مظہر کے لب مسکرائے اور اس نے اسفند کی طرف مڑ کے کہا۔۔

اسفی تو جانتا ہے زاہد کو بس ان پیسوں سے مطلب ہے جو وہ لوگوں سے تیری کار ریسنگ پہ لگواتا ہے اسے تجھ سے کوئ مطلب نہی ---

ہاں جانتا ہو مظہر وہ صرف پیسوں کا یار ہے --

تو پھر بھی تو اپنی زندگی داؤ پہ لگاتا ہے --؟؟

تو جانتا ہے مظہر میں یہ صرف اپنے سکون کیلیے کرتا ہو پیسوں کیلیے نہی۔اپنے اندر موجود اس اندھیرے سے لڑنے کیلیے میں موت سے لڑتا ہو تاکہ کچھ پل کیلیے ہی صحیح مجھے سکون ملے--

مظہر نے غور سے اپنے یار کو دیکھا اندر سے ٹوٹا اسفند خرم اوپر سے ایک سخت خول کی مانند تھا جیسے کوئ بھی توڑ کے اسکے اندر کا حال نہی جان سکتا تھا۔۔

اسفی زندگی اللہ کی امانت ہے ہم انسان کیوں اللہ کی۔امانت میں خیانت کرتے ہیں؟؟؟؟

۔۔موت جب آنی ہے تب آنی ہے کیوں ہر روز تو موت کو چیلنج کرتا ہے۔۔

اففف اب لیکچر مت دے سگریٹ دے مجھے جلا کے۔۔

اسفند کے بولنے پہ مظہر نے گھور کے اسے دیکھا اور کہا۔۔

نہی ہے سگریٹ عزت سے گھر چھوڑ مجھے۔۔

مظہر کے بولنے پہ اسفند نے ایک خونخوار نظر اس پہ ڈالی اور گاڑی کی اسپیڈ ایک دم بڑھا دی۔۔

مظہر کو گھر کے باہر اتار کے اسفند نے گھر کی راہ لی اور ادھر مظہر نے ایک نمبر پہ ٹیکس کیا۔۔

نکل گیا ہے تمہارا بھائ ہاتھ پہ چوٹ آئ ہے اسکے دیکھ لینا ۔۔،،

ٹیکس کر کے مظہر نے موبائل چارج پہ لگایا اور فریش ہونے چلا گیا۔۔
ادھر حنا نے ٹیکس پڑھ کے نیچے کچن کی راہ لی کیونکہ وہ جانتی تھی اسکا بھائ کھانا نہی کھاتا باہر۔۔۔

اسفند گھر میں داخل ہوا تو رات کے دو بج رہے تھے اسے پتہ تھا سب سو رہے ہونگے سوائے ایک نفوس کے جو اسکی بہن تھی۔۔
اسفند کچن میں ایا تو حنا کھانا گرم کررہی تھی ۔

اسفند کو دیکھتے ہی مسکرائ --

اسفند حنا کے قریب آیا اور کہا--

یار سوجایا کرو نہ تمہیں یونی بھی جانا ہوتا ہے صبح میں بچہ نہی ہو گرم کرلونگا کھانا--

اففف بھائ کوئ نیو ڈئیلوگ لائے مارکیٹ میں----

آپ بیٹھے میں کھانا لگاتی ہو--

حنا کے کھانا لگاتے ہی اسفند نے پیٹ برڑھ کے کھانا کھایا اسفند ہاتھ میں تکلیف کے باعث بہت مشکل سے کھانا کھا رہا تھا--اور اسکی اس تکلیف کو کچن کے باہر کھڑا نفوس بہت غور سے دیکھ رہا تھا--

کھانا کھاتے ہی وہ اپنے کمرے میں گیا اسکے کچن سے نکلتے ہی ناعمہ بیگم کچن میں آئ جو ہمیشہ اسفند کا انتظار کرتی تھی جب تک وہ گھر آکے کھانا کھا نہی لیتا سوتی نہی تھی ۔۔

ناعمہ بیگم کچن میں آئ انہوں نے دودھ گرم کرکے حنا کو دیا اور کہا۔۔

جاؤ پھر آج اپنے اپکو تکلیف دے کے آیا ہے تمہارا بھائ ہاتھ پہ لگی ہے اسکے دودھ کیساتھ یہ میڈیسن دینا اور دوائ بھی لگا دینا اپنے بھائ کے۔۔

حنا بچپن سے اپنے بھائ کا رویہ اپنی ماما کیساتھ دیکھتی آئ تھی مگر کبھی پوچھنے کی ہمت نہی کی۔ایک بار ناعمہ سے پوچھا تو اس نے جھڑک دیا۔۔

حنا کمرے میں گئ تو اسفند اپنی شرٹ اتار کے شیشہ میں اپنا زخم دیکھ رہا تھا جب حنا نے کہا۔۔

خود کو جان بوجھ کے تکلیف دینا گناہ ہے بھائ--

تکلیف جب روح میں ہو تو جسم کی تکلیف معنے نہی رکھتی حنا--
اسفند نے حنا کو دیکھتے ہوئے کہا جو اسے میڈیسن دینے کیساتھ ساتھ دوائ بھی لگا رہی تھی--

بھائ ماما آپ سے بہت پیار کرتی ہے پلیز اپنے اپکو عزیت دینا بند کرے

حنا ہزار بار کہا ہے میرے سامنے اس عورت کی بات مت کرا کرو--
اسفند نے غصہ میں دودھ کا گلاس پٹھکتے ہوئے کہا۔
بھائ ماما --

بس حنا تم ماما سے بہت محبت کرتی ہو کیونکہ تمہیں انکی مامتا ملی --

مجھے انکا دھوکہ ملا صرف کوشش کرنا آج کے بعد مجھ سے صرف اپنی بات کرنا --

یہ بول کے اسفند اپنے ہاتھ پہ پٹی باندھنے لگا جب حنا نے کمرے سے جاتے ہوئے کہا۔

بھائ کبھی کبھی ہم کسی انسان کو سمجھنے میں غلطی کر دیتے ہیں اور جب بعد میں اس انسانی کی پہچان ہوتی ہے تو بہت دیر ہوچکی ہوتی ہے--

دل ایک بار دھوکا دے سکتا ہے بھائ ۔ مگر کسی انسان کی آنکھیں دھوکا نہی دے سکتی--

اور میں نے ماما کی آنکھوں میں ہمیشہ آپکے لیہ محبت دیکھی ہے باقی جیسے کوئ نہی سمجھا سکتا اسے وقت سمجھا دیتا ہے ---

یہ بول حنا کمرے سے چلی گئ --

خرم صاحب اٹھے تو ناعمہ بیگم نہا کے نکلی اور جلدی جلدی آئینہ کے سامنے کھڑے ہوکے بالوں میں ہیر برش چلانے لگی تبھی انکی نظر شیشیہ میں سے اپنے شوہر پہ پڑی جو فرصت سے انہیں دیکھنے میں مگن تھے۔۔

ناعمہ بیگم بال بنا کے پلٹی اور بلینکٹ طے کرتے ہوئے خرم صاحب کا دیکھا جو ابھی تک جو کے تو ناعمہ بیگم کو دیکھنے میں مگن تھے جب انہوں نے خرم صاحب سے پوچھا۔۔

کیا بات ہے بہت غور غور سے دیکھ رہے ہیں اج؟؟

دیکھتا تو میں روز ہو تمہیں مگر تم ہو کے جان کے نظر انداز کرتی ہو۔۔ خرم صاحب نے بنا نظریں ہٹائے ناعمہ بیگم کو جواب دیا۔۔

ناعمہ خرم صاحب کے سامنے آکے بیٹھی اور کہا۔

سالوں پہلے اپنے مجھے نظر انداز کرا تھا خرم میں نے پھر آپکا ساتھ قبول کیا ہے اور دل سے کیا ہے --

اب آپ بدگمان ہو تو آپ بتائے میں ایسا کیا کرو جس سے اپکو یقین اجائے کے میں اپکو نظر انداز نہی کرتی دل سے آپکی عزت کرتی ہو۔۔

یہ بول کے ناعمہ جانے لگی جب پیچھے سے خرم نے کہا۔۔

اور محبت؟؟؟

ناعمہ بیگم نے بنا پلٹے ہی کہا۔۔۔

عورت اپنی پہلی محبت کبھی نہی بھولتی خرم اور آپ یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں میری پہلی محبت کون ہے--

یہ بول کے ناعمہ بیگم کمرے سے باہر نکلی اور ادھر خرم صاحب نے کرب سے اپنی آنکھیں بند کی---

جانے انجانے میں خرم صاحب دو زندگیوں سے کھیل چکے تھے--

سب ہی ناشتے کی ٹیبل پہ بیٹھے خاموشی سے ناشتا کررہے تھے -اج سنڈے تھا -گھر کے سب ہی فرد گھر میں موجود تھے--

جب دائ جان نے اسفند کو پکارا--

اسفی؟؟

جوس پیتے اسفی نے دائ جان کی پکار پہ کہا--

جی مائے سوئٹ لیڈی --

اسفند کو خوشگوار موڈ میں دیکھ کے سب ہی نے چونک کے اسفند کی طرف دیکھا جب حنا نے کہا--

کیا بات ہے بھائی آج تو اب بڑے خوش ہیں ؟؟
کہی میری بھابھی تو نہی ڈھونڈ لی؟؟

حنا نے تو معمولی سا سوال کیا جس پہ اسفند کھل کے مسکرایا تھا--
مگر وہاں بیٹھے تین نفوس کو حنا کی بات سن کے سانپ سونگھ گیا--
ناعمہ بیگم نے فورا دائ جان کی طرف دیکھا --

اسفند نے حنا سے کہا-

ارے نہی میری گڑیا ابھی کہاں سے بھابھی لاوپتہ نہی وہ کہاں ہوگی۔ہاں مگر جب بھی مجھے ملے گی سب سے پہلے اپنی بہن سے ملواونگا۔۔

یہ بول کے اسفند نے قہقہ لگایا جب دائ جان درمیان میں بولی۔۔
مطلب ہمارا اسفی اپنی پسند کی لڑکی سے شادی کرے گا اپنی دائ جان کی پسند سے نہی؟؟

ارے نہی نہی دائ جان یہ زمیداری آپ پر ہی ہے مگر یاد رکھیے گا پسند صرف آپکی ہو اوروں کی نہی۔
یہ بول کے اسفند نے نفرت سے ناعمہ بیگم کو دیکھا جنکا ہاتھ اسفند کی بات سن کے پل بھر کو رکا تھا۔۔

خرم صاحب نے جیسے ہی اسفند کو جواب دینے کیلیے منہ کھولا ناعمہ بیگم نے فورا انکے ہاتھ پہ دباؤ ڈال کے انہیں کچھ بھی کہنے سے روکا۔۔

تو پھر بھائی آج اپکے اتنے اچھے موڈ کی وجہ؟؟
حنا نے پھر پوچھا۔۔

ارے میری گڑیا کراچی میں بہت بڑی کار ریسنگ ہونے والی ہے جس میں میں سیلکٹ ہوگیا ہو اگلے ہفتے مجھے کراچی جانا ہے۔۔
اور جو وہ ریس جیتے گا اسکا نام انٹرنیشنل ریسنگ میں ڈالا جائے گا جہاں کئ ممالک کے ریسر آئینگے۔۔
حنا اور اسفند آپس میں باتوں میں مشغول تھے۔جبکے کراچی کا نام سن کے ناعمہ بیگم نے بہت غور سے خرم صاحب کا چہرہ دیکھا جو کراچی کا نام سن کے پل بھر

کیلیے ساکن ہوا۔تو ادھر دائ جان بہت کچھ سوچتی ہوئ ٹیبل پہ سے اٹھی انہیں بہت جلد اپنے سالوں پہلے کیہ گئے فیصلے کو پایہ تکمیل تک پہنچانا تھا۔۔

اسفی یہ ریس ہمیں ہی جیتنی ہے یاد ہے نہ تجھے۔۔۔

زاہد نے بھرپور اسفی کو مسکا لگاتے ہوئے کہا۔۔

اسفند کراچی کے ریسنگ ٹریک پہ اپنی کار کے ساتھ کھڑا تھا اور بہت سی گاڑیاں اس ڈور میں شامل تھی ۔۔

زاہد اور مظہر دونوں ہی اس ریسنگ میں اسکا ساتھ دینے آئے تھے مگر کار میں اسکے ساتھ مظہر بیٹھ رہا تھا کیونکہ زاہد کو ان پانچ لاکھ روپوں سے مطلب تھا جو جیت پہ انعام کے طور پہ دیا جانا تھا۔۔

کار کی ریس شروع ہوچکی تھی -- مختلف علاقوں سے گھومتے ہوئے کاروں کو اپنی مطلوبہ جگہ پہ پہنچنا تھا--

اسفند کی کار اپنی منزل کی طرف گامزن تھی جب اچانک کار کے سامنے ایک لڑکی ا گئ اور اسفند نے گاڑی کو موڑنا چاہا مگر گاڑی غلط موڑ کی وجہ سے فٹ پاتھ پہ چڑھ کے درخت سے تکرا گئ--

اور ادھر وہ لڑکی روڈ پہ سے کاغذ اٹھا کے صاف کرنے لگی جب اسکی دوست نے اسے آکے کہا۔

ارے یار جانے دیتی کاغذ شعر ہی تو لکھا تھا--

آئ ہاے کیسے جانے دیتے فلم سے چرایا تھا شعر --

وہ دونوں اپنی باتوں میں مگن تھے اور ادھر اسفند گاڑی سے دھواں نکلتا دیکھ اس لڑکی طرف غصہ سے بڑھا مگر مظہر نے اسے روک دیا مگر لڑکی کی بات سن کے اسفند نے ایک خونخوار نظر اس پہ ڈالی اور دوبارہ اسکی طرف بڑھا مگر زاہد کی آتی کال نے اسکو روک دیا۔۔

ارے واہ رجا تو نے کب لکھا یہ شعر کونسی فلم سے لیا۔۔

رجا ،امنہ اور ارینا آج تھوڑی شاپنگ کے بعد کافی شاپ میں بیٹھے تھے جو اوپن ایریا میں تھا۔

ارے یار شاہ رخ خان کی فلم تھی۔۔

ایک دم رجا کے ہاتھ سے کاغذ اڑ کے مینن روڈ پہ جا گرا رجا اپنی دھن میں ہی وہ کاغذ اٹھانے چلی گئ یہ سوچے بغیر کے کسی کی زندگی کا بہت بڑا مقصد وہ اس فالتو کے کاغذ کو بچانے میں برباد کر چکی۔۔

یار بس کردے اسفند دیکھ اتنا اچھا کھانا ہے کھانا تو ٹھنڈے دماغ سے کھا اب جو ہوچکا وہ ہوچکا۔۔

مظہر اسفند کو لے کے میرٹھ ہوٹل آیا تھا ڈنر پہ ۔مگر زاہد نہی آیا اس نے جی بھر کے رجا کو بدعائیں دی اور اپنے 5لاکھ نہ ملنے پہ دیوداس بنا ہوٹل میں ہی رکا تھا۔۔

بس کردو میں مظہر ؟؟یہ تو بول رہا ہے یہ جانتے ہوئے بھی کے وہ ریس میرے لیے کتنی امپورٹڈ تھی ۔

جو ایک فضول سی لڑکی کے ایک فضول سے کاغذ کی وجہ سے اور کاغذ بھی وہ جس پہ۔کسی سڑی ہوئ فلم کا شعر لکھا تھا برباد ہوگئ ۔۔

میرے تو بس نہی چل رہا کے کہی سے وہ لڑکی ملے اور میں اسکے منہ پہ اپنے ہاتھ سے شعر لکھ دو یہ بول کے اسفند نے سگریٹ نکال کے جیسی ہی جلائ ایک دم اسفند کے اوپر پانی سے بھرا جگ گرا ۔۔

اسفند نے ہونقوں کی طرح پہلے اپنے حلیے کو دیکھا اور پھر اپنے ہاتھ میں پانی میں لت پت سگریٹ کو۔۔

اسفند کا حلیہ دیکھ کے نہ چاہتے ہوئے بھی مظہر کا قہقہ گونجا۔

اسفند جیسی غصہ میں کھڑا ہوا تو جس ویٹر سے پانی کا جگ اسفند پہ گرا وہ معزرت کرنے لگا۔وہ کوئی ایجڈ ویٹر تھا۔اسفند نے اپنا غصہ کنٹرول کیا اور کہا۔۔

انکل دیکھ کے تو چلتے آپ۔۔یہ بولتے ہو اسفند کا لہجہ کافی نرم تھا۔۔

یہ بول۔کے اسفند ایک بار پھر اپنے گیلے کپڑوں کو دیکھنے لگا جب ویٹر نے کہا۔۔

بیٹا میں تو اس لڑکی کے پیچھے بہت آرام سے چل رہا تھا۔اتنی زور سے اس نے اپنا دوپٹہ بنا دیکھے پیچھے پھیکا کے اسکا پلو سیدھا جگ پہ لگا اور جگ تم پہ گرا۔۔

ویٹر کے اشارے کرنے پہ جب اسفند نے لڑکے کے تعاقب میں دیکھا تو اسکے لبوں پہ ایک دلفریب۔ مسکرائٹ آئ اور اس نے کہا۔۔

آج اگر تمہیں آگے پیچھے دیکھ کے چلنا نہی سیکھایا تو میرا نام بھی اسفند خرم نہی۔

یہ بول کے اسفند گیلے کپڑوں کیساتھ ہی کھانا کھانے بیٹھ گیا جبکہ نظریں اسکی مسلسل سامنے ٹیبل پہ بیٹھی لڑکی پہ تھی جو اپنی فرینڈ کا برتھ دے سلیبریٹ کررہی تھی۔۔

تو ادھر مظہر اس لڑکی کو دیکھ کے صرف افسوس کرسکا کیونکہ ایک بار تو وہ اسفند کو قابو کرچکا تھا اس لڑکی کی وجہ سے ریس ہارنے پہ مگر آج ناممکن تھا۔۔

اور رجا جو دو بار انجانے میں ہی اسفند سے ٹکرا کے اسکو اپنا دشمن بنا چکی تھی ۔خوشی خوشی اپنی دوست کا برتھ ڈے سلیبریٹ کررہی تھی۔۔۔

--

آج آمنہ کا برتھ ڈے تھا جسکو سلیبریٹ کرنے وہ لوگ میرٹھ آئے تھے۔۔

رجا جیسی ہی پارکنگ ایریا میں پہنچی اپنی ہی دھن میں چل رہی تھی جب کسی چیز سے لڑکھڑائی اس سے پہلے وہ گاڑی کے مرر پہ گرتی اسفند نے اسکی کلائی تھام کے اسے دیوار سے لگایا۔۔

رجا بلی کے بچے کی طرح آنکھیں بند کری ہوئ تھی ۔رجا کو اس حالت میں دیکھ کے اسفند دو پل کیلیے ساکن رہ گیا وہ یہ بھی بھول گیا کے اس نے کس مقصد کیلیے رجا کو گرا یا تھا۔۔۔

جب رجا نے محسوس کیا کے وہ کسی کی گرفت میں تو اس نے اپنی آنکھیں کھولی مگر سامنے جو چہرہ تھا وہ نقاب میں تھا مگر اسکی لائٹ گرین آنکھیں رجا کا دل ڈھرکا گئ ۔۔وہ بہت غور سے ان آنکھوں کو دیکھ رہی تھی اور یاد کرنے کی کوشش کررہی تھی کے اس نے یہ آنکھیں اتنی قریب سے کہاں دیکھی ہیں۔۔

جب اچانک اسکی دوستوں کی آوازیں آئ جو اسکا نام لے کے پکار رہی تھی۔۔

ایک دم دونوں کا سکتہ پل بھر میں ٹوٹا اور اسفند جو اپنا چہرہ چھپا کے آیا تھا تاکہ رجا کو دھمکا سکے دھیرے سے رجا سے الگ ہوا اور کہا۔

اللہ نے جو یہ تمہیں اتنی بڑی بڑی آنکھیں دی ہیں نہ انکا استعمال کر کے چلا کرو۔۔ کیونکہ یہ دینا تمہارے پاپا جانی کی نہی ہے جہاں تم اندھا دھند چلتی ہو دو بار تم میرا بہت بڑا نقصان کرچکی ہو آنکھیں ہونے کے باوجود لہزا آج کے بعد کسی ہوٹل میں یا میں روڈ پہ اپنی ان آنکھوں کا استعمال ضرور کرنا ورنہ اگلی بار اگر تم میرے راستے میں آئ آنکھیں ہونے کے باوجود اندھی بن کے تو پھر میں تمہیں بھر پور طریقہ سے چلنا سیکھاونگا وہ بھی دیکھ کے چلنا۔۔

یہ بول کے اسفند تیزی سے وہاں سے چلاگیا۔

جبکہ رجا ابھی تک ان لائٹ گرین آنکھوں میں گم تھی چاہ کر بھی وہ یہ یاد نہی کرپائ کے یہ آنکھیں اس نے اتنی قریب سے پہلے کہاں دیکھی۔۔

اسفند ایک دو دن کراچی میں رکا۔۔

آج وہ سارے دوست مل کر سی ویو گئے۔۔مظہر کے بہت اسرار پہ اسفند نے بھی جانے کی حامی بھر لی۔۔

سمندر کی خاموشی دیکھ کے اسفند بھی بلکل خاموش ہو کے ایک جگہ بیٹھ گیا اور مسلسل سمندر کو تکنے لگا جب اسکے کانوں میں ایک نسوانی آواز ائی۔۔

ارے رجا چل نہ سمندر میں خالی پاؤں گیلے کرینگے۔۔

نہی بھئی مجھے اس خاموش سمندر سے بہت ڈر لگتا ہے تم لوگ جاؤ پلیز میں یہی ہو نہ کنارے پہ۔۔

رجا نے آمنہ کی بھر پور منتیں کی --

آمنہ بھی سڑا ہوامنہ بنا کے سمندر کیطرف بڑھی۔جب رجا کو ایسا لگا کے وہ کسی کی نظروں کے حصار میں ہے--

رجا نے گھوم کے ادھر ادھر نگاہ ڈورائ تو ایک شخص پتھر پہ بیٹھا تھا مگر اسکی پشت رجا کیطرف تھی--

رجا نے اپنا وہم سمجھ کے کندھے اچکائے اور اپنے موبائل پہ سانگ پلے کر کے وہی بیٹھ کے سننے لگی--

اب کی بار اسفند نے دوبارہ پلٹ کے اسے دیکھا تھا۔اسکا دل ایک عجیب سی خواہش کررہا تھا کے وہ بار بار رجا کو دیکھے وہ رجا کو دیکھنے میں ہی مگن تھا--

جب رجا نے گانا شروع کیا--

ساتھ چھوڑونگی نہ،،

تیرے پیچھے اونگی--

چھین لونگی خدا سے یہ مانگ لاونگی--

تیرے نال تقدیرا لکھوانگی--

,,,میں تیری بن جاونگی--

دو پل کیلیے رجا کا گانا سن کے اسفند کے لب مسکرائے اسکی لائٹ گرین انکھوں میں ایک عجیب سی چمک اٹھی--

اور اسفند نے پتھر سے اٹھتے ہوئے دھیرے سے سرگوشی کی--

"پاگل"

!!!!!-اوہ واؤ انعم تم تو کمال لگ رہی ہو اور یہ ڈریس اٹس سو ہاٹ

انعم کی دوست جینی جو ایک امیر خاندان کی بگڑی ہوئی اولاد تھی---
انعم کے ڈریس پہ ٹونٹ کرتے ہوئے کہا--

جو کے ایک ریڈ کلر کا اسکٹ تھا--ڈیپ گلا اور گھٹنوں تک اتا وہ اسکرٹ ہر کسی کو اپنی طرف متوجہ کررہا تھا--

رات کو کمبائینڈ اسٹڈی کا بہانے کرکے انعم جاتی تو اپنی دوست کے گھر تھی مگر وہاں سے وہ اپنی دوستوں کیساتھ کراچی کے نائٹ کلب میں اپنے دل کو تسکین دیتی۔عبایا پہن کے گھر سے نکلنا اور وہاں جاکے اپنے آپکی کی نمائش کرنا انعم خالد کا شوق تھا--

جینی بھلے ایک امیر خاندان کی لڑکی کی مگر ولادین کی بے جا آزادی نے اسکی شخصیت بگاڑ دی--

نائٹ کلب کی میبر ہونے کیساتھ وہ انعم کیساتھ کالج میں بھی پڑھتی تھی اور بھاری مقدار میں لڑکیوں کو ڈرگز سپلائ کرتی تھی--

انعم کو بھی وہ کچھ ایسی لت لگانا چاہتی تھی --تاکہ انعم اسکی غلام ہوکے ہر وہ کام کرے جو جینی اس سے کہے --

جینی کو انعم سے کوئ خاص لگاؤ نہی تھا مگر جس شخص سے ڈرگز لے جینی کالج کی لڑکیوں کو سپلائے کرتی تھی اسکی نظر انعم پہ پڑ چکی تھی --انعم کو اس کے پاس لانے کیلیے جینی کو اسکے باس نے ایک بڑی رقم کی آفر کری تھی--

اور شاید جینی کب کی اپنے مقصد میں کامیاب ہوجاتی مگر ہر بار زوہیب خان نجانے کہاں سے انعم کو بچانے اجاتا --

ابھی بھی جینی انعم کی ڈرنک میں ڈرگز ملا کے انعم کے پاس لے کے جارہی تھی

۔جب زوہیب خان ایک دم اسکے آگے آیا اور اسے گلاس لے کے اسکے منہ پہ

مارا۔۔

اور ڈانس فلور میں جھولتی انعم کو جو کافی مقدار میں ڈرنک کرچکی تھی اور بہت سے

لڑکوں کی نظروں کا مرکز بنی تھی اپنی باہنوں میں اٹھایا اور گاڑی کی طرف چل پڑا۔۔

انعم نے اپنی جھومتی انکھیں کھولی زوہیب کو دیکھا اور کہا۔۔

ہے یو؟؟؟؟

تم ،،ہ ۔۔ا۔ ر ہم ۔۔ت۔۔ کیسی ہوئ مجھے گودھ میں اٹھانے کی ۔؟؟

اتنا بول کے انعم بیہوش ہوگئ ۔۔

زوہیب نے اسے گاڑی کی بیک سیٹ پہ لتا کے گاڑی جھٹکے سے اگے بڑھا دی۔۔

تھوڑی دور جاکے زوہیب نے جھٹکے سے گاڑی روکی فرنٹ سیٹ پہ رکھا برقعہ اٹھایا اور بیگ ڈور کھول کے انعم کے پاس آیا--

اسکے نیم برہنہ جسم کو دیکھ کے زوہیب نے نظریں چرائی اسکے پاؤں کو اسکی سینڈل سے آزاد کیا اسے برقعہ پہنا کے دوبارہ گاڑی اسٹارٹ کردی--

گاڑی رات کے تقریبا 3 بجے نصرت ولا کے پیچھے والے حصہ پہ آکے روکی--

زوہیب نے انعم کو دوبارہ باہنوں میں اٹھایا اورچور راستہ سے انعم کے کمرے میں پہنچ کے اسے لیٹایا اور واپس اسی راستے سے باہر نکل گیا--

---

زوہیب خان ہارون صاحب کے ڈرائیور کا

بیٹا تھا--

پڑھا لکھا خوبصورت لڑکا اسکی گہری براؤن خاموش آنکھیں کسی کو بھی اپنا دیوانہ بنا سکتی تھی--

زوہیب خان کے والد دلاور نے ایک ایکسیڈینٹ میں اپنی زندگی کی بازی ہاری--

جس ایکسیڈنٹ میں ہارون صاحب بھی کافی زخمی ہوئے تھے--

زوہیب کی ماں بھی اپنے شوہر کا دکھ برداشت نہی۔کرسکی اور جان کی بازی ہار گئ--

زوہیب جب ہارون صاحب کے پاس آیا تو 21 سال کا تھا انٹر پاس تھا --ہارون صاحب نے بہت کوشش کی ے وہ آگے پڑھ لے مگر اسکا پڑھائ میں دل نہی لگا--

ہارون صاحب نے اسے گھر کی عورتوں کا ڈرائیور رکھا --

رجا کی وہ بہت عزت کرتا تھا رجا کا پہنا اوڑھنا اسے بہت اچھا لگتا تھاا۔اکثر وہ زوہیب سے اسکا حال احوال پوچھا لیتی ----

مگر انعم سکے برعکس تھی وہ ہمیشہ زوہیب کو حقارت سے دیکھتی--
پہلی نظر میں انعم زوہیب خان کے دل میں سما گئی وہ ہر طرح سے اسکا دیھان رکھتا مگر جب سے وہ کالج گئی تھی ۔زوہیب کو اسکی حرکتیں مشکوک لگنے لگی۔
زوہیب کے ڈیوٹی مغرب تک ہی ہوتی کیونکہ رات کو گھر کی لڑکیوں کو باہر جانے کی اجازت نہیں دیتی--
ایک انعم تھی جو عصر کے وقت کبھی اپنی کسی دوست کے ہاں کبھی کسی دوست کے ہاں جاتی--

نصرت بیگم بھی اسکے کچھ نہی بولتی کیونکہ وہ جاتی ہی فل پردہ میں تھی--
اکثر مغرب تک گھر آجاتی مگر ہفتہ میں دو تین دن وہ دوستوں کے ساتھ رات کو نائٹ کلب جاتی۔اور گھر والوں کو کوئ نہ کوئ بہانہ کردیتی---

اور جمیلہ بیگم یہ کہہ کے سب کو مطمئن کردیتی کو وہ اپنے کمرے میں ہے --

مگر زوہیب جو انعم کو اپنی دنیا مان چکا تھا ۔جب جب وہ اپنے دوستوں کے ساتھ کہی جاتی سائے کی طرح اسکے ساتھ رہتا اور رات کو باحفاظت اسے اسکے کمرے میں چھوڑ کے اپنے گھر جاتا --

کئ بار وہ انعم کو منع کرچکا تھا یہ بول کے وہ ان سب سے دور رہے مگر انعم یہ بول کے اسکی تزلیل کرتی کے نوکر ہو نوکر بن کے رہو--

ادھر وہ جمیلہ بیگم کے کان میں بھی یہ بات ڈال چکا تھا مگر جمیلہ بیگم نے بھی اسکے کھری کھری سنائ --

جب اسکی ماں نے بھی اپنی بیٹی کا نہی سوچا زوہیب نے خود انعم کی حفاظت جو سوچا--

کیونکہ آصف سارا دن ہارون صاحب کے ساتھ آفس میں ہوتا--

زوہیب کا کراچی میں اسکا خود کا ذاتی فلیٹ تھا جو اس نے ان تین سالوں میں اپنی کمائی سے خریدا تھا ۔ایک سلجھا ہوا انسان اپنی محبت میں الجھ کر رہ گیا تھا۔۔

وہ جانتا تھا انعم کو پانا ناممکن ہے پھر بھی وہ اسے ہر برائ سے بچانا چاہتا تھا۔

کتی دفعہ وہ انعم کو اس حالت میں کلب سے لایا تھا کے اگر وہ اسکی بیہوشی کا فائدہ بھی اٹھاتا تو کسی کو پتہ نہی چلتا مگر وہ اپنی محبت کو ناپاک کرنا نہی چاہتا تھا۔۔

انعم انعم ؟؟

جمیلہ بیگم صبح کے 12 بجے انعم کے کمرے میں آئ تو وہ عبائے میں ہی سو رہی تھی۔۔

جمیلہ بیگم کے جھنجھوڑنے پہ وہ تھوڑی سی کسمسائ اور اٹھ کے بیٹھ کے کہا۔۔

!!کیا ہے ماما سونے دے بھئ

انعم اٹھ کے بیٹھو دوپہر کے 12 بج رہے ہیں دائ۔جان کئ بار تمہارا پوچھ چکی ہیں اور یہ تم عبائے میں کیوں سو رہی ہو ؟؟؟--

رات دو بجے تک تم کہاں تھی انعم تم کیا کرتی پھر رہی ہو میں اب مزید تمیں چھوٹ نہی دے سکتی کل آصف بھی رات کے کھانے پہ پوچھ رہا تھا تمہارا--

جمیلہ بیگم نے اچھی خاصی انعم کی کلاس لے ڈالی۔

جب کے انعم کا دماغ پہنے ہوئے عبائے پہ تھا وہ یہی سوچے جارہی تھی کے اس نے عبایا کب پہنا--

افففف ماما بس بھی کردے لیکچر کچھ نہی کررہی میں ایسا اپنی دوستوں کے ساتھ تھوڑا وقت یہ گزرا رہی ہو۔۔

یہ بول۔کے انعم نے عبایا اتارا جمیلہ بیگم جو اسکے کمرے کے پردے ہٹارہی تھی عبائے کے نیچے انعم کا لباس دیکھ کے دنگ رہ گئ۔۔

وہ تیزی سے انعم کے پاس آئ اور اسکا بازو ڈبوچتے ہوئے کہا۔۔

یہ کیا پہنا ہوا ہے تم نے انعم ؟؟ تم کیا چاہ رہی ہو؟؟؟

تم کہاں تھی کل رات انعم مجھے بتاو۔۔

اففف ماما بس کردے یہ دقیانوسی لیکچر دینا۔یہ جو میں نے پہنا ہے اسے اسکرٹ کہتے ہیں فیشن کہتے ہی اور کل رات میں نائٹ کلب میں تھی ۔۔

سنا آپ نے اب مزید میرا دماغ خراب مت کرے میں بچی نہی ہو جو مجھے آپ ہر وقت لیکچر دیتی رہتی ہیں اپنا اچھا برا سب سمجھتی ہو--

یہ بول کے انعم نے الماری میں سے ایک ڈریس نکالا اور فریش ہونے چلی گئ--

ادھر جمیلہ بیگم سکتے کی حالت میں واش روم کے بند دروازے کو دیکھنے لگی ان کے کانوں میں ماضی میں کسی کے کہے ہوئے الفاظ گونجے--

جمیلہ بیٹا انسان کو اپنی اوقات کے مطابق دوستی یاری کرنی چاہیے اونچے گھرانوں سے دوستی یاریاں ہمیشہ برباد کرتی ہیں تمہارا اتنی دیر تک اپنی دوست کے ہاں رہنا اچھی بات نہی--

اوہ اماں میں بچی نہی جو کوئ کچھ بھی کرے گا میرے ساتھ خدا کا واسطہ اپکو مجھے لیکچر دینا بند کرے----

ک۔

یار تم لوگ کوئ کام ڈھنگ سے کرتے ہو یا نہی؟؟؟

اب کیا بندہ بیمار بھی نہی ہوسکتا؟؟

خرم کی بخار میں ڈوبی آواز باہر دروازہ ناکک کرتے اسفند کو پریشان کرگئ--

وہ فورا دروازہ کھول کے اندر داخل ہوا تو خرم صاحب کو اپنا سر پکڑ کے بیڈ پہ بیٹھے دیکھا----

دو دن سے خرم صاحب کو بخار تھا جسکی وجہ سے وہ آفس نہی گئے اور سارا کام مینیجر پہ ان پڑا--

اور تھوڑی سی لاپرواہی سے ایک کانٹرکٹ انکے ہاتھ سے نکل گیا جسکی خبر ابھی ابھی مینیجر نے انہیں دی جسکی وجہ سے وہ ہائپر ہوئے--

پاپا کیا ہوا آپ اتنے غصہ میں کیوں ہے--؟؟

اسفند کے بولنے پہ خرم نے اپنا جھکا سر اوپر کیا اور کہا۔

تمہیں اس سے کیا باپ جیے یہ مرے تم جاؤ اپنا پہاڑوں سے سر پھوڑنے کا شوق پورا کرو --

بھلے میں مرجاؤ تمہیں اس سے کیا--

باپ بیمار ہے تو یہ نہی ہوا تم سے کے جا کے آفس کا چکر لگالو نہی بھئ تم تو شہزادے ٹھہرے آفس جاتے ہوئے آپکی شاہی سواری کو موت آئے گئ--

خرم صاحب کو جب بھی بخار چڑھتا وہ ایسی ہی چڑچڑے ہوجاتے --

اسفند نیچے منہ کیے خاموشی سے خرم کی ڈانٹ بھی سن رہا تھا اور اپنی ہنسی کو بھی کنٹرول کررہا تھا--

خرم صاحب جب غصے میں بڑبڑاتے ہوئے واش روم میں گئے تو اسفند بھی کمرے سے باہر نکل گیا--

ناعمہ بیگم کمرے میں آئ تو خرم صاحب آنکھوں پہ-ہاتھ رکھے لیٹے تھے--

ناعمہ نے خرم صاحب کو دو تین بار آواز دی مگر انھوں نے کوئ جواب نہی دیا--

سوپ کا باؤل ناعمہ بیگم نے سائیڈ پہ رکھا اور جاکے خرم صاحب کے برابر میں بیٹھ گئ انکے بیٹھتے ہی خرم صاحب نے کروٹ بدل لی--

جب جھٹکے سے ناعمہ بیگم نے انکا رخ اپنی طرف موڑا ۔

خرم صاحب نے آنکھوں میں ہزاروں شکوہ لیے ناعمہ بیگم کو دیکھا اور کہا--

اب کیا ہے تمہیں چھوڑ دیا تھا نہ تمہیں دو دن پہلے نہی آیا تھا نہ تمہارے پاس اب کیا کرنے آئ ہو میرے پاس -؟؟؟

یہ بول کے خرم صاحب نے پھر کروٹ لینا چاہی تو ناعمہ بیگم نے انہیں ایسا کرنے سے روکا انکا ہاتھ سیدھا کر کے اس پہ لیٹی اور سینے سے لگ گئ..

ایسا کرنے سے جہاں خرم صاحب کی آنکھیں ڈبڈبائ وہی ناعمہ بیگم کی۔ بھی۔انکھوں سے انسو جاری تھے --

خرم صاحب نے ناعمہ بیگم کو کمر سے تھام کے اور خود سے لگایا اور کہا۔

میں کیا کرو ناعمہ تم بتاؤ کیسے یقین دلاؤ تمہیں میں جانتا ہو میری وجہ سے دو خاندان بکھر گئے--مگر تمہیں اندازہ نہی میں 20 سالوں سے اذیت میں ہو میں نے اسے کہاں کہاں نہی ڈھونڈا ناعمہ مگر شاید یہی میری سزا تھی جب وہ مجھے ملی تو کفن میں لپٹی ہوئ--

ناعمہ بیگم یہ سن کے اور زورو شور سے رونے لگی--

دو دن پہلے ناعمہ بیگم بہت اداس تھی اور انکی اداسی کی وجہ گھر کا ہرفرد جانتا تھا سوائے حنا اور اسفند کے --

دائی جان سے لپٹ کے کسی کی تصویر ہاتھ میں لیے وہ بہت بلکی اپنوں سے دور وہ بہت اکیلی تھی ۔

خرم صاحب جان بوجھ کے اس دن دیر سے گھر آئے کیونکہ ناعمہ اور انکا دکھ ایک تھا--

رات جب وہ کمرے میں آئے تو ناعمہ بیگم کسی کی تصویر ہاتھ میں لیے سو رہی تھی انکے چہرے پہ آنسوؤں کی لکیریں موجود تھی --

.. سوتے ہوئے بھی خرم صاحب انکی ہچکی سن سکتے تھے

خرم صاحب ناعمہ بیگم کے پاس بیٹھے اور انکے سر کو سہلانے لگے جب ناعمہ بیگم کی آنکھ کھلی انہوں نے بے دردی سے خرم صاحب کا ہاتھ جھٹکا اور کہا۔۔

چلے جائے آپ یہاں سے میں اپکو کبھی معاف نہیں کرونگی دور ہو جائے میری نظروں کے سامنے سے۔۔

ناعمہ بیگم کے لہجہ نے خرم صاحب کو شوکڈ کردیا وہ فورا کمرے سے باہر نکلے اور گیسٹ روم میں چلے گئے۔۔

صبح جب ناعمہ بیگم کی انکھ کھلی تو اپنی برابر والی جگہ خالی دیکھ کے انہیں اپنا کل رات والا رویہ یاد آیا وہ تیزی سے اٹھ کے گیسٹ روم میں پہنچی کیونکہ شادی کے شروع شروع میں خرم صاحب وہی سوتے تھے۔۔۔

ناعمہ بیگم کمرے میں پہنچی تو خرم صاحب سو رہے تھے۔۔انہوں نے جا کے انکا کندھا ہلایا تو وہ بخار کی وجہ سے تپ رہا تھا۔۔

ناعمہ بیگم نے لاکھ کوشش کی دو دن تک کے خرم صاحب کچھ بولے یہ میڈیسن کھالے مگر نہ تو انہوں نے ناعمہ بیگم سے بات کی نہ میڈیسن کھائ ۔
اس لیہ اج۔ناعمہ بیگم نے خود پہل کی اگر رشتہ انکے روٹھے تھے تو اکیلے خرم صاحب بھی تھے۔۔

انعم کی جان حلق میں آئ ہوئ تھی کیونکہ جینی آج کالج میں اسے اگنور کررہی تھی۔۔
جب انعم نے جینی سے اسکے رویہ کی وجہ پوچھی تو جینی نے کہا۔۔
انعم اگر تمہیں ہم پہ بھروسہ نہی تو مت آیا کرو ہمارے گھر یہ ہمارے ساتھ کلب۔؟؟

جینی یہ تم کیا کہہ رہی ہو ؟؟؟

میں کچھ سمجھی نہی؟؟

جب بھی ہم کلب جاتے ہیں زرا سا اگر میں تمیں کچھ پلاؤ یہ کھلاؤ وہ تمہارا باڈی گارڈ موت کے فرشتے کی طرح ہماری سامنے اجاتا ہے ایسا لگتا جیسے ہم تمہارے ساتھ کچھ غلط کررہے ہیں--

باڈی گارڈ جینی یہ تم کیا بولی جارہی ہو؟؟؟؟

کس کی بات کررہی ہو تم؟؟

تمہارا ڈرائیور انعم جو تمہارا باڈی گارڈ بنا پھرتا ہے کل رات جب تمہارے بولنے پہ میں تمہارے لیہ ڈرنک لیے کے آنے لگی تو نہ صرف اس نے میرا راستہ روکا بلکہ ڈرنک بھی میرے منہ پہ پھینکی--

کیا تم زوہیب کی بات کررہی ہو؟؟

.. نام وام مجھے نہی پتہ مگر میں اسکی بات کررہی ہو جو ڈرائیور ہے تمہارا
جینی کی بات سن کے انعم کو یاد آیا کے اسے برقعہ کس نے پہنایا--
وہ غصہ میں کالج سے نکلی اور رکشہ کرکے سیدھا زوہیب کے فلیٹ پہ پہنچی --
کیونکہ اسے پتہ تھا وہ ابھی اپنے فلیٹ پہ ہوگا 2 بجے تک وہ اپنے فلیٹ پہ ہی ہوتا
تھا--

مسلسل گھنٹی کی آواز پہ زوہیب کی۔نیند میں خلل پڑا اس نے گیٹ کھولا تو سامنے
انعم کو غصہ میں کھڑا پایا--

ارے انعم بی بی آپ یہاں خیریت--؟؟

زوہیب کی بات کا جواب دینے کے بجائے انعم نے اسکے سینے پہ اپنے دونوں ہاتھ رکھ کے اسے دھکا دیا اور کہا۔

سمجھتے کیا ہو تم اپنے آپ کو ؟؟
تم ہوتے کون ہو میری نگرانی کرنے والے میں جو چاہے کرو تمہیں اس سے کیا اپنی اوقات میں رہو زوہیب اج کے بعد میرے معملات سے دور رہنا ورنہ ماموں سے شکایت لگادونگی تمہاری --

بلڈی نوکر!!!!!
یہ بول کے انعم جانے لگی جب زوہیب نے تیزی سے اسکا ہاتھ پکڑ کے اندر کھینچا اور فلیٹ کا دروازہ بند کرکے لاک کیا--
انعم جو ان سب کیلیے تیار نہی تھی ایک دم زمین پہ گری--

انعم نے جب بند دروازے کو دیکھا تو اپنی گھبراہٹ چھپاتے ہوئے زوہیب سے کہا

جو دھیرے دھیرے آگے بڑھ رہا تھا۔۔

یہ کیا بدتمیزی ہے زوہیب دروازہ کھولو۔۔۔

یہ بول کے انعم جانے لگی۔۔

جب زہیب نے اسے اپنی باہنوں میں اٹھا کے اپنے روم میں لے گیا۔۔

جھٹکے سے اسے بیڈ پہ پٹھکا اور اپنی قمیض اتاری۔۔

زوہیب کی اس حرکت پہ انعم کا حلق خشک ہوا اورا س نے ڈرتے ڈرتے زوہیب

سے کہا۔۔

یہ کیا۔کررہے ہو زوہیب تم میں بھائی سے شکایت کرونگی تمہاری۔۔

انعم کی بات کی پرواہ کیے بغیر زوہیب اسے پہ جھکا اور اسکا عبایا آگے سے اوپن

کر کے اسکے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں جکڑ کے اسکی شہہ رگ پہ جھکا۔۔

انعم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے دیکھ زوہیب اسکے اوپر سے ہٹا۔۔

اسکا ہاتھ پکڑا کے اسکو کھڑا کیا۔۔

انعم اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپائے رونے لگی۔۔

زوہیب سینے پہ۔ہاتھ باندھے کافی دیر تک اسے دیکھتا رہا۔۔

پھر آگے بڑھ کے اسکے عبائے کے بٹن لگانے لگا اور کہا۔۔

جینی ڈرگز ڈیلر ہے انعم آج میں نے جو تمہارے ساتھ کیا۔۔ایسا وہ تمہارا ساتھ کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اس لیہ تمہیں کلب لے کر جاتی ہے تاکہ جب تم بلکل اپنے ہوش خروش سے بیگانہ ہوجاو تو وہ اپنا مقصد پورا کرسکے اور ایک بار جب یہ مقصد پورا ہو جائے ۔تو پھر تم اسکی غلام بن کے اس گندگی بھرے ڈھیر میں گھستی چلی جاو۔۔۔

یہ بول کے زوہیب نے اسکے سر پہ ڈوپٹہ اڑایا اور کہا--

اگر میں تمہارا رات گئے تک پیچھا کرتا ہو انعم تو اسکی ایک ہی وجہ ہے کے میں--------

آگے کی بات بولنے سے پہلے ہی زوہیب نے اپنی زبان رک لی جب انعم نے بہتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

تم ہارون چاچو اور آصف بھائی کی عزت ہو انعم اس گھر کی عزت ہو امیروں سے دوستی کرنا غلط نہی مگر انکی غلط صحبت اپنانا غلط ہے مزا تو تب ہے جب لاکھ غلط لوگوں میں بیٹھو مگر انکی غلط صحبت نہی اپناو--

سمجھانا میرا فرض تھا انعم تمہیں۔باقی آگے تمہاری مرضی آج کے بعد میں بالکل تمہارے پیچھے نہی اونگا--

لڑکی بالغ ہو یہ نابلغ اللہ نے اسے اتنا شعور دیا ہے کے وہ اپنی طرف اٹھنے والے غلط نیت سے ہاتھ اور غلط نگاہیں دونوں پہچان لے۔۔

باقی میں نوکر ہو اور رہونگا۔بے فکر رہو اپ۔۔

یہ بول کے زوہیب گھوم کے اپنی قمیض پہنے لگا جب انعم کی نظر اسکے سیدھے ہاتھ کے نشان پہ پڑھی وہ شاید کوئ نام تھا مگر زرا فاصلہ ہونے کی وجہ سے وہ صحیح سے دیکھ نہی پائ۔

زوہیب نے گاڑی کی چابی اٹھائ اور کہا۔

آیئے انعم بی بی گھر جانے کا ٹائم ہوگیا۔۔

انعم کسی گہری سوچ میں گاڑی کے پیچھے بیٹھی تھی جب کے زوہیب کی نظریں مسلسل بیک مرر سے انعم کے چہرے کا طواف کررہی تھی۔۔

زوہیب نے دل میں کہا۔۔

یااللہ یہ سمجھ جائے میری بات۔ ۔

کہاں ہے یار تو ایک مہینہ ہوگیا ؟؟؟,

زاہد نے بھرپور اموپشنل سے بھری اسفند کو کال کی۔۔۔

اسفند نے اپنے سامنے رکھی فائل بند کی اور کہا۔۔

کہی نہی آفس میں ہو اپنے ۔۔

تم سناؤ کیسے کال کی۔؟؟؟

ارے ایسی کال۔کی اپنی یار کی خیر خیریت پوچھنے کیلیے۔۔۔۔

جہاں زاہد کی بات سن کے اسفند نے ہنستے ہوئے نفی میں گردن ہلائی وہی کچھ ایسا ہی حال سامنے بیٹھے مظہر کا بھی تھا جس نے زاہد کی بات سن کے بہت ہی سڑا ہوا منہ بنایا۔۔

اچھا وہ اسفند تجھے پتا ہے دو ہفتے بعد کار ریسنگ ہے --
جسمیں کراچی اور اسلام آباد والوں کے درمیان کمپیٹیشن ہے۔۔
ہاں یاد ہے تو کیا تو لے گا حصہ کار ریسنگ میں؟؟
ہاں میں حصہ لونگا تم نام لکھوادو میرا۔۔
اوکے اوکے یار۔۔
یہ بول کے اسفند نے کال کٹ کی تو مظہر نے کہا۔
.. دیکھ اس کو خالی تیری ریسنگ میں ملنے والے پیسوں سے مطلب ہے

جانتا ہو یار تو کیوں ٹینشن لیتا ہے کرنے دے اسے پیسوں کی ہوس ایسے لوگوں کی دوستی یاری دشمنی صرف پیسا پہ ہوتا ہے--

ہمممم --

مظہر صرف ہاں میں گردن پہ ہلا پایا---

انعم آج کہی نہی گئ کتنی بار جینی اسکے نمبر پہ کال کرچکی تھی مگر انعم نے نہ تو کال ریسیو کی نہ اپنے کمرے سے باہر نکلی

-

ابھی وہ اپنے کمرے کی۔کھڑکی پہ کھڑی تھی اور زوہیب کی باتیں سوچ رہی تھی --
کیا واقعی جینی میرے ساتھ ایسا کرنے والی تھی--

دماغ نے فورا حامی بھری --

مگر دل نے نفی کی --

کیا واقعی وہ درگز سپلائ کرتی ہے ؟؟

کیا زوہیب سچ بول رہا ہے--

مگر وہ جھوٹ کیوں بولے گا ۔

اسکی جینی سے کونسی دشمنی--

ابھی وہ اپنی سوچوں میں ہی گم تھی جب ایک دم۔ کار کا ہارن بجا چاکیدار نے گیٹ کھولا تو ہارون صاحب کی گاڑی اندر ائ۔

زوہیب وائٹ کاٹن کی شلوار قمیض میں باہر نکلا اور ہارون صاحب کی طرف کا گیٹ کھولا۔

ہارون صاحب گھر کے اندر داخل ہوئے جب گاڑی میں بیٹھتے ہوئے زوہیب کی نظر بلا جھجک انعم کے کمرے کی کھڑکی کی طرف اٹھی--

زوہیب نے وہاں کھڑی انعم کو دیکھا تو انعم رخ موڑ گئ اور کھڑکی بند کردی ۔

زوہیب ایک مسکراہٹ کیساتھ گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی آگے بڑھادی۔۔

رجا ؟؟

رجا جو امنہ۔اور ارینا کیساتھ کینٹین کی طرف جارہی تھی۔۔

اپنے نام کی پکار پہ ایک دم پلٹی تو زارون کو کھڑا پایا۔۔

ہاں زارون بولو کیا ہوا؟؟

رجا کے بولنے پہ زارون گھٹنوں کے بل بیٹھا اور اپنے ہاتھ میں رنگ لے کے رجا سے کہا۔۔

I love you rija.

Will you Merry me??

زاروں کی اس حرکت پہ جہاں رجا کی حالت عجیب ہونے لگی وہی پوری یونی زراروں کی اس حرکت پہ رجا اور زاروں کے آس پاس جمع ہونے لگی--

رجا کا زاروں کی اس حرکت پہ خون کھول گیا۔

کیونکہ وہ زاروں کو منع کرچکی تھی تو اس حرکت کا کیا مطلب تھا--

رجا آگے بڑھی اور زاروں کے ہاتھ سے رنگ لے کے دور اچھال دی اور وہاں سے چلی گئ--

مجمع میں کسی نے رجا کی اس حرکت پہ افسوس کیا تو کسی کی زاروں کا چہرہ دیکھ کے ہنسی چھوٹی --

زاروں نے اپنی بے عزتی محسوس کیا اور رجا کے پیچھے گیا--

رجا جو اب کینٹن کا ارادہ ترک کر کے لائبریری کی طرف جارہی تھی ۔اور اسکی دونوں دوستیں اسکا۔ کینٹین میں ویٹ کررہی تھی۔۔

رجا لائبریری سے کتاب لے کے نکلی ابھی وہ تھوڑا دور ہی گئ تھی کے کسی نے اس کے منہ پہ ہاتھ رکھ کے دیوار سے لگایا۔۔

رجا کی آنکھیں خوف سے کھل گئی جب زارون نے اس کے منہ سے اپنا ہاتھ ہٹایا۔۔

اور رجا نے زارون کے ہاتھ ہٹاتے ہی ایک زناٹے دار تھپڑ زارون کے منہ دے مارا۔۔

تم ہو ہی نہی دوستی کے قابل زارون خان مجھے گھن آرہی ہے کے کبھی میں نے تمہیں اپنا دوست سمجھا آج کے بعد میرے راستے میں آنے کی کوشش کی تو پرنسپل سے شکایت کرونگی تمہاری۔۔

یہ بول کے رجا جانے لگی جب زارون نے اسکی کلائی پکڑ کے موڑی اور اسکی پشت اپنے سینے سے لگاتے ہوئے کہا--

بنوگی تو تم صرف میری رجا ہارون عزت سے نہی تو زبردستی سے --

اور بہت جلد تمہیں تمہارے اس تھپڑ کا جواب دونگا سود سمیٹ---

یہ بول کے زارون نے رجا کو جھٹکے سے دور کیا اور چلا گیا۔

ادھر رجا زارون کا دھمکی بھرا لہجہ سن کے نیچے بیٹھتی چلی گئ--

رجا ہانپتی کانپتی کینٹین پہنچی ۔

آمنہ اور ارینا جو آڈر آنے کے بعد رجا کا ویٹ کررہی تھیں۔

رجا کو ایسے بدحواسی میں دیکھ کے دونوں گھبرائ اور کہا--

یار کیا ہوا تو اتنی گھبرائ ہوئ کیوں ہے کیا ہوا؟؟

آمنہ نے رجا کو پانی دیتے ہوئے پوچھا--

آمنہ کا پوچھنا تھا کے رجا کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسوں گرنے لگے--

اریبنا اور آمنہ رجا کو ایسا روتا دیکھ فورا اسکی برابر والی سیٹ پہ آئ اور کہا

رجا کیا ہوا ہے بتاؤ یار پلیز تم رو کیوں رہی ہو---؟؟؟

دونوں کے پوچھنے پہ رجا نے زارون کی لائبریری کے راستے والی حرکت بتا دی--

مگر رجا میری ایک بات سمجھ میں نہیں آتی تجھے زارون پسند کیوں نہی یار؟؟

اریبنا نے اپنا نظریہ رجا کے سامنے رکھا کیونکہ وہ آج زارون کا رجا کو پرپوز کرنا دیکھ چکی تھی--

پوری یونی جانتی تھی بظاہر تو زارون میں کوئ برائ نہی تھی نہ آسکا یونی میں بھی کسی کے ساتھ نہ افیئر ہوا تھا تو پھر رجا کا انکار اریبنا کی سمجھ سے باہر تھا--

یار اریبنہ یہ کس قسم کا سوال تم پوچھ رہی ہو ؟؟

پسند نہ پسند یہ پھر محبت کرنا ایک فطری عمل ہے اب خالی اس بات پہ کے سامنے والا اپکو پسند کرتا ہے یہ محبت کرتا ہم اسے اپنی زندگی شامل کرلے یہ تو کوئ لوجک نہی۔۔

رجا نے تھوڑے غصیلے لہجہ میں اریبنا کی بات کا جواب دیا۔۔

ہاں یار اریبنا رجا ٹھیک کہہ رہی ہے یہ تو خاماخای کی زبردستی ہوئ آمنہ نے بھی رجا کی بھر پور حمایت کرتے ہوئے کہا۔

ارے یار تم دونوں تو خاماخای میں ناراض ہورہی ہو میں نے خالی اپنا ایک پوائنٹ اوف ویو رکھا۔

یار رجا میں تو کہتی ہو تم انکل کے کان میں زارون کی باتیں ڈال دو ایسا نہ ہو کل کو یہ زارون کوئ مسئلہ پیدا کردے۔۔

آمنہ نے رجا کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

یار آمنہ تم جانتی ہو داددی کو وہ تو ویسے بھی میرے یونی جانے کے حق میں نہی تھی وہ تو میری ضد پہ وہ مانی اوپر سے چچی جان ہزار باتیں کرنے کا انہیں موقع مل۔جائے گا۔۔

تو پھر تم کیا ایسی ہی زارون کی دھمکیاں سنتی رہوگی۔۔

ارینا نے پھر درمیان میں مداخلت کری۔۔

نہی ارینا اگر زارون نے مجھے زیادہ تنگ کیا تو میں پرنسپل سے اسکی شکایت کرونگی باقی بھلے پھر پاپا کو بھی کیوں نہ بتانا پڑے۔۔

اچھا خیر چھوڑو اس منحوس زارون کا قصہ یہ بتاؤ ٹرپ پہ جانا کا کیا سوچا دو ہفتہ بعد مری لے کے جارہے ہیں یونی والے ۔۔۔

آمنہ نے رجا سے پوچھا۔۔

ہاں یار میں آج پاپا سے بات کرونگی ویسے بھی ٹرپ پہ خالی گرلز جارہی ہیں مجھے نہی لگتا پاپا کو کوئ ایشو ہوگا۔۔

ہمم ۔۔وہ تینوں اپنی اپنی باتوں میں لگے تھے جبکہ دیوار کے اس پار کھڑا زارون جسکے لبوں پہ ٹرپ کا سن کے ایک شیطانی مسکراہٹ ائ۔

ایک ہفتہ تو سکون سے گزرا انعم گھر سے باہر بلکل نہی نکلی۔۔

زوہیب کو بھی خوشی ہوئ کے چلوکم ازکم کوئ بات تو انعم کہ سمجھ میں ائ۔۔

آج فاخرہ بیگم اور ہارون صاحب کسی شادی میں گئے تھے واپسی میں جہاں انھیں دیر ہوئ وہی زوہیب جو انکے ساتھ تھا اسے بھی دیر ہوگئ ابھی وہ تقریبا رات کے دو بجے اپنے گھر جا رہا تھا جب اس نے جینی کو دیکھا زوہیب کو ایسا لگا جیسے اسکی گاڑی میں انعم موجود ہے۔۔

اپنا شک دور کرنے کیلیے زوہیب نے جینی کی گاڑی کا پیچھا کیا۔

گاڑی نصرت

ولا کے پاس رکی اور اس میں سے انعم باہر نکلی ۔۔مگر آج اسکی حالت کافی بہتر تھی وہ جیسی تیسے کر کے کے اپنے کمرے میں پہنچ گئ۔۔

یعنی اسے میری بات سمجھ میں نہیں آئ زوہیب نے غصہ میں کہا اور زور سے ہاتھ گاڑی کے اسٹرینگ پہ مارا اور گاڑی آگے بڑھادی۔

اگلے دن بھی سب کے سونے بعد انعم 12 بجے کے قریب گھر سے نکلی ابھی وہ جینی کی گاڑی میں بیٹھی ہی تھی کے اسکے تعاقب میں کھڑے زوہیب نے کسی کے نمبر پہ۔کال کی اور گاڑی جینی کی گاڑی کے پیچھے لگادی۔۔

ماما جانے دے نہ ساری گرلز جارہی ہے پھر پتہ نہی یہ موقع ملے یہ نہی۔۔

رجا فاخرہ بیگم کے پیچھے پڑی تھی ۔یونی کیساتھ ٹرپ پر جانے کیلیے ۔ددیی ہارون صاحب سب نے ہی اسکو اجازت دے دی تھی مگر فاخرہ بیگم کسی صورت نہی مان رہی تھی۔

اور جب فائلی رجا کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرے فاخرہ بیگم نے اجازت دے دی--

مگر جاتے ہوئے ہزار نصیحتیں کرنا نہ بھولے۔

رجا کو گئے ہوئے ابھی چند گھنٹے ہی ہوئے تھے کے فاخرہ بیگم اداس سی دددیی کے کمرے میں آئی اور چپ چپ انکے پاس بیڈ پہ بیٹھ گئ---

نصرت بیگم نے بہت غور سے فاخرہ بیگم کے چہرہ کو دیکھا اور کہا--

ابھی بیٹی کو گئے چند گھنٹے نہی ہوئے اور تم اداس ہوگئ فاخرہ --

جب وہ رخصت ہوگی تب کیا کروگی--

خالہ آپ جانتی ہیں جو فیصلہ آپ نے اور امی نے لیا تھا اپکو کیا لگتا ہے اب وہ اتنا سب ہونے کے بعداپنی منزل تک پہنچے گا --

قسمت کب کونسا کھیل کھیل جائے کسی کو نہی پتہ خالہ --

تم اپنی جگہ صحیح ہو تمہارے سارے وہم سارے خدشے بھی اپنی جگہ ٹھیک ہیں --

مگر تم جانتی ہو جو فیصلہ برسوں پہلے ہوا تھا وہ آسانی سے ٹوٹنے والا نہی تم پریشان مت ہو فاخرہ سب ٹھیک ہو جائے گاا--

---

رجا یونی والوں کیساتھ مری پہنچ چکی تھی -یہاں کا موسم دیکھ کے وہ بہت خوش تھی--

ابھی وہ لوگ اپنے اپنے کمروں میں ریسٹ کر رہے تھے کیونکہ وہ لوگ رات تک پہنچے تھے--

رجا اور اسکی دوستیں ایک ہی روم میں تھی---

رجا نے سونے سے پہلے دددیی سے دل کھول کے باتیں کی اور پھر سونے کیلیے لیٹ گئ--

اگلے تین دن وہ لوگ ہوٹل میں رہے کیونکہ اسنو فال اور بارش کی وجہ سے سارے راستے بند تھے --

ادھر زارون جو دوسرے ہوٹل میں رکا تھا اور پورے طریقے سے رجا کی ایک ایک حرکت پہ نظر رکھا ہوا تھا وہ صرف موقع کی تلاش میں تھا کے کسی طرح رجا کو یہاں سے غائب کرکے زبردستی نکاح کرلے اسکے بعد تو اسکے پاس کوئ آپشن ہی نہی بچے گا زارون کو ٹھکرانے کا--

اج وہ سب لوگ مال روڈ کیلیے نکل رہے تھے--

ابھی وہ لوگ مال روڈ پہنچ کے بازار سے کچھ چیزیں دیکھ رہے تھے جب اسکے نمبر پہ فاخرہ کہ کال آئ اور رجا وہ کال سننے زرا سے سائیڈ پہ ہوئ مگر بے دھیانی میں اسکا پاوں کیچڑ میں پھنس گیا۔۔

جیسے تیسے کرکے اس نے کال کٹ کی اور اپنا پاؤں جیسی ہی باہر نکالا وہ پورا کیچڑ سے بھرا ہوا تھا۔ اس نے جیسی اپنا پاؤں زور سے جھٹکا اسکے لونگ شوز کی کیچڑ اڑ کے سامنے کال پہ بات کرتے ہوتے لڑکے کی سفید جیکٹ کو داغدار کرگئ مگر رجا میڈم نے اس بات سے انجان کے وہ۔ کسی کی خونخوار نظروں میں ہے اپنے لونگ شوز کو جھٹکنے کا کام جاری رکھا۔۔

یہاں تک کے اسکی دونوں دوستیں بھی اسکے پاس آگئ۔۔

اتنے میں وہ دونوں اس کیلیے پانی لینے گئ۔۔

سفید جیکٹ والے نے اسکا بازو پکڑا اور غصہ سے کہا۔۔

میں نے کہا تھا نہ تم سے اپنی آنکھوں کا استعمال کرنا چلتے ہوئے مگر تم نے میری بات کو مزاق میں لیا شاید--

اسفند جو غصہ میں اپنے کیچڑ سے بھرے وجود کو دیکھے غصہ میں لال پیلا ہورہا تھا -- بلیک لونگ شرٹ ریڈ ٹائس اور ریڈ کوٹ پہنے سرپہ ریڈ اسکارف لیہ رجا کو غصہ میں دیکھنے لگا چاہ کر بھی وہ اپنی آواز زیادہ اونچی نہی کرسکا مگر رجا وہ تو اسفند کی آنکھوں میں کھوگئ--

ابھی رجا اس کو کچھ کہتی اچانک اسکے لونگ شوز کی ہیل زراساڈگمگائ اور رجا لڑکھڑا کے اسفند کے سینے سے ٹکرائی اور اسفند جو پہلے ہی ایک ڈھلان کے پاس کھڑا تھا رجا کے گرنے پہ اسکا بیلنس بگڑا اور وہ رجا کو لے گے ڈھلان سے پھسلتا ہوا نیچے گرا--

دو تین ہفتہ تک آفس میں کام کرتے ہوئے جہاں اسفند خرم صاحب کا دل صاف کرچکا تھا وہی اسکا دماغ پوری طرح دو دن بعد ہونے والی اپنی ریسنگ پہ تھا۔۔

مظہر کہاں ہے تو آجا یار آج مال روڈ جانا ہے گلفس لینے پھر کل ریس ہے ۔اسفند نے مظہر کو کال کرنے کے بعد اپنی تیاری پکڑی اور مال روڈ کہ طرف گیا۔۔

ابھی مظہر اور وہ شاپنگ ہی کررہے تھے کے اسفند کے نمبر پہ اسکے آفس کے مینیجر کی کال آنے لگی بازار میں شور ہونے کی وجہ سے اسفند مظہر کو بول کے مارکیٹ سے باہر نکلا اور سائیڈ میں کھڑے ہوکے جہاں مینیجر سے بات کررہا تھا وہی اسکی نظریں وہاں سے نیچے اترتی ہوئی ڈھلان پہ تھی جہاں بہت زیادہ کیچڑ اور پھسلن تھی۔۔

ابھی وہ بات ہی کررہا تھا جب اسکی گدی پہ اور اسکی جیکٹ پہ پیچھے سے کچھ اڑ کے آیا اسفند نے پلٹ کے دیکھا تو رجا جو اپنے لانگ شوز سے الجھتا پایا تو منٹ کیلیے

اسفند رجا کے اس معصوم سراپے میں کھوگیا مگر اچانک اس نے اپنی جیکٹ اور اپنے اوپر کیچڑ کو دیکھا اور پھر رجا کو اور غصہ میں کہا۔

Not agin this girl ..

اور غصہ میں جاکے رجا پہ غصہ کرنے لگا اچانک رجا کا توازن بگڑا اور وہ زور سے اسفند کے سینے سے لگی اسفند کا بھی توازن بگڑا اور وہ رجا کو لے کے ڈھلان سے پھسلتا چلاگیا ----

رجا اور اسفند ڈھلان سے لڑکتے ہی چلے گئے --

اسفند کے اوپر رجا نے اسفند کی جیکٹ کے کالر-- کو مظبوطی سے تھاما ہوا تھا اور ساتھ میں اسکی چیخیں بھی جاری تھی--

کبھی وہ اسفند کے اوپر ہوتی کبھی اسفند اسکے اوپر ہوتا --

ایک تو اسفند کے ہاتھ کوئی ایسی چیز نہی آرہی تھی کے وہ اپنے اپکو روک سکے اوپر سے رجا کی چیخیں---

ہائے دددددي ہائے ماما بچالو اللہ کی قسم کبھی میں ٹرپ پہ جانے کا نہی بولونگی--
رجا اسفند کے نیچے دبی ہوئی تھی اور زور زور سے چیخ چیخ کے نجانے کون کون سے عہد وفا کررہی تھی--
اسفند جو ایک پتھر کے سہارے تکا تھا اور مظبوطی سے جہاں ایک ہاتھ سے پتھر کو تھاما تھا وہی ایک ہاتھ سے رجا کو کمر سے تھاما تھا--
اگر زرا سا بھی بیلنس آؤٹ ہوتا وہ دونوں جھڑنے سے ہوتے ہوئے سیدھا بہتے دریا میں گرتے--
اسفند جسکے منہ پہ پتھر کے سائیڈ سے ہوتا ہوا پانی تیزی سے لگ رہا تھا۔اوپر سے رجا کی دہائی--اسفند کا دماغ خراب کرنے کیلیے کافی تھے--

اسفند نے نے تھوڑی گردن جھکا کے رجا کو غصہ سے دیکھا اور کہا۔

رجا بلکل چپ ہوجاو آئ سمجھ تم پتہ نہی کہاں سے آئے میری زندگی میں جب جب میرے سامنے آتی ہو کوئ نہ کوئ ا
منحوصیت ہوجاتی ہے --

یہ بول کے اسفند نے لائٹ گرین آنکھوں سے رجا کو گھور کے دیکھا اسفند کی بات پہ رجا کا منہ حیرت سے کھلا اور اس نے اسفند کو گھور کے کہا۔

تو تم۔کونسا شاہ رخ خان ہو جس کے سامنے آنے کیلیے میں مری جارہی ہو یہ تو قسمت کا کھیل ہے جو بد قسمتی سے تمہارے سامنے لے آتی ہے--رجا نے بھی حساب برابر کرتے ہوئے کہا یہ جانتے ہوئے بھی کے وہ ابھی اسفند کے اسرے پہ ہے--

رجا مسلسل بولے جارہی تھی جب کے اسفند خاموشی سے اسے دیکھنے لگا اور پھر وہ ہوا جو نہ اسفند نے سوچا تھا نہ رجا نے --

اسفند نے آگے جھک کے رجا کے لبوں پہ اپنے لب رکھ دیلیے جہاں اسفند کی اس حرکت پہ رجا کی آنکھیں پوری کھلی وہی اسفند نے رجا کے لبوں کو اور مظبوطی سے تھاما مگر ہاتھ اسکا پھسلا اور وہ دونوں بہتے دریا میں گرےےےےےے۔

وہ تو اسفند اور رجا کی قسمت اچھی تھی کے دریا کا بہاؤ کم تھا۔۔
رجا جیسے تیسے کوشش کر کے خشک جگہ پہ آئ مگر اسفند وہ اس سے پہلے ہی خشک جگہ پہ موجود تھا
اور بہت غور سے دریا سے نکلتی رجا کو دیکھنے لگا۔۔
رجا جیسی ہی باہر نکلی اس کی نظر سامنے پتھر پہ مزے سے بیٹھے اسفند پہ پڑی ایک غصہ بھری لہر رجا کے وجود میں ڈوری اور وہ اسفند کے پاس پہنچی اور اس سے پہلے ایک زناٹے دار تھپڑ اسفند کو مارتی اسفند اس کے ہاتھ قابو کرچکاتھا۔۔

ارے ارے اتنی غصہ میں کیوں ہو آنکھوں والی آندھی اسفند نے اپنے چہرے پہ کمال کی۔ مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے چھونے کی یو گرین آنکھوں والے مونسٹر ۔۔۔۔

رجا اپنے دونوں ہاتھ چھڑوانے کی بھر پور کوشش کررہی تھی جبکہ اسفند وہ تو رجا کے آخری لفظوں میں گم تھا ۔۔

"گرین آنکھوں والا مونسٹر"

یہ لقب وہ پہلے بھی سن چکا تھا مگر کس سے۔۔

رجا نے اسکے ہاتھ پہ کاٹا تو وہ ہوش کی دنیا میں آیا اور جھٹکے سے اسے چھوڑا۔۔

اسفند کو رجا نے خونخوار نظروں سے دیکھا اور آگے بڑھنے لگی جبھی اسکو آس پاس سے ..اپنی دوستوں کی اواز آنے لگی ۔

!!!!!!

اریبنا اور آمنہ جو رجا کیلیے پانی لینے گئ تھی تاکہ اسکے پاؤں صاف کرسکے مگر اسفند اور رجا کو ایک ساتھ ڈھلان سے گرتا دیکھ دونوں کی چیخیں بلند ہوئ جسے سن کے کافی لوگ اکھٹے ہوئے۔۔

مظہر بھی اسفند کو گرتا دیکھ چکا تھا۔۔

اس نے فورا ریسکیو کی مدد سے ڈھلان سے نیچے جانے والا دوسرا راستہ اپنایا۔۔

دریا پہ پہنچنے پہ ہی آمنہ اور اریبنا کو رجا دیکھ گئ۔

دونوں تیزی سے رجا کے پاس پہنچی ۔۔ریسکیو کے ساتھ انکی دو تین ٹیچریں بھی تھی انہوں نے رجا کو کور کیا۔۔

جبکہ مظہر اسفند کے پاس آیا تو اس کے چہرے پہ ایک مسکراہٹ تھی اور جو وہ بار بار رجا کی طرف اچھال رہا تھا ۔

اور رجا کا بس نہی چلا کے اسکی مسکراہٹ چھین لے ۔

جیسے تیسے وہ لوگ اوپر مال روڈ کی طرف آئے رجا اپنی ٹیچر کے ساتھ جانے لگی جب اسنے پلٹ کے اسفند کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔مگر اسفند نے اپنی دائیں آنکھ دبا کے رجا کے گیلے وجود میں بھی آگ لگا دی۔۔

مظہر ڈرائیونگ کررہا رہا تھا ۔۔جب مظہر کے نمبر پہ کال آئ ۔۔

کال سننے کے بعد جو خبر مظہر نے اسفند کو دی وہ اسے آگے لگانے کیلیے کافی تھی۔۔

یار یہ لڑکی ہے ہی منحوس جب جب میرے سامنے آتی ہے میرا بہت بڑا نقصان ہوجاتا ہے ۔

اسفند نے غصہ میں اپنے بال سیٹ کرتے ہوئے کہا۔

یار اس میں اسکی کیا غلطی بارش کی وجہ سے ریس کینسل ہوئ۔۔

مظہر نے تھوڑی سی رجا کی حمایت لی--

اسفند نے دوبارہ کھڑکی طرف منہ کیا جب مظہر نے کہا--

یار ویسے اسے قسمت کا کھیل کہہ لو ہر بار تجھے یہی لڑکی ٹکراتی ہے مجھے تو لگتا ہے بہت سولڈ کنکشن ہے تم دونوں کے درمیان۔

مظہر نے اپنی بات کہہ کے اسفند کی طرف دیکھتے ہوئے گاڑی موڑی جب اسفند نے گھور کے اسے دیکھا اور کہا--

تجھے یہ سولڈ کنکشن لگتا ہے جب جب وہ میرے سامنے آئی ہے میں ہارا ہو--

ہمممم مظہر نے صرف اتنا کہا --اور تھوڑی دیر بعد گنگنایا--

یہ تیرا میرا ملنا--"

یہ دلوں کا کھلنا۔۔۔

یہ ہے اللہ کی مرضی

یوہی نہی ہے جانا

مظہر نے گانا گا کے بہت مشکل سے اپنی ہنسی چھپاٸ مگر اسفند اسکی ہنسی چھپانا دیکھ چکا تھا۔

اسفند نے ایک ائئیبرو اٹھاٸ اور کہا۔

مسسز صفدر کئ بار حنا کیلیے اپنے بیٹے سفیان کا رشتہ لا چکی ہیں مگر داٸ جان نے یہ کہہ کے انہیں منع کرا ہر بار کے حنا کی بات پکی ہوچکی ہے اور ایک مہینے بعد اسکا نکاح ہے ۔۔انکے پاپا کے دوست کے بیٹے مظہر سے ۔۔

مگر مجھے اب لگتا ہے سفیان بیسٹ آپشن ہے حنا کیلیے کیوں تیرے لیہ کوٸ اور دیکھ لیتے ہیں۔۔

اسفند نے یہ بول کے گھور کے مظہر کو دیکھا جو منہ کھول کے اسفند کو سکتے کی حالت میں دیکھنے لگا --

جب اسفند کا قہقہ گاڑی میں گونجا اور اسفند نے

گانا شروع کیا--

لڑکی کے بھائ کو لڑکا پسند نہی---""

مظہر نے سڑا ہوا منہ بنا کے اسفند کو دیکھا اور چپ چاپ گاڑی چلانے میں ہی عافیت سمجھی--

دو مہینے پہلے مظہر کی ماں حنا کیلیے مظہر کا رشتہ لے کر ائ-- جیسے ہارون صاحب نے سب کی رضامندی کے بعد ہاں کردیا--

اسفند مظہر کی نظروں میں حنا کیلیے پسندیگی دیکھ چکا تھا اس لیہ اسے بھی کوئ اعتراض نہی تھا کیونکہ مظہر بچپن سے اسفند کے ساتھ تھا اور اسفند کو خود بھی لگتا تھا کے مظہر سے زیادہ بیسٹ آپشن حنا کیلیے کوئ ہو نہی سکتا--

!!!!!!!!!!!!

جینی تمھیں ہم نے ایک کام بولا تھا شاید تم اب اس کام کے لیہ بیکار ہوچکی ہو--

جینی اپنے باس کی بات سنتے ہی کافی پریشان ہوئ اور کہا--

باس آج آپکا کام ہو جائے گا---

جینی نہ یہ بول کے کال کٹ کی اور انعم کو کال۔کر کے نائٹ کلب آنے کا بولا--

انعم یار آج تمھیں آنا ہی پڑے گا آج میری برتھ ڈے ہے--

یار جینی تم سمجھو میں روز روز نہی نکل سکتی ویسے بھی اس زوہیب کو شک ہوگیا ہے ..

ایسا نہ ہو وہ بھائ یہ ماموں کو بول دے----

ٹھیک ہے یار انعم میں کرہی نہی رہی اپنی برتھ ڈے پارٹی--

جینی نے کمال معصومیت سے کہا۔

انعم نے جب جینی کا افسردہ لہجہ دیکھا تو بول پڑی اچھا ٹھیک ہے میں اجاونگی--

جینی نے انعم کی حامی سنتے ہی اس نے اپنے خاص بندوں کا کال کی آج کا پلین بتایا۔

انعم جیسے ہی 12.30 پہ گھر سے نکلی زوہیب بھی گاڑی لے کر نکلا مگر آج اسکی گاڑی میں ہارون صاحب بھی موجود تھے---

جنہیں وہ دو دن پہلے کال کرکے کلب لے جا چکا تھا اور انعم کی حرکت بھی دیکھا چکا--

ہارون صاحب تو کلب دیکھ کے چکرا کے ہی رہ گئے تھے جہاں لڑکا لڑکی اپنی تمیز اور تہذیب بھول کے اپنی۔اپنی عیاشیوں میں مصروف تھے--

مگر جب انھوں نے انعم کو دیکھا تو انہیں بہت افسوس ہوا--

زوہیب ہارون صاحب کو یہ بات بھی بتا چکا تھا کے وہ جمیلہ بیگم کو انعم کے بارے میں بتا چکا ہے مگر انھوں نے اسے اسکی اوقات یاد دلا کے چپ کروادیا--

ہارون صاحب نے جینی کی گاڑی کا پیچھا کرتے ہوئے پولیس کا کال کردی---

ابھی وہ لوگ جینی کی گاڑی کا پیچھا کررہے تھے کے زوہیب کی گاڑی کا ٹائر پنچر ہوگیا۔

اور جینی کی گاڑی آگے نکل گئ--

جینی نے کلب پہنچ کے جھوٹ موٹ کی سالگرہ کا کیک کاٹا اور انعم کو ڈرنک آفر کری جسمیں بہت زیادہ مقدار میں درگز موجود تھی--

انعم نے جینی کے ہاتھ سے ڈرنک لے کے پی --

ایک دم اسکا سر بھاری ہونے لگا اس سے پہلے وہ گرتی ایک آدمی اسے باہنوں میں اٹھاکے کلب کے پیچھے بنے اسٹور میں لے گیا--

جہاں پہلے سے ایک بیڈ موجود تھا--

جینی نے وہاں موجود کیمرے اون کیہ اور کمرے سے باہر نکلی --

مگر کمرے کے باہر زوہیب کو کھڑا دیکھ اس کی ہوائیاں اڑگئ---

اور کے پیچھے پولیس کو دیکھ کے جینی کی رہی سہی ہمت بھی جواب دے گئ پولیس نے جینی کو گرفتار کیا اور وہاں موجود کافی لڑکی لڑکیوں کو جو درگز کے نشے میں دھت تھے--

گاڑی کا ٹائر تیزی سے چینج کرکے ہارون صاحب اور زوہیب کلب کے باہر پہنچے اتنے میں پولیس بھی اچکی تھی--

ڈی ایس پی ہارون صاحب کے بہت اچھے دوست تھے پولیس اندر گئ اور زوہیب بھی بھی پاگلوں کی طرح اندر انعم کو ڈھونڈنے لگا جب اسے ایک کمرے میں جینی جاتی دیکھائی دی--

زوہیب اسکے پیچھے گیا۔مگر رش کی وجہ سے وہ اس تک دیر سے پہنچا اتنے میں جینی کمرے سے باہر نکلی مگر زوہیب کا چہرہ دیکھ کے جو جینی کے چہرے کی ہوائیاں آڑی وہ زوہیب کو یہ سمجھانے کیلیے کافی تھا کے انعم اندر ہے--

زوہیب اندر پہنچا تو وہ آدمی اپنی شرٹ اتار کے انعم پہ جھکا تھا اور انعم کا وجود نیم برہنہ تھا۔۔

زوہیب نے ایک جھٹکے سے اس آدمی کو انعم سے الگ کیا اور اسکی اچھی خاصی دھلائی کی زوہیب نے بھی اس آدمی سے کافی مار کھائی اور اسے بہت چوٹیں ائ۔۔ جب وہ آدمی زوہیب کی مار کھا کے نڈھال ہوا تو زوہیب انعم کی طرف مڑا جو بلکل بیہوش تھی ۔۔زوہیب نے انعم کو کپڑے پہنائے اورا یسا کرتے ہوئے وہ جس ازیت سے گزرا وہ وہی جانتا تھا۔۔

انعم کو باہنوں میں اٹھا کے وہ باہر نکلا اور سیدھا ہارون صاحب کے پاس پہنچا ۔۔ ہارون صاحب نے انعم کو احتیاط سے گاڑی کی پچھلی سیٹ پہ لیٹایا اور بہت غور سے گاڑی چلاتے ہوئے زوہیب کو دیکھا جسکی آنکھیں بہت کچھ ہارون صاحب کو سمجھا چکی تھی۔۔

پولیس اسٹیشن کے پاس جب وہ لوگ پہنچے تو آصف پہلے سے وہاں موجود تھا جیسے ہارون صاحب نے کال کر کے وہاں بلایا تھا۔۔

آصف نے جب انعم کو ایسی حالت میں دیکھا تو اسکا خون کھول گیا۔

مگر زوہیب کے چہرے پہ جگا جگا چوٹ کا نشان دیکھ کے وہ سمجھ گیا کے اسکی بہن کی عزت محفوظ ہے۔۔

آصف ہارون صاحب کے گلے لگ کے رو پڑا ۔۔ہارون صاحب نے آصف کو خود سے الگ کیا اور کہا۔

شکریہ زوہیب کا ادا کرو آصف اگر یہ انعم پہ نظر نہی رکھتا تو آج انعم کو اس دلدل سے نکالنا نہ ممکن تھا۔۔

آصف نے زوہیب کے پاس پہنچا جو سکتے کی حالت میں زمین۔کو گھور رہا تھا۔۔۔

آصف کے پکارنے پہ جب وہ سیدھا ہوا تو آصف یہ دیکھ کے دنگ رہ گیا کے زوہیب رو رہا تھا۔۔

آصف انعم کے بیہوش وجود کو لے کے گھر پہنچا تو گھر میں ٹھیک ٹھاک کہرام مچاپایا جہاں انعم کی حالت دیکھ کے دددیی اور فاخرہ بیگم کا ہاتھ بلا جھجھک اپنے منہ پہ گیا وہی جمیلہ بیگم کا حال بھی کچھ ایسا تھا۔۔

آصف نے اپنی ماں کی اچھی خاصی عزت افزائی کی اور انعم کو کمرے میں لیٹایا۔

ادھر زوہیب جب اپنے گھر آیا تو اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے ہوئے بلک پڑا

انعم کی صبح آنکھ کھلی تو اسکا سر بھاری ہو رہا تھا جب اچانک اسکے روم کا دروازہ کھلا اور آصف اندر آیا۔۔

اندر آتے ہی آصف نے ایک زناٹے دار تھپڑ انعم کے منہ پہ ڈے مارا اور اسے خوب کھڑی کھڑی سنائ اور ساتھ میں اسے یہ بھی خبر دی کے کل شام اسکا نکاح ہے--

آصف انعم کے کمرے سے نکل کے سیدھے جمیلہ بیگم کے کمرے کی طرف گیا۔

جمیلہ بیگم اپنے کمرے میں اپنی الماری سیٹ کررہی تھی جب آصف انکے کمرے میں آیا--

امی بات سنے!!

ہاں بولو جمیلہ بیگم نے مصروف انداز میں الماری کے اندر گھسے گھسے کہا--

آج شام انعم کا نکاح ہے اب تیار رہیے گا۔۔

آصف کی بات سن کے جمیلہ بیگم کے ہاتھ سے کپڑے چھوٹ کے نیچے گرے انہوں نے پلٹ کے بے یقینی سے آصف کو دیکھا اور کہا۔

کیا بول رہے ہو آصف انعم کا نکاح کس سے ؟؟

جس بھی کررہا ہو بہت سوچ سمجھ کے کررہا ہو ۔اب کو اس لیے بتا رہا ہو کیونکہ آپ ماں ہیں ۔ورنہ اپنے کوئ کسر نہی چھوڑی اس کو بگاڑنے میں۔۔

آصف بیٹا معاف کردو اسے غلطی ہوگئ اس سے آئندہ نہی کرے گی وہ ابھی وہ بہت چھوٹی کے 21 سال کی تو ہے ایسا ظلم نہی کرو اسکے ساتھ۔

چھوٹی نہی ہو وہ سنا اپنے نائٹ کلب جاکے ڈرنک کر کے پکڑی گئی ہے آپکی بیٹی آدھی رات کو اسے تھانہ سے لایا ہو بچی نہی آپکی بیٹی آج شام کو اسکا نکاح ہے اپکو آنا ہے تو آئیے گا ورنہ اسکا شوہر نکاح ہوتے ہی یہاں۔ سے لے جائے گا۔۔

یہ بول کے آصف کمرے سے باہر نکلا تو انعم کو کھڑا پایا جو سکتے کی حالت میں کھڑی تھی۔۔

آصف کے جاتے ہی وہ ڈور کے جمیلہ بیگم کے گلے لگ کے اور رونے لگی۔۔

اصف باہر نکلا اور گاڑی میں بیٹھتے ہوئے زوہیب سے کہا۔۔

قاضی کا انتظام کرلیا آج شام تک انعم نکاح ہے۔۔

آصف پتہ نہی کیا کیا بولے جارہا تھا جبکہ زوہیب کی سانس اسی بات پہ اٹک گئ کے آج شام کو انعم کا نکاح ہے

اگلے دن سادگی سے انعم کے نکاح کی رسم رکھی جسمیں گھر کے فرد اوردو تین قریب کے رشتہ دار شامل تھے جبکہ رجا بھی شامل نہی تھی وہ ٹرپ پہ تھی--

لائٹ پنک کلر اور لائٹ بیلو کلر کے میکسی میں جو اسکا دولھا اسکے لیہ لایا تھا کسی زندہ لاش کی طرح انعم اس جوڑے میں تیار ہوکے بیٹھی۔

جب نکاح خواہ اندر ائے۔

اور جب اسکے دولھے کا نام پکارا گیا انعم کا دل کیا وہ مرجائے وہ قسمت کے اس کھیل پہ بلک بلک کے روپڑی--

انعم بنت خالد کیا اپکو زوہیب بنت دلاور سے ایک لاکھ مہر سکہ رائج الوقت نکاح قبول ہے؟؟--

قاضی کے الفاظ تھے یہ گرم سیسہ جو انعم کے کانوں میں انڈیلا گیا۔۔ادھر جمیلہ بیگم کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا جبکہ باقی سارے گھر والے جانتے تھے کے انعم کا نکاح زوہیب سے ہی ہونے والا ہے۔۔اصف نے قریب آکے انعم کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کے دبایا تو وہ ایک دم چونکی اور قبول ہے کہا۔۔

اور پھوٹ پھوٹ کے رو پڑی۔۔

ادھر زوہیب کا نکاح ہوتے ہی انعم کی رخصتی کا شور اٹھا اور انعم کسی زندہ لاش کی طرح زوہیب کیساتھ گاڑی میں بیٹھ کے اسکے فلیٹ اگئ۔

!!!!!!

انعم کو جب آصف پولیس اسٹیشن سے گھر لایا اور زوہیب کے پاس آیا تاکہ اسکا شکریہ ادا کرسکے۔۔

تمہارا شکریہ میں کیسے ادا کرو زوہیب اج تم جو ہماری عزت بچا کے ہم پہ احسان کیا ہے اس احسان کا بدلہ میں کبھی نہی چکا سکتا۔۔

آصف بول کے چپ ہوا جب زوہیب نے کہا۔۔

آصف سر میں نے آپکے ساتھ ساتھ اپنی عزت بھی بچاۓ ہے۔۔

زوہیب کے بولنے پہ آصف نے نہ سمجھی کی حالت میں زوہیب کو دیکھا جب زوہیب نے کہا۔

میں انعم سے شادی کرنا چاہتا ہو اصف سر جانتا ہو اپنی اوقات سے بہت زیادہ آگے بڑھ گیا ہو میں یہ بات بول کے ۔مگر اگر آج میں یہ بات آپ سے نہی کرتا تو شاید کبھی نہی کرتا۔۔

یہ مت سمجھیے گا کے آج جو کچھ ہوا اس کے بعد میں آپ سے یہ سب کہہ رہا ہو ۔اج میں جس کرب سے گزرا ہو اپکو اندازہ نہی میں انعم بی بی سے بہت محبت کرتا ہو پلیز مجھے خالی ہاتھ مت لوتائیے گا یہ بول کر زوہیب نے آصف کے سامنے ہاتھ جوڑے اور بلک بلک کے رو پڑا ۔

آصف دو منٹ تک خاموش رہا اور پھر آگے بڑھ کے زوہیب کو گلے سے لگالیا۔اور کہا۔۔

شاید میں اگر خود بھی اپنی بہن کیلیے لائف پارٹنر ڈھونڈتا تو تم جیسا تلاش نہی کر پاتا۔۔مگر زوہیب اس نے جو بھی کیا بری صحبت میں رہ کے کیا تم سے ایک ریکوسٹ ہے پلیز کبھی اسکے آگے اسکا ماضی مت دھرانا۔۔

آصف سر جب محبت اپکو ملے نہ تو شکوے گلے نہی کرنے چاہیئے بلکہ یہ سوچنا چاہییے کے اپنے محبت کو کسطرح سے محبت کرے کے وہ اپنے اوپر بیتی ہر دکھ کی داستان بھول جائے۔۔۔۔

زوہیب کے جواب نے آصف کو لاجواب کر دیا ۔

لیکن سر میں نکاح کے دو تین بعد ہی پنڈی اپنے آبائ گھر شفٹ ہوجاونگا ۔انعم کو ان سب سے دور لے کر جانا چاہتا ہو۔۔

آصف نے مسکرا کے زوہیب کو دیکھا اور کہا۔

جیسے تمہیں ٹھیک لگے یار میں ماموں سے بات کرکے تمہیں بتاتا ہو۔۔۔

اور پھر فیصلہ زوہیب کے حق میں ہوا۔۔

زوہیب کے پاس کافی بینک بیلنس موجود تھا مگر پھر بھی وہ اتنا خرچ کرتا جتنی ضرورت ہوتی ۔۔

اس نے کافی ساری چیزیں انعم کیلیے لی نکاح کا ڈریس لے کے جب وہ دائ جان کے پاس پہنچا اس کے لبوں پہ ایک عجیب ہی مسکراہٹ تھی--

----

!!!!!!!!!

انعم زوہیب کے ساتھ گاڑی میں بلکل خاموش تھی--

اسکی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو جاری تھے قسمت کے اس کھیل نے اس کی روح تک کو بھی جھنجھوڑ دیا تھا--

وہ کلب میں کس حالت میں تھی اسکے ساتھ کیا ہونے والا تھا ابھی تک وہ ان سب باتوں سے انجان تھی--

زوہیب کی نظریں گاڑی چلاتے ہوئے مسلسل انعم کے دلہن کے سراپے پہ تھی۔۔اللہ نے اس کی جھولی میں اسکی محبت ڈالی تھی ۔۔وہ بھی پاک رشتے سے

اچانک زوہیب کی نظریں انعم کے خالی ہاتھوں پہ پڑی شاید زوہیب پہلی ایسی دلہن دیکھ رہا تھا جس کے ہاتھوں میں اس کے ہونے والے شوہر کے نام کی مہندی نہی تھی۔۔

گاڑی زوہیب کے فلیٹ کے باہر رکی تو انعم جو اپنی ہی سوچوں میں گم تھی ایک دم ہوش میں آئ ۔فلیٹ کی بلڈنگ کو دیکھ کے وہ پھر سسک پڑی۔۔

زوہیب گاڑی سے اتر کے گھوم کے انعم کی طرف آیا اور اسکی طرف کا دروازہ کھول کے اپنا ہاتھ انعم کے آگے کیا۔۔

انعم نے ایک نظر زوہیب کو دیکھا ایک نظر اس کے پھیلے ہوئے ہاتھ کو اور جھٹکے سے اسکا ہاتھ دور کیا اور خود گاڑی سے اتر کے فلیٹ کے اندر جانے لگی--

زوہیب نے ایک مسکراہٹ کے ساتھ اپنی مٹھی بند کی اور انعم کے پیچھے گیا--

ہائی ہیل اور ہیوی ڈریس کیساتھ انعم بہت مشکل سے سیڑھیاں چڑ رہی تھی جب اسکے پیچھے آتے زوہیب نے اسے اپنی باہنوں میں اٹھایا انعم جو اپنی ہی سوچوں میں گم سیڑھیاں چڑھ رہی تھی زوہیب کی اس حرکت پہ اسکا خون کھولا اور جس ہاتھ سے اسنے زوہیب کی گردن پکڑی تھی اسی ہاتھ کے ناخن اس نے زوہیب کی گردن میں زور سے چبائے--

مگر زوہیب نے نہ تو مسکرانا چھوڑا اور نہ ہی انعم کو اپنی باہنوں سے آزاد کیا--

انعم جو غصہ میں زوہیب کو گھور رہی تھی اچانک غور سے زوہیب کے چہرے کو دیکھنے پہ انعم کو اسکے چہرے پہ کافی چھوٹے چھوٹے چوٹوں کے نشان دیکھے--

زوہیب اسکو لے کے اپنے فلیٹ پہ پہنچا اور ایک ہاتھ سے فلیٹ کا دروازہ کھول کے اندر داخل ہوا ابھی پہلا قدم رکھا ہی تھا --

کے ان دونوں پہ گلاب کے پھولوں کی بارش ہونے لگی--

انعم کے چہرے پہ بے تحاشہ گلاب کے پھولوں۔ کی پتیاں گری--

پل بھر کیلیے ہی سہی مگر انعم کے لبوں پہ ہلکی سے برائے نام مسکراہٹ ائ--

ززوہیب نے انعم کو لے جاکے بیڈ پہ بیٹھایا اور جھک کے اسکے ماتھے پہ اپنے لب رکھے--اور فورا پیچھے ہوا کیونکہ انعم کی۔انکھیں پھر بھیگنے لگی--

زوہیب نے اپنی قمیض اتاری اور اپنے کپڑے لے کے فریش ہونے چلا گیا۔

زوہیب کے جاتے ہی انعم ایک بار پھر رونے لگی اسکے بھائ نے اسکے ساتھ کتنا بڑا ظلم کیا ایسا اسے لگتا تھا----

زوہیب فریش ہو کے باہر نکلا تو انعم ابھی تک اسی پوزیشن میں بیٹھی جس پوزیشن میں زوہیب اسے چھوڑ کے گیا تھا--

انعم ؟؟

زوہیب کے پکارنے پہ انعم نے بھیگی آنکھوں سے اسکی طرف دیکھا تو زوہیب نے آگے بڑھ کے اسکے آنسو صاف کرنا چاہے مگر انعم ایک بار پھر اسکا ہاتھ جھٹک دیا۔

الماری میں کپڑے ہیں تمہاری جاؤ فریش ہوجاو۔۔

زوہیب یہ بول کے ہٹا تو انعم کو بھی احساس ہوآکے اب اگر وہ مزید اس ڈریس میں رہی تو بیہوش ہو جائے گی۔

اور اپنا ڈریس سنبھالتی ہوئ نیچے اتری ڈریسنگ کے سامنے جاکے پہلے اپنی جیولری وغیرہ اتارنے لگی زوہیب بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کے بہت غور سے انعم کو دیکھ رہا تھا مگر انعم نے ایک بار بھی شیشہ میں نگاہ اٹھا کے اسے نہی دیکھا۔۔

جیولری اتار کے وہ فریش ہونے چلی گئ۔۔

فریش ہوکے باہر آئ تو صوفے پہ لیٹنے لگی جب زوہیب کی آواز کانوں میں ائ۔۔

زندگی میں میری شامل ہوگئ ہو نکاح میں ہو میرے جتنی جلدی یہ بات سمجھ جاؤ انعم تمہارے لیے اچھا ہے۔

اس لیے فورا بیڈ پہ او میں تمھں کھا نہی جاؤنگا۔۔۔۔

زوہیب کی باتیں انعم کو دھمکی لگی یا پھر کچھ اور وہ چپ چاپ بیڈ پہ آکے کروٹ لے کے لیٹ گئ۔

مگر گردن پہ انعم کے ناخنوں کی خراش کی وجہ سے زوہیب کو کافی تکلیف ہورہی تھی۔اس نے ڈرار سے ٹیوب نکالی اور انعم کا رخ اپنی طرف موڑ کے کہا۔۔

گردن پہ جو شادی کا پہلا تحفہ دیا ہے اپنے نیند نہی آرہی اس کی وجہ سے یہ لگاؤ گردن پہ۔۔

زوہیب نے انعم کے آگے ٹیوب کی جیسے اس نے خاموشی سے تھام لیا۔۔

زوہیب رخ موڑ کے بیٹھا اور گردن سے اپنی شرٹ تھوڑی نیچے کی یہ دیکھ کے انعم کو واقعی شرمندگی ہوئ کے اس کے ناخن بری طرح زوہیب کی گردن زخمی کرچکے ہیں ۔

اس نے خاموشی سے زوہیب کی گردن پہ ٹیوب لگائ۔

اور لیٹ کے کروٹ بدل لی۔۔

زوہیب کو بھی ٹیوب لگوانے کے بعد کافی آرام محسوس ہوا اور وہ بھی انعم کی پشت کو گھورتا ہوئے کب نیند کی وادیوں میں اترا اسے پتہ ہی نہیں چلا۔۔

صبح زوہیب کی آنکھ کھولی تو انعم بیڈ نہہ تھی۔۔زوہیب تیزی سے بیڈ سے اتر کے کمرے سے باہر نکلا تو انعم سامنے ٹریس پہ کھڑی تھی گم سم اداس تھی ۔۔

زوہیب کی جان میں جان آئ اور وہ ناشتہ بنانے چلا گیا۔۔

ناشتہ بناکے زوہیب نے تیبل پہ لگایا اور انعم کے پاس جاکے کھڑا ہوا مگر یہ دیکھ کے زوہیب کو بہت افسوس ہوا کے انعم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے ۔

زوہیب نے ہلکے سے انعم کو پکارا اور کہا۔۔

انعم ناشتہ کرلو پھر ہمیں نکلنا ہے پنڈی کیلیے تمہیں تمہارے گھر والوں سے بھی ملوالاونگا۔۔

مجھے کسی سے نہی ملنا اور نہ مجھے بھوک ہے۔۔

یہ بول کے انعم جانے لگی جب زوہیب نے اسکا ہاتھ پکڑ کے اپنی طرف کھینچا اور کہا۔

ضد میں انسان اکثر اپنا ہی۔نقصان کرتا ہے بہت لمبا سفر ہے انعم مجھے مجبور مت کرو کے یہ سفر میں تمہارے ساتھ زبردستی کرتے ہوئے گزارو۔۔

نکاح کا پاک رشتہ ہے ہمارے درمیان ۔میں جانتا ہو تم مجھ سے نفرت کرتی ہو کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا ہوگا میرے ساتھ زندگی گزارنے کا ۔مگر اب جو اللہ کا منظور ۔۔

اس لیے خاماخای میں بھوکی رہ کے تم اپنا نقصان کروگی۔۔

کیونکہ میں کسی صورت تم سے الگ نہی ہوگا یہ بات بٹھالو اپنے ننھے سے دماغ میں ۔۔

یہ بول کے زوہیب نے انعم کو چھوڑا اور اسکا ہاتھ تھام کے ناشتہ کی ٹیبل پہ لے ایا۔

زوہیب نے پہلا لقمہ توڑ کے انعم کی طرف کیا مگر نہ تو انعم نے لقمہ کھایا نہ اسے دیکھا بلکے جان مار کے تھوڑا بہت ناشتہ کیا ۔۔

ابھی وہ لوگ ناشتہ سے فارغ ہوئے تھے کے ڈور بیل بجی ۔

زوہیب نے دروازہ کھولا تو سامنے جمیلہ بیگم دائ جان اور فاخرہ بیگم تھی۔۔

جمیلہ بیگم انعم کے گلے لگ کے سسک پڑی مگر انعم جو صبح سے بات بات پہ رو رہی تھی اپنی۔ماں کے گلے لگ کے اسکی آنکھ سے ایک آنسو نہی گرا کسی بت کی طرح وہ انکے درمیان بیٹھی رہی تھوڑی دیر بیٹھ کے وہ لوگ چلے گئے جب زوہیب نے اپنا سامان پیک کرنا شروع کیا نکاح سے ایک دن پہلے وہ ساری تیاری کرچکا تھا بس آج اسے نکلنا تھا پنڈی اپنے ابائی گاؤں ولیمہ بھی وہ وہی رکھنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔

دو گھنٹے میں زوہیب اور انعم پنڈی کیلیے نکل رہے تھے۔۔زوہیب نے کئ بار انعم سے کہا کے وہ اپنے گھر والوں سے مل لے پھر پتہ نہی کب آنا ہو۔۔

مگر انعم کی نہ ہاں میں نہی بدلی۔۔

انعم فریش ہو کے باہر نکلی تو اسکے کپڑوں کیساتھ ایک عبایہ رکھا تھا۔

انعم اپنے بال بنارہی تھی جب زوہیب ہارون اور آصف سے مل کر ایا تھا سامان اس کا سارا پیک تھا کیپ اسکی نیچے کھڑی تھی --

زوہیب سارا سامان گاڑی میں رکھوا چکا تھا زوہیب نے اپنے کمرے میں آکے اپنے بال بنائے اور گھڑی پہنتے ہوئے ایک نظر انعم کو دیکھا جو خاموشی سے عبایا پہن رہی تھی--

زوہیب نے تو سوچا تھا وہ اچھا خاصا ہنگامہ کرے گی مگر وہ بلکل خاموش تھی--

دونوں ہی ائیر پورٹ کیلیے نکل گئے تھے--

ائیرپورٹ پہ چیکنگ کے دوران زوہیب کو وہاں موجود لڑکیوں نے کافی بار مڑ مڑ کے دیکھا ۔کیونکہ وہ لگ ہی اتنا حسین رہا تھا--

ایک تو سرخ سفید پٹھانوں والا لکک اس پہ بلیک قمیض شلوار ہلکی۔ ہلکی بریڈ سلیقے سے بنے بال اور آنکھوں پہ بلیک گلاسس انعم نے جہاں لڑکیوں کو عجیب نظروں

سے دیکھا وہی زوہیب کو بھی وہ سڑے ہوئے منہ سے دیکھا جو زوہیب دیکھ چکا تھا اور اپنی مسکراہٹ بھی کمال سے چھپا چکا تھا۔۔

فلائٹ جیسی ہی ٹیک اوف ہونے لگی انعم نے بلا جھجک جہاں زوہیب کا بازو تھاما وہی زوہیب کے بازو میں اپنا منہ بھی چھپانے لگی۔۔۔

زوہیب نے بہت پیار سے انعم کے گرد اپنے بازو پھیلا کے اسے باہنوں میں لیہ زوہیب کی اس حرکت پہ انعم نے زوہیب کو دیکھا تو وہ بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔ ایک کی نظر میں شکوے تھے نفرت تھی۔تو دوسرے کی نظر میں احترام عزت اور محبت۔۔

ٹیک اوف ہوتے ہی انعم جھٹکے سے زوہیب سے الگ ہوئ اور زوہیب ایک آہ بھر کے رہ گیا۔۔۔

!!!!!!!!

اسلام آباد ائیرپورٹ پہ زوہیب نے ایک پرائیویٹ گاڑی کی پنڈی جانے کیلیے --

راستہ زیادہ لمبا نہی تھا اس لیہ انعم نے سارا راستہ جاگ کے گزارا پنڈی شہر اسے بہت اچھا لگا۔

ایک جگہ زوہیب نے گاڑی روک کے کچھ کھانے پینے کا سامان لے کے انعم کو دیا تو اس نے چپ چاپ لے لیا کیونکہ اسے واقعی بھوک لگی تھی ۔

ایک خوبصورت سے گھر کے آگے آکے انکی گاڑی روکی ۔

لکڑی سے بنا یہ ڈبل۔اسٹوری کا خوبصورت گھر جیسے زوہیب کے والدین نے بہت محنت سے بنایا تھا--

چکور ڈیزائن کا یہ گھر جسکے آگے ایک چھوٹی سے نہر تھی اس پاس کافی گھر تھے مگر تھوڑی فاصلہ پہ تھے--

وہ لوگ گاڑی سے اترے تو ایک لڑکی زوہیب کو اوازدیتی ہوئ اس تک آنے لگی--

انعم نے غور سے دیکھا وہ سولہ سترہ سال کی خوبصورت لڑکی تھی جسکی آنکھیں گرین تھی ڈورتی ہوئ آئ اور زوہیب کے سینے سے لگ گئ--

اسلام و علیکم زوہیب بھائ ہم کب سے آپکا انتظار کررہے تھے --

ارے و علیکم سلام میری گڑیا کیسی ہو ؟؟

خالہ کیسی ہیں-؟؟

امی بھی اچھی ہے--

یہ بول کے وہ لڑکی انعم کی طرف مڑی اور اسے سلام کرکے کہا۔

اسلام و علیکم بھابھی جان---

انعم نے بھی بنا منہ بنائے اس لڑکی کے سلام کا جواب دیا--اور انعم کی یہ بات زوہیب کو بہت اچھی لگی--

زوہیب بھائ امی آپکے کیلیے کھانا تیار کررہی ہے آپ لوگوں کے گھر ایک ایک کونا میں نے اپنے ہاتھوں سے صاف کیا ہے آپ لوگ آرام کرے میں دوپہر میں اونگی کھانا لے کے امی-کیساتھ یہ بول-کے وہ لڑکی جیسے آئ تھی ویسے واپس چلی گئ--

لڑکی کے جاتے ہی زوہیب نے انعم کو گھر کے اندر چلنے کیلیے کہا-

زوہیب نے اور انعم نے ایک ساتھ گھر میں قدم رکھا--

پورا گھر لکڑی سے بنا تھا اور کافی خوبصورت تھا--

سائیڈ میں کچن دو کمرے اور ٹی وی لانج نیچے تھے اور ایک ہی کمرہ تھا جو انعم اور زوہیب کا تھا--

دونوں ہی فریش ہو کے آرام کرنے لگے۔۔

تھوڑی دیر بعد ہی زوہیب کی آنکھ کھل گئی اس نے اپنی برابر میں لیٹی انعم کو دیکھا جو بال کھول کے سورہی تھی اور کافی بال اسکے چہرے پہ بھی تھے ۔
زوہیب کہنی کے بل اٹھا اور آرام سے انعم کے چہرے پہ سے سارے بال ہٹائے۔
انعم کا معصوم چہرہ اسکا دل بے ایمان کرنے لگا اس نے جھک کے انعم کے لبوں کو دھیرے سے چھوا اور الگ ہوا مگر پھر مڑ کے دوبارہ اسکے ماتھے پہ اپنے لب رکھے اور کمرے سے باہر نکل۔گیا۔

دوپہر تک انعم بھی اٹھ گی تھی چلبلی سے زینب اور اسکی امی کھانا لے کے اچکی تھی۔۔

نور بانو زوہیب کی سگی خالہ تھی انکی ایک ہی بیٹی تھی زینب جو زوہیب کی لاڈلی تھی ۔۔انکے شوہر کا انتقال کچھ عرصہ پہلے ہی ہوا جب سے زوہیب نے انکے گھر کے اخراجات اٹھائے۔۔

زینب انعم کو اپنے کالج کا بتانے لگی جہاں اسنے ابھی ابھی ایڈمیشن لیا تھا۔
زینب کی باتوں۔ سے انعم کافی خوش تھی اور اسکو دیکھ کے زوہیب کیونکہ انعم کا یہاں دل لگ گیا تھا۔۔

لگلے دن ولیمہ کی رسم بھی شاندار رہی۔۔زوہیب نے بہت اچھا ولیمہ کیا انعم کی سوچ کے برعکس آج زوہیب نے زینب کو خاص ہدایت کی تھی انعم کے ہاتھوں میں مہندی لگانے لگی۔۔۔

ولیمہ سے نمٹ کے جب زوہیب کمرے میں آیا تو انعم اپنی جیولری اتار رہی تھی پستی کلر کی میکسی میں انعم زوہیب کا دل بے ایمان کررہی تھی تھی۔۔

زوہیب بھی وائٹ کاٹن کی۔ قمیض شلوار میں اور سر پہ اپنے خاندان کی مخصوص ٹوپی پہنے شہزادہ لگ رہا تھا۔

زوہیب نے انعم کے پاس آکے کہا۔

جانتا ہے تمہارے قابل نہی ہو انعم مگر ہر ممکن کوشش کرونگا تمہارے قابل بننے کی --

یہ ایک چھوٹا سے تحفہ تمہارے لیہ۔

زوہیب نے آگے بڑھ کے انعم کا ڈوپٹہ اس کے سر سے آزاد کیا تو وہ اس کے پیروں میں اگرا۔۔

انعم کا سراپہ دیکھ کے زوہیب نے انعم کو کمر سے تھام کے خود سے لگایا اور ایک خوبصورت سا لاکٹ جو گولڈ کا تھا جس پہ سفید نگوں سے زیڈ اور اے لکھا تھا انعم کے بال پیچھے سے آگے کیہ اور اسے پہنایا۔۔

--انعم کسی بت کی طرح زوہیب کی ساری کاروائی دیکھ رہی تھی--

زوہیب نے انعم کو لاکٹ پہنایا اور اسکی گردن پہ اپنے لب رکھے--

انعم نے کوئ مزاحمت نہی کی ۔اس بنا پہ زوہیب کی ہمت اور بڑھی ۔اس نے انعم کی شرٹ کو کندھے سے نیچے کیا اور اسکے کندھے پہ اپنے لب رکھے--

انعم نے ضبط کا مظاہرہ کرکے اپنی مٹھی بند کی--

زوہیب نے اسے گودھ میں اٹھا کے بیڈ پہ لیٹایا اور خود اٹھ کے لائٹ بند کرکے اپنی قمیض اتاری اور انعم کے پاس آیا اسکی شرٹ پوری نیچے کرکے وہ دیوانہ وار اسکو پیار کرنے میں مگن تھا جیسے ہی زوہیب نے اسکے لبوں کو چومنا چاہا جب اندھیرے میں انعم کی الفاظ گونجی--

یہ سب تو تم میرے ساتھ جب بھی کرسکتے تھے جب بیھوشی کی حالت میں مجھے کلب سے لاتے تھے--

میرے ساتھ اپنا نام کیوں جورا تم ایک نوکر اور میں ایک ملکن جان بوجھ کے تم نے معصومیت کا مظاہرہ کیا میرے بھائ کے سامنے جبھی انہوں نے میرا ہاتھ ایک نوکر کے ہاتھ میں دے دیا۔کلب کون نہی جاتا ہر کسی کی اپنی زندگی ہوتی ہے مگر تم۔نے میرے زندگی میں مداخلت کر کے میری زندگی برباد کردی-- اپنا نام میرے نام کیساتھ جوڑ کے میری زندگی برباد کردی

انعم کی باتیں سن کے زوہیب سکتے میں آگیا اس نے تو کبھی سوچا ہی نہیں تھا کے انعم اس سے اس حد تک نفرت کرتی ہے وہ تو یہ سوچ کے اسکے قریب آیا کے آج وہ اپنی محبت سے انعم کو اپنی۔محبت کا یقین دلایا گیا --
مگر انعم کے الفاظ اسکا دل چیرنے کیلیے کافی تھی--
زوہیب انعم کے اوپر سے اٹھا اور کہا بھی تو صرف اتنا--
محبت میں اور ہوس میں بہت فرق ہوتا ہے انعم بی بی--

میں آج تمہارے قریب آیا کیونکہ میرا حق ہے مگر آج کے بعد تم پہ اپنا حق کبھی نہی جتاونگا مگر یاد رکھنا یہ بات تم سے الگ کسی قیمت پہ نہی ہوگا۔۔

بیوی ہو میری پورا حق ہے مجھے تمہارے ساتھ سب کچھ کرنے کا اور جس بات پہ تم اتنا غرور کررہی ہونا ایسا نہ ہو جب تمہیں سچائ پتہ چلے کے ہمارا نکاح کیوں ہوا تو تم اپنی ہی نظروں میں گر جاو۔۔

یہ بول کے زوہیب نے اپنی قمیض اٹھائ اور کمرے سے نکل گیا۔۔

کیا بات ہے بہت چپ چپ ہو؟؟

کچھ نہی لبنہ آصف نے ایک لمبی سانس لے کے لبنہ سے کہا۔۔

آج انعم کو رخصت ہوئے لبنہ ایک ہفتہ ہوگیا مگر نہ تو وہ جاتے ہوئے مجھ سے مل کے گئ اور نہ اس نے اب تک مجھ سے بات کی۔۔

آصف اس کیلیے جھٹکا ہی ایسا ہے اسکی جگہ کوئ بھی لڑکی ہوتی اسکا یہی ریکشن ہوتا
--

مگر لبنہ زوہیب اس کے لیہ بہت اچھا لائف پارٹنر ثابت ہوگا--

انشاءاللہ اصف تم پریشان نہی ہو کوئ بھی بہن زیادہ دنوں تک اپنے بھائ سے ناراض نہی رہ سکتی--

ہمم شاید تم ٹھیک کہہ رہی ہو -

دونوں کے درمیان تھوڑی دیر کیلیے خاموشی ہوئ دونوں ہی کافی شاپ میں بیٹھے کیسی گہری سوچ میں گم اپنی اپنی کافی کے سپ لے رہے تھے جب آصف نے کہا--

دیکھو میں یہاں تمہاری پریشانی سننے آیا تھا اور بتانے اپنی پریشانی لگ گیا--

تم بولو تم نے کہا تھا رات کو کال پہ بہت ضروری بات کرنی ہے؟؟

کیا بات ہے ؟

آصف پھپھو ہر دوسرے تیسرے دن اپنے لفنگے بیٹے کیساتھ آکے بیٹھ جاتی ہیں اور انکا لفنگا بیٹا بہت گندی نظر سے مجھے گھورتا ہے--

کل تو وہ اکیلا آیا تھا اور اماں بھی گھر پہ نہی تھی میں نے گیٹ نہی کھولا مگر اصف میں کب تک ایسے روکونگی--

یہ بات کہہ کے لبنہ کی آنکھیں بھیگنے لگی جب آصف نے اسکے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھا اور کہا۔

بس ایک ہفتہ مجھے دے دو لبنہ میں بات کرتا ہوامی سے وہ مجھ سے ناراض ہے انعم کی وجہ سے مگر مجھے یقین ہے وہ مان۔جائینگی--

یہ بول کے آصف نے لبنہ کے ہاتھ پہ دباؤ ڈالا تو لبنہ بھی بھیگی آنکھوں سے مسکرائ اور ہاں میں گردن ہلائ--

!!!!!!!!!!

لبنہ کی ملاقات آصف سے اسی کے آفس میں ہوئ تھی--

دو تین ملاقاتوں میں ہی وہ آصف کو پسند آنے لگی مگر لبنہ اپنی لمٹ جانتی تھی ۔مگر جب آصف نہ اسے سیدھا پرپوز کیا الٹی سیدھی جگہ گھومانے کے بجائے تو اس نے بھی ہاں کردی--

لبنہ کے والد ایک فیکٹری میں ملازم تھے مڈل کلاس کی یہ فیملی اچھی زندگی گزار رہی تھی جب ایک دن فیکٹری میں آگ لگنے کی وجہ سے لبنہ کے والد اپنی زندگی کی بازی ہار گئے۔لبنہ اس وقت بی اے کی طلبعلم تھی--

جب اسنے ہارون صاحب کی آفس میں ایپلائے کیا اور اسے وہاں جاب مل گئ--

مگر اصل فتنہ اسکی پھپھو جو اپنے آوارہ نکمے بیٹے سے اسکی شادی کروانے کے چکر میں تھی تاکہ شادی کے بعد وہ لبنہ اور اسکی ماں کا واحد سہارا یہ گھر بھی اپنے قبضے میں لیں لے--

!!!!!!!!!!!!

اس دن کے بعد سے زوہیب نے نہ تو انعم سے بات کی نہ اس کمرے میں سویا --

صبح صبح انعم۔اٹھ جاتی مگر زوہیب سے وہ بھی بات نہی کرتی--

ایک عجیب سا سناٹا تھا دونوں کی زندگی میں جیسے کوئ بھی توڑنے کو تیار نہیں تھا--

زوہیب نے زینب کے تھرو پوچھوایا انعم سے کیا وہ دوبارہ کالج میں ایڈمیشن لینا چاہتی ہے؟؟

مگر انعم نے اسے صاف منع کردیا۔۔

پورا دن انعم گھر کی صفائ میں گزارتی زینب جب کالج سے آجاتی تو اسکا کافی وقت گزر جاتا

زوہیب کب آتا کب جاتا اسے کچھ نہی پتہ تھا ہاں مگر اسے ہمیشہ اسکے تکیہ کے پاس کچھ پیسے ضرور ملے جس زوہیب اسے ضرورت کے طور پہ رکھ کے جاتا ۔۔۔۔۔

انعم اب کھانا پکانے بھی لگی تھی مگر زوہیب کے ساتھ نہ توکھاتی تو اسے کھانا دیتی۔۔

زوہیب کیا کررہا تھا کیا نہی اسے کچھ علم نہی تھا وہ بس اس گھر میں قید ہوکے رہ گئ تھی۔۔

ضرورت کا ہر سامان گھر میں موجود تھا ۔۔مگر اسکی کچھ پرسنل چیزیں ختم ہوچکی تھی جنہیں لینے آج اسے بازار جانا تھا زینب کو تو بول چکی تھی اور وہ تیار بھی تھی ۔مگر

سارا مسئلہ پیسوں کا تھا وہ زوہیب سے پیسے کیسے مانگے یہی بات اسے پریشان کررہی تھی۔۔

آج چھٹی کا دن تھا زوہیب لانج میں بیٹھا جب انعم تیار ہوکے نیچے ائی۔۔

بلیک قمیض اسکے نیچے ڈارک بلیو شلوار سر پہ بیلو کلر کا ڈوپٹہ جس سے سر کور کیا ہوا تھا اس پہ بلیک کشمیری شال ۔۔

وہ زوہیب کے سامنے آئی تو زوہیب نے ایک نظر اسے دیکھا اور انجان بن کے دوبارہ ٹی وی دیکھنے لگا۔

زوہیب چور نظروں سے انعم کو دیکھ رہا تھا جو پریشان سے کھڑی اپنی ہاتھوں کی انگلیوں سے کھیل رہی تھی۔۔

جب زوہیب نے ٹی وی بند کیا اور پوری توجہ انعم کی طرف دی اور کہا۔

کچھ کہنا ہے تمھیں ؟؟

زوہیب کے بولنے پہ انعم نے ایک نظر اسے دیکھا اور کہا۔۔

وہ مجھے کچھ سامان لینا تھا اپنا میں زینب کے ساتھ مارکیٹ جارہی تو------

تو؟؟؟

زوہیب نے بھی اسی کی طرح جواب دیا--

وہ مجھے پیسے چاہیے تھے--؟؟

اچھا ایک منٹ زوہیب نے انعم کو روکنے کو کہا اور خود کمرے میں گیا--تھوڑی دیر بعد واپس آیا تو جیکٹ پہنا ہوا تھا اور آنکھوں پہ گلاسس بھی لگائے ہوئے تھے --
انعم کے پاس آکے اسے کہا۔
زینب بچی ہے پنڈی کے بازاروں کا ماحول اچھا نہی ہے یہ مت سمجھنا کے میں تم پہ نظر رکھنے کیلیے جارہا ہو--یہ تمہیں پیسے دینے سے کترارہا ہو--

یہ لو؟؟

زوہیب نے اسے کریڈٹ کارڈ دیتے ہوئے کہا۔

کے اگر نہی یقین مجھ پہ تو بے شک زینب کے ساتھ چلی جاؤ مگر دیھان سے جانا کیوں کے ایک ہی بیوی ہے میرے پاس --

یہ بول کے زوہیب نے اپنی مسکراہٹ دبائ --انعم نے ایک نظر کریڈٹ کارڈ کو دیکھا اور آگے بڑھ گئ --

زوہیب بھی اسکے پیچھے پیچھے گیا اور اپنی خود کی خریدی گاڑی کا فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا انعم نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر گاڑی کو جب زوہیب نے اسکی آنکھوں کا مفہوم سمجھتے ہوئے کہا--

بھئ ڈرائیور نہی ہو کہی میری خود کی گاڑی ہے یہ--

زوہیب کے بولنے پہ-انعم گاڑی میں بیٹھ گئ --

دونوں طرف خاموشی تھی جب زوہیب نے کہا--

انعم ایک بات پوچھو۔؟؟؟

انعم جو کھڑکی کے باہر کے نظارے دیکھنے میں مگن تھی ایک دم پلٹ کے سوالیاں نظروں سے زوہیب کو دیکھنے لگی اور کہا ---

پوچھو؟؟؟

تم کسی سے محبت کرتی تھی کیا؟؟

زوہیب کے سوال پہ انعم نے اتنی خونخوار نظروں سے دیکھا زوہیب کو کے وہ گڑبڑایا اور کہا---

نہی میرا مطلب ہے کے وہ تم کہہ رہی تھی کے میں نے تمہارے نام کیساتھ نام جوڑ کے تمہاری زندگی برباد کردی تو میں سمجھا شاید تم ----؟؟؟

زوہیب یہ بول کے چپ ہوا تو انعم نے دوبارہ گردن باہر کی طرف موڑ لی--

اور اچانک جیسے کچھ یاد آنے پہ پلٹ کے زوہیب کو دیکھا اور کہا۔۔

ویسے انسان کو شرم انی چاہیے دوسروں پہ الزام تھوپنے سے پہلے خود اپنے گریبان میں جھانکے۔۔۔

انعم اپنی پرانی ٹون میں واپس اچکی تھی اور اسے ایسا بولتے دیکھ زوہیب کو کافی اچھا لگا۔

مطلب؟؟؟
زوہیب۔نے نا سمجھی کے عالم میں انعم کو دیکھا۔۔
مطلب یہ تم نے خود تو کسی مجنوں کی۔طرح کسی کانام اپنے ہاتھ پہ لکھوایا ہوا ہے خود تم محبت کرتے ہو کسی سے اور سوال مجھ سے کررہے ہو۔۔۔۔

اصل میں ہونا ایک ڈرائیور۔۔۔

ڈارئیوار کا دماغ کہاں ہوتا ہے پتہ نہیں میرے بھائ کو کہاں سے تم شریف لگے۔۔
یہ بول کے انعم چپ ہوئ تو زوہیب نے اسکا غصہ سے بھرا لہجہ اور چہرہ دیکھا جو
اسے بہت اچھا لگا۔۔
تم نے کب دیکھا میرے ہاتھ پہ نام؟؟
زوہیب نے انعم سے پوچھا۔
دیکھ لیا بس۔۔

اور ایک منٹ میں نے کونسی بدمعاشی کی تمارے ساتھ۔۔
زوہیب نے بھی اسے گھور کے دیکھ کے کہا۔۔۔

تھوڑا بہت پیار ضرور کیا وہ بھی تم نے پورا ہونے نہی دیا ظالم بیوی--

زوہیب یہ بول کے مسکرایا تو ادھر زوہیب کی باتوں کا مطلب سمجھ کے انعم کا گردن گھما کے زوہیب کو دیکھنا مشکل ہوگیا--

جب انعم تھوڑی دیر تک کچھ نہی بولی زوہیب نے پھر کہا۔

نام کو غور سے دیکھا تم نے کیا لکھا تھا؟؟

جی نہی میری بلا سے تم اپنے ہاتھ پہ اپنے عشق کی داستان لکھو پتہ نہی اس بیچاری کو بھی کیا کیا جھوٹ بولا ہوگا--

مطلب تمہیں اعتراض نہی میں اپنا عشق پورا کرلو---؟؟ زوہیب نے حیران ہوکے انعم سے پوچھا--

مجھے کیا اعتراض ہوگا بھلے تم پوری فلم بناؤ اپنے عشق پہ--

انعم کی بات پہ زوہیب دل کھول کے مسکرایا ۔

اسے انعم کا یہ روپ بہت اچھا لگا۔۔

گاڑی پنڈی کے چھوٹے بازار میں نہی بلکے ایک مال کے پاس آکے روکی۔۔

زوہیب نے انعم کی طرف کا گیٹ کھول کے اپنا ہاتھ آگے کرتے ہوئے کہا۔

میں نہی چاہتا میری نازک سی بیوی کو یہاں کے بازاروں میں دھکے لگے ۔۔

انعم نے خاموشی سے زوہیب کا ہاتھ تھام لیا۔۔

زوہیب انعم کا ہاتھ تھامے روڈ کراس کرنے لگا مگر جب اس نے پوزیشن بدلی جہاں سے گاڑیاں آرہی تھی وہاں وہ خود ہوا اور انعم کو اس طرف کرا۔۔یہ حرکت دیکھ کے انعم کی ایک ہاٹ بیٹ مس ہوئی۔۔

زوہیب نے انعم کو کافی شاپنگ کرائ۔جب ایک شاپ کے پاس رک کے انعم نے زوہیب سے کہا۔

وہ میں اندر جارہی ہو آپ یہی کھڑے رہے ؟؟؟

اپ؟؟؟

زوہیب نے جان بوجھ کے نا سمجھی کا مظاہرہ کیا جبکہ اسکا انعم کا اسکے سامنے جو جھجکنا بہت اچھا لگا۔۔

زوہیب کے بولنے انعم نے جب اسے گھو کے دیکھا تو وہ سیدھا ہوا اور شاپ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں تم جاؤ میرا کیا کام لیڈیز شاپ کے اندر یہ بول کے زوہیب نے انعم کی طرف اپنا کریڈٹ کارڈ کیا اور وہ شاپ کے اندر چلی گئ۔ادھے گھنٹے بعد انعم باہر آئ تو زوہیب اسے سامنے سے اتادیکھائ دیا۔

دونوں کو شاپنگ کرتے ہوئے کافی ٹائم ہوگیا تھا اس لیہ دونوں نے ڈنر باہر کیا اور پھر گھر ائے--

انعم سامان اٹھا کے اوپر چلی گئ تو پیچھے زوہیب بھی باقی بچا ہوا سامان لے کے کمرے میں پہنچا آج کافی ٹائم بعد اس نے اس کمرے میں قدم رکھا تھا--

انعم نے عبایا اتارا اور فریش ہونے چلی گئ جب کے زوہیب وہی بیٹھ کے موبائل چارج کرنے لگا جب انعم کمرے میں آئ تو زوہیب موبائل میں بزی تھا اسے دیکھ کے زوہیب نے اسمائل پاس کی اور کہا--

تم پہن کے تو دیکھاؤ جو تم لائ تھی؟؟

کیا پہن کے دیکھاو-؟؟

انعم نے نا سمجھی کے عالم میں زوہیب سے کہا--

ارے وہی جو تم میرا مطلب ہے وہ -----

کیا بولنا چاہ رہے ہو ؟؟؟

انعم کچھ کچھ تو سمجھ گئ مگر کچھ بولی نہی۔۔

جانمن جو شاپ میں آدھا گھنٹہ لگا کے لائ وہ دیکھاؤ اپنے سر تاج کو پہن کے ۔۔مگر یہ بات وہ خالی اپنے دل۔میں بول سکا انعم کے سامنے بول کے اپنی شامت نہی بولانی تھی اسے ۔۔

انعم نے جب زوہیب کو خاموش کھڑا پایا تو اپنا سامان الماری میں رکھنے لگی۔۔

زوہیب بیڈ پہ لیٹا خاموشی سے اسکی ساری کاروائی دیکھنے لگا۔۔

جب انعم۔فری ہوئ تو اس نے انعم کا ہاتھ پکڑ کے اسے اپنے سامنے بیٹھایا اور جیب میں سے کچھ نکالا ۔۔

انعم نے غور سے اس سرخ مخمل کی ڈبیا کو دیکھا۔

زوہیب نے باکس کھولا تو اس میں ہیرے کی چمکتی ہوئی ڈائمنڈ کی لونگ تھی۔۔

زوہیب نے وہ انعم کے آگے کی تو اس نے خاموشی سے اسکے ہاتھ سے دبیا لی اور کہا مجھے پہنا نہی اتی یہ--

میں پہناو؟؟

زوہیب کے لہجہ میں ایسا کچھ تھا کے وہ منع نہی۔کرپائ اور اپنی پہنی ہوئ ناک کی بالی اتاری --

زوہیب اسکے تھوڑا اور قریب ہوا اور احتیاط سے اسکو لونگ پہنائ مگر لونگ کا کفل لگاتے ہوئے انعم کو تکلیف ہوئ جب اس نے بے ڈھرک زوہیب کا ہاتھ تھاما--

زوہیب نے جب لونگ پہنا دی تو بے ڈھرک اسکے منہ سے نکلا --

""ماشاءاللہ"

زوہیب کی آنکھوں کا خمار دیکھ کے انعم بلا جھجک اپنی نظریں جھکا گئ--

زوہیب نے اپنے حق کے استمال کر کے اسکے پھڑپھڑاتے ہوئے لبوں پہ اپنے لب رکھ دیے --

انعم زوہیب کی اس حرکت پہ جہاں بوکھلائ وہی اس نے پوری طاقت سے زوہیب کو خود سے دور کیا-

اور ڈور کے واش روم میں بند ہوگئ--

زوہیب نے ایک پرشکوہ نظر واش روم کے بند دروازے پہ ڈالی اور نیچے چلا گیا--

!!!!!!!!!!!

کل انکی واپسی تھی -اج وہ لوگ پھر مال روڈ آئے تھے --رجا نے گھر والوں کیلیے کافی-چیزیں لی بازار سے نکلتے ہوئے جب اسکی نظر اس ڈھلان پہ پڑی--

بے خودی میں اسکے قدم اس ڈھلان کی۔طرف گئے۔۔

وہ نیچے جھک کے دیکھنے لگی ۔ایک بار پھر اسکی زہین میں اسفند کی گستاخی گھومی

بے ڈھرک اسکا ہاتھ اپنے لبوں پہ گیا۔

ناچاہتے ہوئے بھی اسکے لب مسکرائے ۔۔

ایک دم اسے کسی نے آگے دھکا دے کے دوبارہ اپنی طرف کھینچا رجا آنکھیں بند کرکے اپنی طرف کھینچنے والے بندے کے سینے سے لگی رہی مگر جب آنکھیں کھول کے اسے دیکھا تو سکتے میں اگئ۔۔۔

رجا نے اپنی آنکھیں کھولی تو سامنے وہی گرین آنکھوں والا شہزادہ تھا۔۔

رجا اسفند کو دیکھ کے ایک دم اس سے دور ہونے لگی جب اسفند نے اسے کمر سے تھام کے اور خود سے قریب کیا اور دوبارہ اسکے لبوں پہ جھکنے لگا جب کسی نے اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔

رجا نے چونک کے اپنی آنکھیں کھولی تو آمنہ کھڑی تھی۔۔

ارے رجا یہاں کیا کررہی ہو ؟؟

چلو دیر ہورہی ہے۔

آمنہ کے بولنے پہ رجا نے ادھر ادھر دیکھا مگر اسفند کہی نہی تھا۔یعنی وہ۔میرا خواب تھا۔۔

یہ سوچ کے رجا کا ہاتھ بے ڈھرک اپنے دل پہ گیا ایک عجیب سے خوف نے اسے گھیرا۔۔

یااللہ یہ کیسی لگن ہے یہ کسی بے چینی ہے ایک غیر محرم کیلیے یااللہ مجھے اس گناہ سے بچا میرے مولا۔۔

رجا نے سچے دل سے دعا مانگی اور آمنہ کیساتھ چلی گئ۔۔

جبکہ دور کھڑا اسفند جو مظہر کیساتھ دو دن بعد ہونے والے حنا کے نکاح کیلیے تحفہ لینے آیا تھا رجا کو دیکھ کے اسکا حال بھی کچھ ایسا تھا۔۔

وہ بھی جب سے رجا کے ساتھ انجانے میں گستاخی کرچکا تھا جب سے اسکے حواسوں پہ رجا چھائ تھی وہ اپنی دل کی کیفیت سمجھنے سے خود بھی قاصر تھا۔۔

اور آج جب اس نے دوبارہ رجا کو دیکھا تو اسکے پیچھے آیا مگر پھر نجانے کیا سوچ کے اپنے قدم وہی روک لیے مگر جب تک رجا وہاں سے گئ نہی وہ وہاں سے ہلا نہی۔۔

!!!!!!!!!!!

جمیلہ بیگم آج بہت دونوں کے بعد آصف کے کمرے میں آئ جنہیں دیکھ کے آصف کافی خوش ہوا۔۔

ارے امی آپ ائیے نہ اپ تو اتنا ناراض ہوئ اپنے بیٹے سے کے اسسے بات تک۔کرنا آپ کو گوارہ نہی۔۔

تم۔نے کام ہی ایسا کیا ہے آصف میری بچی کیساتھ بہت ناانصافی کی ہے پتہ نہیں وہ۔کس حال میں ہوگی زوہیب کیساتھ۔۔؟؟

امی انعم مجھے بھی بہت عزیز ہے آپ میرا یقین کرے وہ جس حال میں بھی ہے بہت خوش ہے زوہیب اسے بہت چاہتا ہے۔۔

آصف کی بات پہ جمیلہ بیگم نے کچھ نہی کہا بس خاموش رہی۔۔

اچھا امی مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے؟؟

آصف نے آج جمیلہ بیگم کا موڈ دیکھ کے ان سے بات کرنے کی ٹھانی کیونکہ لبنہ واقعی اپنے کزن سے اب بہت پریشان تھی۔۔

ہاں بولو کیا بولنا ہے؟؟

جمیلہ بیگم نے اس کو دیکھتے ہوئے کہا۔

ماما میں ایک لڑکی کو پسند کرتا ہو لبنہ نام ہے اسکا اپنی والدہ کیساتھ رہتی ہیں والد اسکے حیات نہی آپ انکے گھر چلے رشتہ کی بات کرنے-----

آصف کی بات سن کے جہاں جمیلہ بیگم حیران ہوئ وہی پریشان بھی انہوں نے غصہ سے آصف سے پوچھا۔۔

تمہیں کہاں ملی وہ؟؟

ماما میرے آفس میں کام کرتی ہے--

اوہ تو اپنے بوس کو ہی پھسا لیا اس نے جمیلہ بیگم نے کافی نحوست سے یہ بات کی--

امی ایسی لڑکی نہی ہے وہ اپ غلط سمجھ رہی ہیں۔

مجھے مت سمجھاؤ آصف وہ کیسی ہے کیسی نہی میں اسکے گھر رشتہ لے لے کبھی نہی جاونگی بلکہ رجا اجائے میں فاخرہ بھابھی سے بات کرتی ہو تمہارے اور رجا کے رشتے کی ۔

ماما آپ نے ایسا سوچ بھی لیا کے میں رجا سے شادی کرونگا؟؟

جمیلہ بیگم کی بات سن کے آصف بھی ہتھے سے اکھڑ گیا۔میری لاکھ لڑائ صحیح اس سے مگر میں نے ہمیشہ اسے انعم کی طرح سمجھا ہے اور یہ بات یاد رکھیے گا ماما اگر

لبنہ نہی تو کوئ نہی اگر آپ نہ مانی تو پھر میں بالغ ہو اور اپنی زندگی کا ساتھی چننے کا حق مجھے اللہ نے دیا ہے آپ نہ مانی تو میں لبنہ سے کورٹ میرج کرلونگا۔۔

یہ بول کے آصف غصہ سے کمرے سے باہر نکل گیا جب جمیلہ بیگم نے غصہ سے کہا۔۔

عزت سے نہی تو زبردستی سے آصف مگر تمہاری شادی صرف رجا سے ہوگی صرف رجا سے۔۔

!!!!!!!!!!!!!!!

آج رجا اپنے گھر واپس آئ داددی نے کتنی ہی دیر تک اسے سینے سے لگا کے رکھا۔ سب سے ملنے کے بعد وہ آرام کرنے چلی گئ۔۔

شام میں اس نے سب کے لائے ہوئے تحفے دیے جب اس نے انعم۔کا جمیلہ بیگم سے پوچھا۔۔

جمیلہ پھپو انعم کہاں ہے ؟سو رہی ہے کیا۔

رجا کے پوچھنے پہ جمیلہ بیگم خاموشی سے اپنے کمرے میں چلی گئ۔۔

انکے جانے کے بعد فاخرہ بیگم اور نصرت بیگم نے اسے ساری حقیقت سے آگاہ کیا۔

یہ سب سن کے تو وہ سکتے میں آگئ ۔۔انعم کلب جاتی تھی یہ دھچکہ رجا کیلیے بہت بڑا تھا مگر اسے تسلی ایک بات سے ہوئ اور وہ تھی زوہیب اور انعم کے نکاح والی بات مگر نصرت بیگم کے آخری الفاظوں نے اسے جھنجھوڑ کے رکھ دیا۔۔

جو لڑکیاں ماں باپ کے بھروسے کو توڑتی ہے انکا مان سمان اپنی خواہشوں کے نظر کرتی ہے انکے ساتھ پھر ایسے ہی ہوتا ہے۔۔۔

رجا یہ سب سن کے کافی اداس ہوئ۔۔انعم کو وہ بہنوں کی طرح سمجھتی تھی مگر آصف نہ اتنا بڑا فیصلہ ایک دن میں کیا یہ اسکی سمجھ سے باہر تھا۔کیونکہ رجا سے بھی زوہیب کس کنڈیشن میں انعم کو کلب سے لایا تھا چھپای گئ تھی۔۔

!!!!

رجا یونی کی۔کینٹین میں چپ چاپ بیٹھی اور اسکی دونوں دوستیں کافی دیر سے اسکی خاموشی برداشت کررہی تھی اور آخر کار تنگ آکر اریبنا نے اس سے پوچھ لیا۔
یار کیا ہے جب سے یونی آئ ہے چپ چپ ہے کیا پھر زارون نے کچھ کہا ہے کیا؟؟
اریبنا کے سوال پہ رجا نے نفی میں گردن ہلائی جب آمنہ نے پوچھا تو پھر ہوا کیا ہے بتا تو؟؟؟

ان دونوں کے پوچھنے پہ رجا نے انعم کی شادی کا سارا قصہ ان دونوں کو سنا دیا جیسے سن کے ان دونوں کو بھی جہاں افسوس ہوا وہی حیرانی بھی--

ابھی وہ تینوں اپنی اپنی سوچوں میں گم تھی جب زارون وہاں ادھمکا اور بہت غور غور سے رجا کو دیکھنے لگا۔

رجا کو یہ دیکھ کے کافی غصہ آیا اس نے اپنی۔کتابیں سمیٹی اور وہاں سے چلی گئ

--

اس کے بعد اسکا زارون سے سامنا نہی ہوا--

رات میں رجا کے نمبر پہ ایک انجان نمبر سے واٹس اپ میسج آیا جیسے دیکھ رجا کے پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئ--

واٹس اپ وہ منظر تھا جب اسفند نے رجا کے لبوں کو چھوا جب اسے کمر سے تھاما تھا--

تصویر دیکھ کے رجا کے صحیح مانو میں پسینے چھوٹ گئے اس نے فورا وہ۔نمبر بلاک کیا۔

مگر ایسی اسکی سوچ تھی کے وہ بلاک کرکے بچ جائے گی۔

جتنی نمبر وہ بلاک کرتی اتنے ہی نیو نمبر سے کوئ نہ کوئ میسج آتا جسمیں موجود پک میں وہ اور اسفند کافی قریب۔ہوتے۔

اسے ٹینشن میں رجا تین دن یونی گئ۔۔

مگر چوتھے دن اسے جانا پڑا کیوں کے اسکا ایک بہت امپورٹڈ اسائمنٹ تھا جیسے اسے جمع کروانا تھا اسکی اڑی رنگت دیکھ جہاں فاخرہ بیگم نے کئ بار اس سے پریشان ہونے کی وجہ پوچھی وہی اسکی دوستوں نے بھی مگر اس نے یہ کہہ کے بات ٹال دی کے اسائمنٹ کی ٹینشن تھی۔۔

-

رات کو رجا اپنے روم کے ٹیرس پہ گم سم سے بیٹھی تھی جب اس کے نمبر پہ انجان نمبر سے کال آئی۔

رجا نے ڈرتے ڈرتے کال اٹھائی جب آگے سے زارون نے کہا ۔

کیسی لگی پک تمہیں ؟؟ کیمرے کا رزلٹ کیسا ہے ؟؟

زارون یہ تم ہو پک بھیجنے والے تم جانتے ہو تم کیا کرر ہے ہو؟؟

یہ تم سوچو کے تم اپنے گھر والوں کو کیا جواب دو گے۔

انعم تو خالی کلب جاتی تھی تو اسکی چٹ منگنی پٹ بیاہ ہوگیا۔۔

تو تم اپنے بارے میں سوچو تم تو پوری کی پوری ۔۔

زارون تم مجھے بلیک میل کرر ہے ہو؟؟ رجا نے لہجہ میں افسردگی سمائے کہا۔۔

ابھی تک میں نے تمہارے سامنے اپنے مدعا رکھا ہی نہی تو بلیک میلنگ کیسی۔۔

میں جانتا ہو تمہارا اس لڑکے سے کوئی تعلق نہیں یہ بھی جانتا ہو کے اس لڑکے کی غلطی تھی۔۔

زارون نے رجا سے کہا--

تو پھر جب سب جانتے ہو تو پھر یہ سب کیوں کررہے ہو تم یہ بھی بھول گئے کے ہم کبھی دوست تھے؟؟

یہ بول کے رجا کا لہجہ رندھ گیا--

سب جانتا ہو اس دوستی کو محبت میں بدلنا چاہتا تھا رجا مگر تم نے مجھے ٹھکرادیا میری محبت کو تماشہ بنا دیا۔مجھے مجبور کیا یہ سب کرنے کو۔

زارون نے بھی حساب برابر کرکے کہا--

محبت میں زبردستی نہی چلتی زارون --رجا آج خود کو بے بس محسوس کررہی تھی--

وہ سب میں نہی جانتا کل میں اپنے پرینٹس کے ساتھ تمہارے گھر آرہا ہو رشتہ لے کے اگر تم نے انکار کیا تو اگے کی ذمیداری میری نہی یہ کہہ کے زارون نے کال کٹ کردی اور ادھر رجا بلک بلک کے رو پڑی--

!!!!!!!!!¡!

اگلے دن رجا پھر یونی نہی گئ اور اپنے قول کے مطابق زارون اپنے پیرنٹس کیساتھ شام میں گھر میں موجود تھا--

مسٹر خان آپ --؟؟

ہارون صاحب خوش دلی سے ملے جب کے ہارون صاحب کو دیکھ کے خان صاحب سکتے میں تھے--

خان اور ہارون صاحب ابھی کچھ عرصہ پہلے ہی ایک بزنس میٹنگ میں ملے وہی خان صاحب ہارون صاحب کو دیکھ کے یہ سوچنے کی کوشش کرنے لگے کے پہلے انہیں کہاں دیکھا ہے --مگر آج دوسری ملاقات میں انھں یاد آگیا کے انھوں نے ہارون صاحب کو پہلے کہاں دیکھا تھا اور یاد آنے پہ سکتے میں تھے--

مسٹر ہارون یہ میری مسسز اور یہ میرا بیٹا زارون --

مسٹر خان نے اپنی فیملی کا انٹرو کروایا --اتنے میں داددی بھی وہاں اگئ--

فاخرہ بیگم نے بھی آ کے انہیں جوائن کرا۔۔

جب مسسز خان نے اپنے آنے کی وجہ بتائ ۔۔۔

جیسے سن کے ایک منٹ کیلیے حال میں سناٹا چھا گیا ۔۔

جب ہارون صاحب نے زارون سے کہا۔

بیٹا کیا رجا کو پتہ تھا آج آپ لوگ آؤ گے مطلب ابھی آپ نے کہا کے اپ اور رجا کلاس فیلو ہو تو اس لیہ میں نے پوچھا کیونکہ رجا نے ہمیں ایسا کچھ نہی بتایا۔۔

نہی نہی انکل میں خود آج یہاں رجا کو بنا بتائے آیا ہو رجا ان سب سے واقف نہی۔اس بار زارون رجا کو بچا گیا۔۔

اس سے پہلے ہارون صاحب کچھ بولتے نصرت بیگم بول پڑی ۔۔

معزرت کیساتھ بیٹا ہم یہ رشتہ قبول نہیں کرسکتے۔۔

نصرت بیگم کی بات پہ نہ ہارون صاحب۔ کچھ بولے نہ فاخرہ بیگم ۔۔

مگر مسسز خان بول پڑی--

مگر کیوں آنٹی ؟؟

کیونکہ بیٹا رجا کا نکاح بچپن میں اس کے کزن سے ہوچکا ہے ہم توبس اس کے فائنل پیپر کے بعد اسکی رخصتی کرینگے--

نصرت بیگم کی بات پہ جہاں مسٹر خان نے پر شکوہ نظر سے زارون کو دیکھا وہی زارون جو د جو یہ بات سن کے بہت مشکل سے اپنا غصہ ضبط کررہا تھا--تیزی سے اٹھا اور کمرے سے باہر نکل گیا--

مسسز خان اور مسٹر خان بھی زارون کے پیچھے گئے--

جبکہ-ہال کی دیوار سے منسلک کھڑی رجا کے پیروں کے نیچے سے زمین کھسک گئ --

میرا نکاح ہوچکا ہے یعنی میں کسی کی بیوی ہو--

رجا بے خودی میں بولنے لگی اور ڈورتے ہوئے اپنے کمرے میں گھس گئ -

ڈارک مہندی کلر کی کاٹن کی قمیض شلوار میں اسفند کی چھاپ ہی نرالی تھی۔
اسفند ہر ایک کی نگاہوں کا مرکز بنا تھا مگر اسے پرواہ نہی تھی۔۔
اسفند دائی جان کیساتھ پہلے ہی ہوٹل آگیا تھا جہاں آج اسکی بہن کا نکاح تھا۔۔۔۔

ناعمہ بیگم اور حنا پالر میں موجود تھے جنہیں لینے خرم صاحب کو جانا تھا۔۔
ایک ایک کرکے سارے مہمان انا شروع ہوگئے تھے۔۔
جب زاہد اپنی ایک کزن کیساتھ ہوٹل میں داخل ہوا اور سیدھا اسفند کے پاس گیا۔

واہ میرے یار آج تو محفل کی جان بنا ہوا ہے؟؟

زاہد کی اواز پہ ویٹر کو ہدایت دیتا اسفند ایک دم پلٹا اور اسفند کے پلٹتے ہی زاہد کے ساتھ آئ اسکی کزن پلک جھپکانا بھول گئ۔۔

زاہد کی بات پہ اسفند دلکشی سے مسکرایا اور کہا۔۔

بس کردے مسکے لگانا۔۔

یہ بول کے اسفند زاہد کے گلے لگا جب اسفند نے سوالیاں نظروں سے زاہد کے برابر میں کھڑی لڑکی کو دیکھا جو خوبصورت بھی تھی اور بہت غور سے اسفند کو دیکھ رہی تھی۔۔

اسفند کی سوالیاں نظروں کا مفہوم سمجھ کے زاہد نے کہا ۔

اسفند یہ ہے میری کزن جینی۔۔

اور جینی یہ میرا دوست اسفند ۔۔

۔نائس ٹو میٹ یو جینی۔۔اسفند نے خوش دلی جینی کو ویلکم کیا۔۔

مگر جینی اسکی تو رال ٹپکنے لگی اسفند کو دیکھ کے خاص کر اسکا اسٹیٹس دیکھ کے۔۔

اسفند نے زاہد کو بیٹھنے کو کہا۔۔

جب ایک دم حال کی تمام لائٹیں بند ہوئ اور حنا کی اینٹری ہوئ جو لائٹ پنک کلر کے شرارے میں بہت حسین لگ رہی تھی جس کے ایک طرف خرم صاحب تھے اور دوسری طرف ناعمہ بیگم دائ جان بھی اٹھ کے انکے پاس جاکے کھڑی ہوئ جب ناعمہ بیگم کی نظر دور کھڑے اسفند پہ پڑی جسکی آنکھوں میں صرف اداسی تھی۔۔

ناعمہ بیگم نے دائ جان کو دھیرے سے اسفند کو بولانے کا کہا۔

دائ جان نے اسفند کو اشارے سے بلایا تو وہ بھی انکے ساتھ جاکے کھڑا ہوگیا۔۔

ایک مکمل فیملی کو پوز اسفند ولا والے سب مہمانوں کے سامنے پیش کررہے تھے مگر اس پوری ہیپی فیملی کے پیچھے موجود دکھ کی ایک داستان تھی وہ دکھ جو ایک ماں نے اٹھائے ایک بیٹے نے اٹھائے اور ایک شوہر نے۔۔

!!!!!!!!!

اسفند آج سب کچھ بھلا کے اپنی بہن کے نکاح کو انجوائے کررہا تھا۔

جینی وقفہ وقفہ سے اسفند کو بہانے بہانے سے مخاطب کررہی تھی۔۔

اسفند بھی ہنس ہنس کے جینی سے بات کررہا تھا اور یہ بات وہاں موجود دو نفوس کو ہضم نہی ہوئی۔بہت جلد ان دو نفوس کو اپنے فیصلے پہ۔درامد ہونا تھا۔۔

مظہر کے آتے ہی نکاح شروع ہوا۔نکاح کے بعد جہاں حنا رونے لگی وہی اسفند کی بھی آنکھیں اپنی بہن کے گلے لگ بھیگ گئ۔

ادھر ناعمہ بیگم کا بھی کچھ ایسا حال تھا۔

وہ روتی آنکھوں سے اسفند کے گلے لگنے آنے لگی یہ سمجھ کے کے شاید آج وہ انہیں بھی گلے لگا کے گا۔

مگر ناعمہ بیگم جب اسفند کے قریب ائ تو اسفند نے الٹے قدم اٹھاتے ہوئے نفی میں گردن ہلائی اور اسٹیج سے نیچے اتر گیا۔

ناعمہ بیگم کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح ہارتی کے انہیں خرم صاحب نے کندھے سے تھام کے اپنے آپ سے لگایا اور دیکھا جنکی آنکھوں کا مفہوم سمجھ کے ناعمہ بیگم ناچاہتے ہوئے بھی مسکرا اٹھی۔۔

کھانے کا دور چلا سب ہی کھانا کھانے میں مگن تھے جب ڈی جے نے سانگ پلے کیا۔۔

ساتھ چھوڑونگی نہ تیرے پیچھے اونگی۔۔"

چھین لونگی یہ خدا سے مانگ لاونگی--

تیرے ساتھ نصیباں لکھ واونگی--

"میں تیری بن جاونگی----

سانگ پلے ہوتے ہی اسفند جو ویٹر کو کھانا سرو کرنے کی۔ہدایت کررہا تھا ۔پل بھر کے لیہ وہ رکا--

گانا سنتے ہی رجا کا حسین سراپا اسکے سامنے لہرایا اور پھر اسکی گنستاخی اسے یاد آئ تو بلا جھجک اس کے لب مسکرائے---

ابھی وہ اپنے مسکرانے میں ہی مگن تھا جب مظہر نے آکے اسے کہا۔

کیا بات ہے بھئ اکیلے اکیلے مسکرایا جارہا ہے؟؟

مظر کے بولنے پہ اسفند اور دلکشی سے مسکرایا اور کہا۔

تونے صحیح کہا تھا مظہر اس لڑکی میں اور مجھ میں سولڈ کینکشن ہے؟؟

اوہ تو میرے یار کو وہ لڑکی یاد آرہی ہے--ویسے وجہ پوچھ سکتا ہو اچانک اسکی یاد آنے کی؟؟مظہر کی بات پہ اسفند نے پل بھر کیلیے اپنی آنکھیں بند کر کے کھولی اور مظہر سے کہا--

یہ-گانا مظر جو اس وقت ڈی جے نے بجایا یہی گانا ایک دن میں نے رجا کو گنگناتے ہوئے سنا تھا جب ہم کراچی کے سمندر پہ تھے--

اوہ تو لڑکی کا نام رجا ہے--
اوئے یہ لڑکی لڑکی کیا لگا رکھا ہے بھابھی بول اسفند نے اسے گھور کے کہا

اوہ ہو بھابھی تو تو ایسے بلاوا رہا ہے جیسے تیرے نصیب میں ہے وہ نام کے علاؤہ کچھ آتا پتہ ہے نہی بڑا ایا بھابھی بول--

یہ -بول کے مظہر ہنسنے لگا جب اسفند نے سنجیدگی سے مظہر کو دیکھتے ہوئے کہا--

نصیب میں ہے یہ نہی یہ تو وقت بتائے گا۔مظہر مگر اگر وہ میری نہی تو کسی کی بھی نہی بنے گی--

اسفند کے لہجہ میں کچھ ایسا تھا کے پل بھر کیلیے مظہر ڈر گیا اور اس نے کہا--

اسفند قسمت کے کھیل نرالے ہوتے ہیں اگر وہ کسی اور کا نصیب ہوئ تو؟؟؟

تو اس شخص کا نصیب میں اجاڑ دونگا --یہ بول کے اسفند وہاں رکا نہی--

جبکہ ان دونوں کی باتیں سننے والی جینی شیطانی مسکراہٹ کیساتھ وہاں سے ہٹ گئ--

!!!!!!!!!!!!

خان صاحب کافی دیر سے لاونج میں زارون کا انتظار کررہے تھے مگر وہ تھا کے جو رجا کے گھر سے غصہ سے نکلا ابھی تک واپس نہیں ایا۔۔

دو بجے کے قریب خان صرف تھوڑی سی غنودگی میں گئے جب زارون لاوئج میں داخل ہوا

خان صاحب پہ ایک نظر ڈال کے وہ اپنے کمرے میں جانے لگا جب خان صاحب کی آواز لاونج میں گونجی۔۔

یہ کونسا وقت ہے زارون گھر آنے کا؟؟

خان صاحب کی آواز پہ زارون دو منٹ کیلیے روکا اور بنا پلٹے کہا۔

بابا کچھ دیر کیلیے اپنا دل ہلکا کرنا چاہتا تھا تو اس لیہ ------

تو اس لیہ تم نے شراب کا سہارا لیا۔خان صاحب نے قریب آکے اسے غصہ میں کہا---

تو کیا کرو بابا میں میں بہت محبت کرتا ہو رجا سے اتنی آسانی سے اسے خود سے دور جانے نہی دونگا--؟؟

زارون رشتوں میں زبردستی نہی چلتی میرے بچے یہ بولتے خان صاحب کی اواز میں بہت قرب تھا--

اگر زارون اس وقت نشہ کی حالت میں نہی ہوتا تو یقین اپنا باپ کے لہجہ میں ضرور چونک تہ--

زارون ہم اپنی ضد میں اپنے دل کو سکون دینے کی خاطر کی کسی زندگی میں گھس جاتے ہیں یہ کسی کو زبردستی اپنی زندگی میں شامل کر تو لیتے ہیں مگر بدلہ میں ہم ایک انسان کو نہی ایک کٹھ پتلی کو اپنی زندگی میں شامل کرتے ہیں اور جب ہمیں احساس ہوتا ہے کے ہمارے چاہ اور ہماری بے پناہ محبت بھی اسے ہماری طرف راغب نہی کرسکی تو صرف ایک کاش کا لفظ رہ جاتا ہے ہمارے پاس ۔۔کے کاش ہم اس شخص کو زور زبردستی سے اپنا نہی بناتے ۔۔۔۔

یہ بول کے خان صاحب کی آنکھوں کے گوشے بھیگے اور وہ اپنے کمرے کی طرف چل دیے ۔۔

پیچھے زارون کی بھی جھٹکے سے زمین پہ بیٹھا اسکی آنکھوں سے بھی انسو جاری تھے۔۔

!!!!!!!!!!!

اگلا پورا دن گزر گیا نہ تو رجا ناشتہ پہ آئ اور نا کمرے سے باہر نکلی--
نصرت بیگم کے ساتھ ساتھ فاخرہ بیگم کو بھی تشویش ہونے لگی--
دونوں جانتی تھی کے جس دن یہ بات رجا کے سامنے آلئے گی کے اس کا نکاح اس کے کسی کزن کیساتھ بچپن میں ہی ہوچکا تو اس دن رجا کو سنبھالنا مشکل ہو جالئے گا--
ہارون صاحب نے تو کسی قسم کا کوئ ریکشن نہی دیا رجا کے اسطرح سے کمرے میں بند ہونے کا جسکا مقصد صاف تھا کے وہ اس معملہ میں نصرت بیگم اور فاخرہ بیگم کی کوئ مدد نہی کرینگے---

نصرت بیگم دوپہر کے وقت رجا کے کمرے میں گئ--پہلی دستک پہ رجا نے کمرے کا دروازہ کھول دیا مگر نصرت بیگم کو یہ دیکھ کے کافی افسوس ہوا کے رجا کی آنکھیں کافی سرخ تھی جو پوری رات رونے کی چغلی کھا رہی تھی--

رجا نے نصرت بیگم پہ ایک پرشکوہ نظر ڈالی اور جا کے کھڑکی کے پاس کھڑی ہوگئ۔۔۔

ہم جانتے ہیں رجا کے تم ہم سے ناراض ہو تمہاری زندگی کی اتنی بڑی سچائ ہم نے تم سے چھپائ مگر یقین کرو بچے ہم بہت مجبور تھے۔۔

نصرت بیگم نے بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے وضاحت دی۔۔

مجبور دددی مجبور۔۔

رجا ایک دم غصہ سے سے پلٹی۔۔۔

میں اپکو صرف دادی نہی اپنا دوست سمجھتی تھی ایسا دوست جس کے ساتھ میں اپنا ہر دکھ ہر غم ہر خوشی شیئر کرتی تھی۔

مگر دددیبی آپ نے کیا کیا میرے ساتھ مجھے اس لائک بھی نہی سمجھا کے مجھے یہ بتا سکے کے مجھے کسی کے نام کے ساتھ جوڑا جاچکا ہے مجھے اپنے احساس جزبات کسی کے نام کرنے کی جرات نہی کرنی۔۔

رجا بولتے بولتے رو پڑی۔۔

رجا میرے بچی ہم جانتے ہیں ہم نے تم سے چھپا کے بہت بڑی غلطی کی۔مگر تم یقین جانو ہم تمہیں سب بتاتے مگر بس ہمت نہی ہوئ ۔۔

نصرت بیگم یہ بول کے افسردہ ہوئ ۔جب رجا نے کہا۔

دددیبی آپ نے جس کو میرے لیہ چنا ہے آپ اپنے یقین کیساتھ اس بات پہ مہر لگا سکتی ہیں کے وہ شخص جسکے بارے میں میں صرف اتنا جانتی ہو کے بچپن میں میرا نکاح اس کے ساتھ ہوچکا۔۔

اس کا نام تک مجھے معلوم نہیں اور دوسری بات کیا وہ میرے قابل ہے ؟؟
کیا میرے علاوہ اسکی زندگی میں کوئ شامل نہی جیسے مجھے اب تک انجان رکھا گیا کے میں کسی کی امانت ہو کیا وہ یہ بات جانتا ہے کے میں اسکی بیوی ہو یہ وہ بھی انجان ہے اس بات سے کے وہ کسی کا شوہر ہے؟؟؟

نصرت بیگم کی خاموشی رجا کو بہت کچھ سمجھا گئ ۔
وہ نصرت بیگم کے قدموں میں آکے بیٹھی اور کہا۔
اگر نہ مانا مجھے اس نے اپنی بیوی؟؟
کوئ اور اسکی زندگی میں شامل ہوچکا ہو اگر اسکی شریک حیات بن کے۔؟؟؟

یہ میں پسند کرتی ہو اگر کسی کو۔؟؟
رجا کی آخری بات پہ نصرت بیگم نے بے ساختہ نگاہ اٹھا کے رجا کو دیکھا ۔۔

نصرت بیگم کے ایسے دیکھنے پہ رجا کے چہرے پہ ایک تلخ مسکراہٹ آئ اور اس نے کہا۔

آپ بڑے لوگ بچپن میں ہی بچوں کی زندگی کا فیصلہ یہ تو اپنی خوشی کیلیے یہ پھر اپنوں کو خوش کرنے کیلیے کرتے ہو داددی۔
یہ سوچے بنا کے بڑے ہوکے اگر انہیں کوئ اور پسند اجائے؟؟
یہ پھر بڑے ہوکے وہ ایک دوسرے کو نہ۔پسند کرے اس صورت میں آپ لوگ تو اپنا فیصلہ ہم پہ تھوپ چکے ہوتے ہو بعد میں خاندان کی عزت کا واسطہ دے کے اس رشتہ کو نبھانے کا زور دیتے ہو یہ سوچے بنا کے دونوں ایک دوسرے کیساتھ دل سے رشتہ نبھائے گے یہ مجبوری میں۔
یہ بول کے رجا ایک بار پھر بلک پڑی۔۔
اور نصرت بیگم کو لاجواب کرگئ۔۔

نصرت بیگم خاموشی سے اپنے کمرے میں آگئ اور خاموشی سے ڈائری نکال کے کسی کے نمبر پہ کال کی جو تھوڑی دیر بعد ہی صحیح مگر اٹھالی گئ--

!!!!!!!!!!!!

جمیلہ بیگم کو بھی رجا کے نکاح کے بارے میں پتہ چل چکا تھا جیسے سن کے وہ بھی کافی شوکڈ تھی ۔

اصف دس سال کا تھا جب وہ اس گھر میں آئی تھی --رجا اس وقت آٹھ سال کی تھی تو کب کیسی کہاں ان س سے چوک ہوئ کے وہ رجا کا نکاح نہی دیکھ سکی کے کس کے ساتھ ہوا--

ابھی وہ انہیں سوچوں میں گم تھی جب آصف کی گاڑی کا ہارن سنائی دیا--

ایک لمبی سانس لے کے جمیلہ بیگم اٹھی اور نیچے چل دی جہاں فاخرہ بیگم ،نصرت بیگم ، گاڑی میں انکا انتظار کررہی تھی --وہ۔لوگ آج لبنہ کے گھر جارہے تھے رشتہ لے کے--

بھولی سی لبنہ جہاں سب کو اچھی لگی وہی جمیلہ بیگم کو بھی ٹھیک ہی لگی--
تھوڑی دیر بعد ہارون صاحب بھی وہاں آگئے اور سب سے صلح مشورے کے بعد ایک ہفتہ کے بعد نکاح کی ڈیٹ رکھی گئ--

رجا کو بھی کافی خوشی ہو آصف کے نکاح کا سن کے وقتی طور پہ ہی صحیح رجا اپنے نکاح کو بھول چکی تھی ہاں مگر وہ اب گھر میں زیادہ کسی سے بات نہی کرتی تھی اور اسکا زیادہ تر افسوس دددیی کو تھا--

آج آصف بہت خوش تھا کیونکہ اسکی من چاہی ساتھی اسکی جیون ساتھی بننے جارہی تھی--

ابھی آصف اپنی خوشی میں مسکرائے جارہا تھا اور کچھ سوچ کے اس کے لب ایک دم سکڑے اور اس نے زوہیب کو کال کی--

اپنی نکاح کی خبر دینے کے بعد اس نے زوہیب سے انعم کا نمبر مانگا--

کچھ دیر کے بعد آصف نے انعم کو کال۔کی--

انعم جو اپنے روم میں ٹی وی دیکھ رہی تھی--

موبائل کی رنگ پہ موبائل اٹھایا۔

انجان نمبر سے کال دیکھ کے انعم نے کچھ سوچتے ہوئے کال اٹھائی--

انعم کا موبائل جو اس رات کلب میں ہی رہ گیا۔تھا۔

زوہیب نے یہاں آکے اس کیلیے نیو موبائل اور نیو سم لی تاکہ وہ انعم سے کانٹیکٹ میں رہ سکے۔۔

کال ریسیو ہوتے ہی انعم کی آواز اسپیکر سے ابھری۔۔

ہیلو۔۔؟؟

آصف نے دو منٹ تک تو کچھ نہی بولا اور پھر کہا۔۔

ہیلو گڑیا کیسی ہو؟؟

آصف کی آواز سن کے جہاں انعم کی آنکھیں بھیگی وہی آصف کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا۔۔

شاید آصف کو اندازہ تھا کے انعم کال نہ کٹ کردے اس لیہ فورا بولا۔۔

پلیز یار انعم کال کٹ مت کرنا تمہیں میری قسم۔۔

آصف کی قسم دینے پہ انعم نے واقعی کال کٹ نہی کی مگر چپ رہی۔۔

ابھی تک ناراض ہو اپنے بھائی سے؟؟؟

تو کیا نہی ہونا چاہیے انعم کی آنسوؤں سے ا

بھیگی آواز اسپیکر سے ابھری--

آپ نے اچھا نہی کیا بھائی ایک بار بھی مجھ سے نہی پوچھا اور میری زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ کردیا وہ بھی ایک نوکر کیساتھ ایک کلب ہی تو گئ تھی میں اپنی دوستوں کیساتھ وہ بھی میری دوست کی برتھ ڈے پارٹی میں ہاں ڈرنک زیادہ کرلی مگر اسکی اتنی بڑی سزا؟؟؟

مطلب انعم تمہیں ابھی تک زوہیب نے نہی بتایا کے اس رات کلب میں کیا ہوا ؟؟

ہارون ماموں اور میں تمہیں کہاں سے گھر لائے؟؟

زوہیب نے کس طرح تمہیں جینی اور اس آدمی سے بچایا۔؟؟

انعم کی بات سن کے آصف حیران تھا جبھی اس نے انعم سے اتنے سوال کر ڈالے۔۔

کیا مطلب آپ کس بارے میں بات کررہے ہیں؟
مجھے کچھ سمجھ نہیں آئ آپکی بات؟؟.

انعم کے بولنے پہ آصف نے اسے کلب میں ہوئے سارے کارنامے جینی کا اسے استعمال کرنا سب چیز ایک ایک بات بتا دی۔۔

یہ ساری باتیں سن کے انعم سکتے میں آگئ مطلب اگر زوہیب نے اس پہ نظر نہی رکھی ہوتی وقت پہ اسے رسوا ہونے سے نہی بچایا ہوتا تو آج وہ کراچی کی کسی بدنام گلی میں گمنام رہ رہی ہوتی--

آصف نے آگے پھر کہا--

انعم زوہیب تم سے بہت محبت کرتا ہے میں نے دیکھے ہیں اسکے آنسو جب وہ تمہیں کلب سے بیہوشی کی۔حالت میں باہر لایا وہی تھا جس نے تمہارے ہر عمل پہ نظر رکھی جبھی آج تم عزت سے اپنے گھر کی ہو گڑیا--

زوہیب نے خود ہاتھ جوڑ کے کہا اتنا سب ہونے کے باوجود کے وہ تم سے محبت کرتا ہے تم سے نکاح کرنا چاہتا ہے اور صاف کہا تھا اس نے کے وہ اب ڈرائیونگ نہی کرے گا اس کی بیوی کو پسند نہی۔

تمہیں پتہ ہے انعم اس نے اپنے آبائ زمین بیچ دی اور نیو کاروبار اسٹارٹ کیا ماموں نے اور میں نے اس کی کئ بار ہیلپ کرنے کی کوشش کی مگر اس نے صاف کہا کے وہ اپنے بل بوتے پہ اپنی محنت کی کمائی سے اپنی بیوی کو ہر آسائش دینا چاہتا ہے--

قسمت والوں کو ایسا شوہر ملتا ہے انعم ورنہ جس کنڈیشن میں تم کلب سے لائ گئ ہم کسی کو منہ دیکھانے کے قابل نہی تھے انعم--

یہ مت سمجھنا انعم کے زوہیب نے تم پہ ترس کھا کے تم سے شادی کرنے کو کہا--

وہ تم سے اس دن سے محبت کرتا ہے جس دن تمہیں پہلی بار دیکھا ہے اور یقین جانو انعم میں چاہ کر بھی تمہارے لیہ زوہیب جیسا بندہ نہی ڈھونڈ پاتا--وہ چاہتا تو

اپنے آبائ گھر لاکے اس حال میں رکھتا جس حال میں وہ خود رہتامگر وہ تمہیں دنیا کی ہر خوشی دینا چاہتا ہے --اس لیہ اتنی محنت کررہا ہے اپنے نیو بزنس میں--

گڑیا مانتا ہو وہ حیثیت میں ہمارے برابر نہی مگر دل کی بادشاہی میں وہ ہم سے بہت آگے ہے -- سوچنا ضرور میری باتوں کو---

اب جب تم مجھے خود کال کروگی تب تمہیں میں ایک گڈ نیوز دونگا --

اپنا خیال رکھنا اللہ حافظ--

آصف نے کال کٹ کی تو انعم جو آصف کی باتیں ابھی تک بنا آواز کے رو کے سن رہی تھی کال کٹ کرتے ہی بلک بلک کے رو پڑی --زوہیب کے ساتھ اپنے سلوک کو یاد کرکے رو پڑی--

رات 9 بجے کے قریب زوہیب گھر میں داخل ہوا اور سیدھا اپنے کمرے میں جانے لگا جب اسے کچن سے بھینی بھینی خوشبو آئ اور کسی کے گنگنانے کی آواز بھی۔۔

زوہیب کے قدم بلا جھجھک کچن کی طرف گئے۔مگر وہاں کا تونظارا ہی الگ تھا۔۔
انعم آج زوہیب کیلیے کھانا گرم کررہی تھی اکثر جب زوہیب گھر آتا تو انعم سو چکی ہوتی یہ جاگ بھی رہی ہوتی تو نیچے نہی آتی زوہیب خودی کھانا گرم کرتا۔۔
انعم جہاں کھانا گرم کررہی تھی وہی ساتھ ساتھ اپنی آواز کا جادو بھی بیکھر رہی تھی۔۔

یار تجھے میں پیار کرو۔۔"
اننننا سارا۔۔
""""ایک جنم بھی کیا سو جنم بھی ہے تجھ پہ وارا

کسی کی موجودگی کا احساس کر کے انعم پلٹی وہی انعم کو دیکھ بے ڈھرک زوہیب کا ہاتھ اپنے دل پہ گیا۔۔

لائٹ پنک کلر کے قمیض جس پہ وائٹ پھولوں کا نفیس سا کام تھا ۔۔وائٹ چوری دار پاجامہ ہاتھوں میں بھر بھر کے چوڑیاں ڈالے کانوں میں میچنگ کے جھمکے ڈالے لمبے بال کمر پہ چھوڑے وہ زوہیب کا دل اتنا ڈھرکا گئ کے بلا جھجک زوہیب کا ہاتھ اپنے دل پہ گیا۔۔

انعم نے زوہیب کو دیکھ کے ایک اسمائل دی اور کہا۔

اب بیٹھے میں کھانا لاتی ہو۔۔

انعم کو اسطرح تیار دیکھ کے اس کے ایسے ریکشن پہ زوہیب نے اپنا موبائل نکالا اور چیک کیا اور بار بار چیک کیا جب انعم دوبارہ پلٹ کے زوہیب سے کہا۔۔

موبائل میں کیا دیکھ رہے ہیں؟؟

انعم کے بولنے پہ زوہیب نے کہا۔۔
سو سوری تم نے اگر میسج کیا تھا کے ہم کہی جائینگے شام میں تو وہی دیکھ رہا ہو مجھے میسج کیوں نہی ایا۔۔

..میں نے اپکو کوئ میسج نہی کیا زوہیب
تو پھر آج اس گھر کی ملکہ کا رنگ کیوں بدللا ہے ماشاءاللہ اتنی تیار ہو میرے لیہ کھانا گرم کررہی ہو ابھی تک جاگ رہی ہو۔ ۔
انعم زوہیب کے پاس آئ اسکے ہاتھ سے موبائل لے کے اسکی جیب میں ڈالا اور اسکے گال پہ پیار سے ہاتھ رکھ کے کہا
اب فریش ہوکے آئے میں کھانا لگاتی ہو ۔
انعم کے اس عمل سے زوہیب کا ہاتھ بلا جھجک انعم کے ماتھے پہ گیا اور اس نے کہا۔

انعم تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے؟؟

افففف زوہیب اب جارہے ہیں آپ یہ نہی--

انعم نے تھوڑے روبدار آواز میں کہا تو زوہیب فورا فریش ہونے چلا گیا۔

جب تک زوہیب فریش ہوکے آیا انعم کھانا لگا چکی تھی اور زوہیب کو کھانا دیکھ کے کافی دلی خوشی ہوئی کیونکہ سارا کھانا اس کی پسند کا تھا--

زوہیب خاموشی سے کھانا کھا رہا تھا جب کے نظرہں اسکی مسلسل انعم کے حسین سراپے پہ تھی--

انعم محسوس کرسکتی تھی زوہیب کی نظریں اپنے اوپر اس لیہ وہ بھی اپنی مسکراہٹ دبائے کھانا کھانے لگی--

زوہیب کھانا کھا کے ایک نظر انعم پہ ڈال کے اپنے نیچے والے کمرے میں جانے لگا

جب ا

برتن سمیتتی انعم کی آواز گونجی--

اوپر اپنے کمرے میں جائے میں کافی لاتی ہو ۔

اور زوہیب خاموشی سے اپنے کمرے میں چلا گیا--

انعم دو کافی کے مگ لے کے اپنے کمرے میں آئ تو زوہیب بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کے بیٹھا تھا انعم نے کافی کے دونوں مگ سائیڈ میں رکھے اور جیسی ہی جانے کیلیے مڑی زوہیب نے اس کی کلائی پکڑ کے اسے اپنے اوپر گرایا --

انعم کے سارے بال کسی آبشار کی طرح زوہیب کے چہرے پہ چھا گئے

انعم نے زوہیب کے چہرے سے بال ہٹائے تو دونوں کی نگاہیں ملی--

جب زوہیب نے کہا۔

بدلہ بدلہ سا یار ہے آج میرا اتنی عنایت کی وجہ پوچھ سکتا ہو میں اپنی زوجہ محترمہ سے؟؟

زوہیب کے بولنے پہ انعم اس پہ سے اٹھ کے اس کے سامنے گردن جھکا کے بیٹھی --

زوہیب بھی اسکے سامنے سیدھے ہو کے بیٹھا اور غور سے انعم کو دیکھا جو اپنی ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں مسل رہی تھی--

زوہیب نے دھیرے سے پکارا---

انعم؟؟؟

آپ نے اپنی آبائی زمین کیوں بیچی؟؟

انعم نے دھیرے سے سرگوشی کر کے زوہیب دیکھا--

یہ بات تمہیں کیسے پتہ چلی ؟؟

زوہیب نے حیران ہو کے کہا-

اور پھر کچھ یاد آنے پہ اچانک کہا۔

اوہ آج آصف نے کال تھی تمہیں ہیں نہ؟؟

انعم نے دھیرے سے ہاں میں گردن ہلائی ۔

اور کیا کیا بولا تمہارے بھائ نے؟؟

یہ بول کے زوہیب نے اسکا ہاتھ تھاما اور چوڑیاں اتارنے لگا

بھائ۔نے وہ سب بتایا جو اپنے نے کبھی نہی بتایا ۔۔کیوں زوہیب اتنی محبت کرتے تھے مجھ سے کے ایک ایسی لڑکی کو اتنی عزت دی اسے نام دیا ۔۔

یہ بول کے انعم کی آواز رندھ گئی جب زوہیب نے اسکے کال کی بالیاں اتارتے ہوئے کہا۔۔

پہلی بات محبت کرتا تھا نہی کرتا ہو دوسری بات میں نے کوئ۔ہمدردی کے تحت تم سے شادی نہی کی بلللکہ اللہ نے مجھے ایک موقع دیا تھا تمہیں اپنی زندگی میں شامل کرنے کا تو بس میں نے اس موقع کا استعمال کیا۔

اور رہا سوال زمین بیچنے کا تو یہ بول کے زوہیب نے انعم کے گلے کا ڈوپٹہ اتار اور اسکی شہہ رگ پہ اپنے لب رکھے اور ہٹائے نہی جیسے وہ اپنی برسوں کی پیاس بجھا رہا۔۔ہو

انعم نے بھی آج اسکو دھتکارا نہی بلکہ مظبوطی سے اسکی شرٹ تھامی۔۔

تھوڑی دیر بعد زوہیب سے الگ ہوا تو انعم کا چہرہ لال انار کی طرح دہک رہا تھا اسکے ہونٹ کسی قیدی پرندے کی طرح پھڑپھڑا رہے تھے۔۔

جب زوہیب نے اس اپنے سینے سے لگایا اور کہا۔۔

کیونکہ میری بیوی کو ڈرائیور پسند نہی تھا اس لیہ بزنس مین بننے کا سوچا اور میری بیوی کے نصیب سے اللہ بہت جلد مجھے کامیاب بزنس مین بنانے والا ہے۔۔

یہ بول کے زوہیب نے اپنے پوزیشن بدلی اور کپکپاتی انعم کے وجود کو اپنے باہنوں کے حصار میں بھینچا اور اسکے لبوں پہ اپنے لب رکھے۔۔

انعم شرم سے اپنی آنکھیں نہی کھول پائ مگر جب زوہیب اسکے جسم پہ پورا قابض ہونے لگا جب کچھ یاد آنے پہ زوہیب کے سینے پہ ہاتھ رکھ انعم نے اسے مزید بھکنے سے روکا۔۔زوہیب نے آنکھوں میں شکوہ لیۓ اسے گھورا جب انعم نے کہا۔ اور وہ آپکی پرانی محبوبہ جسکا نام اپنے اپنے بازو پہ۔لکھوایا ہے انعم نے یہ بول کے اتنا سڑا ہوا منہ بنایا کے بے ساختہ زوہیب کی ہنسی نکلی اور اس نے کھڑے ہوکے اپنی قمیض اتاری اور انعم کے پاس اپنا وہ بازو کیا جس پہ نام لکھا تھا۔۔ انعم نام دیکھ جہاں چونکی وہی اسکی۔انکھیں بھی بھیگیں اور اس نے اس نام پہ اپنے لب رکھ دیۓ ۔کیونکہ وہ اور کسی کا نہی انعم کا ہی نام تھا۔۔

ایسا کرنے سے زوہیب نے فورا انعم کو اپنے حصار میں لے کے لیٹایا اسسے پہلے انعم دوبارہ۔کچھ بولتی زوہیب نے فورا اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں جکڑا اور اسکے لبوں پہ اپنے لب رکھتے ہوئے کہا۔۔

باقی باتیں صبح کرنا ابھی مجھے پیار کرنے دو پتہ نہی کب میری بیوی کو دوبارہ مجھ میں ڈرائیور دیکھنے لگے اور وہ مجھے دوبارہ دھکا دے کے کمرے سے نکال دے

صبح انعم کی آنکھ کھلی تو زوہیب کے سینے پہ اسکا سر تھا ایک حسین مسکراہٹ نے اسکے لبوں کو چھوا۔۔

سچ کہا تھا اس کے بھائ نے وہ چاہ کر بھی اتنی محبت کرنے والا شوہر اس کیلیے ڈھونڈ نہی پاتا۔۔۔

رات میں زوہیب کی شدتوں نے، مان نے، عزت نے انعم کو ایک مکمل زندگی دے دی تھی۔۔

انعم کی کمر کے گرد زوہیب کی باہنوں کا حصار تھا۔۔

انعم نے دھیرے سے اسکے باہنوں کا حصار توڑنا چاہا جب زوہیب نے اور مظبوط اپنا حصار کیا اور انعم کی گردن میں اپنا منہ چھپا کے کہا۔

کہاں جارہی ہو محبت کی دیوار توڑ کے؟؟

زوہیب نے نیند سے بھرے لہجہ میں انعم کی شرٹ دوبارہ نیچے کر کے اسکا کندہ چومتے ہوئے کہا۔

زوہیب دس بج رہے ہیں اپنے جانا نہی ہے آج افس؟؟

جانا ہے سوہنی مگر ابھی تو رات کا خمار ہی نہی اترا یہ بول کے زوہیب ایک جھٹکے سے انعم کے اوپر آیا اور مسکرا کے اسے دیکھنے لگا۔زوہیب کی لائٹ براؤن آنکھوں میں آج ایک انوکھا احساس تھا انعم۔نے مسکراتے ہوئے اس کی۔انکھوں پہ اپنے ہاتھ رکھے اور کہا۔

ہٹے زوہیب بہت دیر ہوگئ --

کوئ دیر نہی ہوئ تمہارا شوہر کہی ملازم نہی ہے بلکہ اب اللہ نے اسکو اتنی توفیق دی ہے کے وہ ملازم رکھ سکے --

یہ کہہ کے زوہیب نے دوبارہ انعم کے لبوں کو دھیرے سے چھوا ۔ایک ہاتھ کمر میں رکھ کے کروٹ لے کے لیٹا اور انعم کو خود سے قریب کیا۔

کبھی شہہ رگ چومتا کبھی اسکے چہرے کا ایک ایک نقوش۔ایک بار پھر انعم اسکے سامنے بے بس ہونے لگی۔۔زوہیب اسے اپنے ہر عمل سے یہ بات بتا رہا تھا کے وہ اس کیلیے کتنا تڑپا ہے۔

زوہیب شاید دوبارہ انعم کے وجود پہ قابض ہوتا زوہیب کے نمبر پہ کال آنے لگی پہلی بار تو زوہیب نے اگنور کیا موبائل بجتے بجتے بند ہوگیا مگر جب موبائل نے بھی زوہیب کو اٹھانے کی ٹھانی ۔

تو زوہیب نے ایک خونخوار نظر بجتے ہوئے موبائل۔پہ ڈالی اور دوسری انعم پہ جو اپنی مسکرائٹ چھپا رہی تھی زوہیب انعم پہ سے ہٹا اور موبائل پہ آنے والی کال سننے لگا۔۔

انعم نے بھی موقع سے فائدہ اٹھایا اور فریش ہوکے ناشتہ بنانے چلی گئ۔۔۔۔

زوہیب بھی فریش ہوکے نیچے آیا تو انعم بھی کچن میں ناشتہ بنارہی تھی لائٹ فیروزی کلر کے کپڑوں میں اسکا گیلا گیلا سراپہ زوہیب کو مسکرانے پہ مجبور کرگیا۔ جب سے زوہیب پنڈی آیا تھا انعم۔کیساتھ زوہیب نے بس ایک یہی خواہش کی کے انعم بھی اسکی ماں کی طرح اس گھر کو اپنا گھر سمجھے جیسے اسکی ماں کا رویہ اسکے باپ کیساتھ تھا پیار بھرا ویسے ہی انعم کا ہو وقتی طور پہ تو نہی ہوا یہ سب مگر اب ایسا ہونے لگا تھا۔۔زوہیب کی محبت اسکی نیت اسکے آگے انعم کی صورت میں کھڑی تھی۔۔۔

بہت ہی اچھے ماحول میں انعم اور زوہیب نے ناشتہ۔کیا زوہیب آفس جانے لگا جب روزکی طرح اسے پیسے دیلے جب انعم نے کہا آپ نے بتایا نہی آپ نے کام کونسا اسٹارٹ کیا۔۔

زوہیب جو کمرے میں کھڑا اپنی ضرورت کا سامان لے رہا تھا پلٹ کے انعم کو اپنی باہنوں کے حصار میں لیا۔اور کہا۔۔

بہت جلد بتاؤنگا ابھی بہت لیٹ ہوگیا تمہاری وجہ سے یہ بول کے زوہیب مسکرایا۔۔

زوہیب کی بات پہ انعم کا نے منہ کھول زوہیب کو دیکھا اور کہا ۔۔

توبہ توبہ زوہیب حد ہے رات اپنے سونے نہی دیا۔۔

انعم تیزی میں بول توگئ مگر پھر خود ہی شرمانے لگی جب زوہیب نے اسکے ماتھے پہ اپنے لب رکھے اور کہا۔۔

آج رات بھی میرا ایسا ہی کچھ ارادہ ہے اپنا خیال رکھنا اوکے جلدی اونگا۔۔

یہ بول۔کے زوہیب چلا گیا انعم نے جلدی جلدی سارا کام۔نمبٹایا اور آصف کو کال کی جو ایک ہی بیل میں پک کرلی گئ۔انعم کی خوشی سے بھری آواز سن کے آصف کو دلی سکون ہوا وہ سمجھ چکا تھا کے سب معملہ کلیر ہوگیا۔

مگر جب انعم کے پوچھنے پہ آصف نے اپنے نکاح کی۔گڑ نیوز اسے دی تو انعم اپنی پرانی ٹون میں واپس اچکی تھی۔۔

آصف سے لڑنے کے بعد جب انعم نے ساری ڈیٹیل لی آصف سے تو پھر سکون کا سانس لے کے کال کٹ کی۔۔

!!!!!!!!!!!

آج کافی ٹائم بعد اسفند کی ریس تھی وہ تیاری کیساتھ اپنی گاڑی کے پاس کھڑا تھا جب جینی اسکے پاس آئ حال احوال پوچھنے کے بعد اس نے اسفند کے ساتھ گاڑی میں بیٹھنے کی خواہش ظاہر کی ۔۔

جینی کی اس خواہش پہ جہاں اسفند چونکا وہی مظہر کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا -- جبکہ پاس کھڑے زاہد کے چہرے پہ ایک شیطانی مسکراہٹ ائی--

ریس شروع ہوچکی تھی-- جینی اسفند کے برابر میں بیٹھے مسلسل اسفند کا حوصلہ بڑھارہی تھی--اور یہ بات اسفند کو کافی اچھی لگی--اسفند کی گاڑی فنش لائن پہ پوچھنے والی تھی کے اچانک اسے رجا اسی حالت میں دیکھی جس حالت میں وہ لوگ دریا میں گرے تھے--اسفند کا دیھان بھٹکا گاڑی کی اسپیڈ جیسی ہی سلو ہوی جینی نے چیخ کے کہا اسفند کیا کررہے ہو اسپیڈ بڑھاؤ--

جینی کی آواز پہ اسفند ایک دم ہوش میں آیا اور گاڑی کی اسپیڈ بڑھائ اور اسفند کی گاڑی فنش لائن کراس کرگئ--

ہر طرف اسفند اسفند کے نام کا شور تھا۔مگر اسفند گاڑی سے اتر کے تیزی سے اس جگہ گیا جہاں رجا کو دیکھا تھا مگر وہاں کچھ نہی تھا--

اسفند کے لب دھیرے سے مسکرائے وہ سمجھ گیا کے یہ اسکا وہم تھا وہ آنکھیں بند کر کے وہی موجود پتھر پہ بیٹھ گیا اور آنکھیں بند کر کے ایک بار پھر تصور میں رجا کے سراپے کو دیکھنے لگا۔۔

میری باہنوں کو تیری سانوں کی جو۔۔"
عادتیں لگی ہیں۔۔۔ویسے جی لیتا ہو تھوڑا میں اور۔۔
جانے کون ہے تو میری۔۔۔۔
میں نے جانو یہ مگر۔۔۔۔
جہاں جاؤ میں کرو میں وہاں۔۔۔۔
تیرا ہی ذکر۔۔۔۔۔۔۔
میں دل کا راز کہتا ہو۔۔۔
کے جب جب سانسیں لیتا ہو۔۔۔۔

تیرا ہی نام لیتا ہو -----

""""یہ تونے کیا کیا-----

اسفند نے اپنی بند آنکھیں کھولی اور کہا۔

لگتا ہے کراچی جلد از جلد جانا پڑے گا۔۔

!!!!!!!!!!!!!

رات انعم نے زوہیب کو آصف کے نکاح کا بتایا اور جانے کی اجازت مانگی جو زوہیب نے خوشی خوشی دے دی مگر انعم یہ سن کے کافی اداس ہوگئ کے زوہیب نکاح سے ایک دن پہلے آئیے گا اسے کام ہے یہاں--

اگلے دن زوہیب نے انعم کی کراچی کی فلائٹ بک۔کرادی--

وہ لوگ ائیرپورٹ پہنچے ابھی فلائٹ میں آدھا گھنٹا تھا۔۔

زوہیب انے انعم کو کریڈ کارڈ دیا اور خاص ہدایت کی کے اپنے شوہر کے پیسوں سے ہی جی بھر کے شاپنگ کرے۔۔

انعم ویٹنگ روم میں زوہیب کی باہنوں حصار میں تھی جب انعم نے کہا۔

زوہیب اپ جلدی آنے کی کوشش کریے گا۔۔

انعم کی بات پہ زوہیب نے انعم کے ماتھے پہ اپنے لب رکھے اور کہا۔۔

ہاں میرے سوہنی جلدی آنے کی پوری کوشش کرونگا۔۔مگر اگر نہ پہنچ سکا پھر؟؟؟

زوہیب ایسا مت بولے جائے میں آپ سے بات ہی نہی کررہی بلکہ میں جاہی نہی رہی۔۔

یہ بول کے انعم اداس ہوئ جب زوہیب نے کہا۔۔

ارے یار مزاق کررہا تھا--

چلو فلائٹ کی اناونسنگ ہوگئ --انعم اندر جانے لگی جب ایک بار پھر اس نے پلٹ کے زوہیب کو دیکھا اور زوہیب نے اسے --زوہیب نے ایک مسکراہٹ دی انعم کو--

انعم فلائٹ میں چلی گئ اور زوہیب اپنے کام کی طرف--

!!!!!!

رجا آج تین دن بعد یونی آئ تو بہت خاموش خاموش تھی--اپنی دوستوں کو بھی وہ اپنے نکاح کا بتا چکی تھی--مگر اس کی دوستوں کے پاس ایسے کوئ لفظ نہی تھے جنہیں وہ رجا کو تسلی دے سکے--

وہ کلاس لے کے نکلے جب کچھ چیز یاد آنے پہ رجا دوبارہ کلاس میں گئ مگر جب واپس جانے لگی تو زارون کو کھڑا پایا جو لال آنکھوں سے اسے گھور رہا تھا--

اس کے حلیہ سے رجا کو لگا وہ کتنے دنوں سے سویا نہی--

رجا اسکو اگنور کرکے جانے لگی جب اس نے رجا کی کلائ تھام کے اسے دیوار سے لگایا۔

زارون رجا کے اتنے قریب تھا کے اس کی سانسیں رجا کے چہرے کا طواف کررہی تھی--

مگر رجا وہ اس بار گھبرائ نہی بلکہ خاموشی سے زارون کو دیکھنے لگی--

جب اچانک زارون کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے--

زارون نے بے دردی سے اپنے آنسو صاف کیہ اور کہا۔

جان بوجھ کے تم نے مجھ سے اپنے نکاح کی بات چھپائی رجا تاکہ میں اپنی محبت کا تماشہ اپنی آنکھوں سے دیکھو--

مگر یاد رکھنا رجا اب تم۔زارون خان کا جنون ہو اور ہم پٹھان لوگ جنون میں کچھ نہی دیکھتے --

چھین لونگا اس سے تمہیں جو تمہارا دویدار بن کے آئے گا تمہیں مجھ سے چھین نے یاد رکھنا تم صرف زارون کی ہو سنا تم نے صرف زارون کی۔۔

یہ بات زارون نے اتنی زور سے کہی کے دو پل کیلیے رجا زارون کا لہجہ دیکھ کے ڈر گئ مگر بولی کچھ نہی۔۔

زارون ایک دم اس سے الگ ہوا اور تیزی سے کلاس سے نکل گیا اور ادھر رجا سوائے رونے کے کچھ نہی کر سکی۔۔

رجا گھر پہنچے تو حال میں سب بیٹھے تھے اور انکے درمیان انعم۔ موجود تھی۔۔

انعم کو دیکھ کے رجا کو کافی خوشی ہوئ اور وہ بہت خوش دلی سے انعم سے ملی اور انعم بھی خلاف توقع رجا سے خوش اسلوبی سے ملی۔۔

انعم کے چہرے پہ خوشی دیکھ سارے گھر والے جہاں خوش تھے وہی جمیلہ بیگم بھی پرسکون تھی۔۔

رجا اور انعم نے لبنہ کی تیاری بھر پور طریقے سے کی --
دونوں کے درمیان سب کچھ صحیح ہوچکاتھا-اور یہ بات رجا کو بہت اچھی لگی کے زوہیب نے انعم کو کافی خوش رکھا ہے--
کل شام کو نکاح تھا--ابھی ابھی انعم مہندی لگا کے فارغ ہوئی تھی اور زوہیب سے دو گھنٹہ پہلے بحس کر کے بھی --جس میں زوہیب مسلسل اسے کہہ رہا تھا کے وہ نکاح کا جوڑا لے ائے اسکی فلائٹ رات کی ہے اور کل ٹائم نہی ملے گا مگر انعم مسلسل اس ضد پہ تھی کے وہ زوہیب کیساتھ ہی شاپنگ کرنے جائے گی--
سب ہی رات کے کھانے میں زوہیب کا انتظار کررہے تھے ۔اصف نے زوہیب کو دوپہر میں کال کی جب زوہیب نے اسے بتایا تھا کے اس کی فلائٹ رات کی ہے--

انعم بہت بے چینی سے زوہیب کا انتظار کررہی تھی اور بار بار اپنے ہاتھوں پہ لگی مہندی کو دیکھ رہی تھی جسکا رنگ کافی گہرا آیا تھا۔اور رجا نے اسے چھیرتے ہوئے کہا تھا کے زوہیب اسے بہت چاہتا تھا ہے ۔

ابھی وہ انہی سوچوں میں گم تھی جب آصف کی گاڑی کا ہارن سنائی دیا انعم جیسی ہی باہر کی طرف جانے لگی۔۔

اندر آتے آتے آصف سے ٹکراتے بچی۔۔

مگر اس نے جب دیکھا کے آصف اکیلا ہے تو انعم کا دل ایک دم ہولا اس نے آصف سے کہا۔

بھائی زوہیب زوہیب نہی آئے آپ تو انہیں لینے گئے تھے ۔۔

انعم کی بات سن آصف کی نظر انعم کے مہندی بھرے ہاتھوں پہ گئ اور اسے نے کھینچ کے انعم کو اپنے سینے سے لگالیا اور رونے لگا۔۔

بھائی آپ آپ رو کیوں رہے ہیں زوہیب کہاں ہیں؟؟

انعم نے اتنی زور سے کہاں کے ہال میں بیٹھے سارے گھر والے باہر نکل آئے

جب آصف نے انعم کو الگ کرکے کہا۔

انعم زوہیب جس فلائٹ سے آرہا تھا وہ پلین کریش ہوگیا۔۔

یہ بول کے آصف رونے لگا تو ادھر انعم نے الٹے قدم اٹھائے مگر زیادہ چل نہ سکی اور بیہوش ہوگئ۔۔

آصف تیزی سے آگے بڑھا انعم کے گرتے وجود کو سنبھالنے کیلیے۔۔

آصف کہاں ہے زوہیب ؟

کیا ہوا ہے اسے۔۔۔

ہارون کی آواز بھی یہ بات پوچھتے ہوئے کانپ گئ۔

ماموں زوہیب جس پلین سے ارہا تھا وہ۔کریش ہوگیا۔۔

کیا؟؟؟؟؟؟؟؟

ہارون صاحب بھی صدمہ سے وہی صوفے پہ بیٹھ گئے۔۔

رجا بار بار انعم کو ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگی۔ادھر آصف اور ہارون صاحب ایئرپورٹ انتظامیہ کو بار بار کال کرکے ڈیٹیل لے رہے تھے مگر ناکام رہے کیوں انکا نمبر مسلسل بزی جارہا تھا۔۔

اسلام آباد سے آنے والی فلائٹ ابھی آدھا گھنٹہ پہلے حادثہ کا شکار ہوئ خبروں میں مسلسل ہیڈ لائن چل رہی ادھر فاخرہ بیگم جمیلہ بیگم کو سنبھال رہی تھی جو بار بار انعم کے مہندی والے ہاتھوں کو دیکھ کے رو رہی تھی ۔

کے جبھی حال میں آواز گونجی۔۔

یہ انعم کو کیا ہوا انعم انعم --

یہ اور کسی کی نہی زوہیب کی آواز تھی جو ہال میں اینٹر ہوا

مگر جب اسکی نظر سب پہ پڑی جو رونے دھونے میں مصروف تھے اسے کچھ سمجھ نہیں آیا مگر جب اسنے صوفے پہ انعم کے بے حس وحرکت وجود کو دیکھا تو اسے لگا اس کی سانسیں بند ہوجائنگی--

وہ دیوانہ وار انعم کو پکارتا ہوا گھر میں داخل ہوا۔

زوہیب کو زندہ صحیح سلامت دیکھ کے سب ہی جہاں خوش تھے وہی شوکڈ بھی مگر زوہیب تو اپنی سوہنی کو ہوش میں لا رہا تھا --

انعم کے کانوں میں زوہیب کی اواز آنا تھی کے وہ ایک جھٹکے سے اٹھی --اور اپنے سامنے زوہیب کو دیکھ کے اس نے دھیرے سے زوہیب کے کندھے کو ہاتھ لگایا

اور جب اسے یقین ہوا کے اسکا زوہیب زندہ ہے تو وہ دیوانہ وار اسکے گلے لگ کے روںے لگی --

زوہیب پریشانی کے عالم میں کبھی خود سے گلے لگی انعم کو دیکھتا کبھی وہاں کھڑے سارے گھر والے کو--

آصف بھائ ہوا کیا ہے یہ رو کیوں رہی ہے اتنا کوئ مجھے بتائے گا؟؟

زوہیب کے پوچھنے پہ آصف نے پلین کریش کا بتایا۔

زوہیب نے دھیرے سے انعم کو خود سے الگ کیا اور کہا--

ہاں میں اسی فلائٹ میں ہوتا مگر اسے قسمت کا کھیل کہہ لے کے اینڈ ٹائم پہ لاہور والی بزنس ڈیل کنفرم ہوگی اور مجھے ارجنٹ لاہور جانا پڑا ابھی وہی سے ڈائریکٹ ارارہا ہو --

تو یہ بات تم نے مجھے کال کر کے کیوں نہی بتائ

؟؟؟

آصف نے غصہ میں زوہیب سے پوچھا۔۔

زوہیب نے ایک نظر سب کو دیکھا اور کہاں۔۔

وہ میں جلدی میں تھا اس لیہ بھول گیا بتانا۔۔

ابھی زوہیب آگے کچھ بولتا ایک زناٹے دار تھپڑ اس کی بولتی بند کرگیا۔

اور ایسا اور کسی نے نہی بلکہ انعم نے کیا۔۔

زوہیب نے بے یقینی سے انعم کو دیکھا۔جو کسی شیرنی کی طرح اپنے کھلے بال لپیٹ رہی تھی اور بال۔ لپیٹتے ہی زوہیب کو مارنے کیلیے کچھ ڈھونڈنے لگی۔۔

انعم کی اس حرکت پہ زوہیب کی تو سٹی گم ہوگئ اور گھر کے باقی مکین اپنی مسکراہٹ دبائے سامنے صوفے پہ بیٹھ گئے۔۔

زوہیب نے الٹے الٹے قدم اٹھاتے ہوئے انعم کو گھور کے کہا۔۔

جسکے ہاتھ میں کشن تھا وہ زوہیب کو مارنے کیلیے آگے بڑھ رہی تھی۔۔

آپ کو شرم نہی آئ اتنی اہم۔بات کوئ بتانا بھولتا ہے یہاں میری سانسیں رک گئ اور اب بات بتانا ہی بھول گئے۔۔

انعم نے غصہ سے گھورتے ہوئے کہا۔

جب زوہیب نے فورا موقع کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے اپنے کانوں کو ہاتھ لگایا اور کہا

۔

اللہ کی قسم سوہنی غلطی ہوگئ زندگی کی بہت بڑی آج کے بعد میرے باپ کی توبہ جو کچھ بھولو۔۔

اب قسم سے پہلے کچھ کھلا دو بہت بھوک لگی ہے۔۔

زوہیب نے اتنی معصوم شکل بنا کے یہ بات کہی کے انعم کے ساتھ ساتھ ہال میں بیٹھے ہر نفوس کی ہنسی نکل گئ۔جب رجا نے پاس آ کے انعم کے کندھے پہ پیار سے ہاتھ رکھا اور کہا۔۔

جانے دو انعم غلطی ہوگئ ہمارے دولھا بھائ سے آج کیلیے اتنا کافی ہے واقعی میں اب تو مجھے بھی بھوک لگنے لگی ہے۔۔

رجا کے بولنے پہ زوہیب نے مشکور نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔

ایک اور فیملی کو خود قسمت نے اپنے کھیل سے بچایا تھا مگر کیا کوئ اور قسمت کے کھیل سے بچ پائے گا یہ تو آنے والا وقت بتائے گا۔۔

!!!!!!!!!!!

زوہیب کو ایک داماد کی جگہ بیٹے کی حیثیت دی ہارون صاحب نے جمیلہ بیگم بھی زوہیب سے ٹھیک ٹھاک ملی۔۔۔

رات کے کسی پہر زوہیب کی آنکھ کھلی جب اس نے انعم کو اپنے سینے پہ سوئے ہوئے دیکھا۔

جو نیند میں بھی زوہیب کی شرٹ مظبوطی سے تھامی ہوئی تھی۔۔

آصف نے اسے بتایا کے انعم زوہیب کی فلائٹ کا سن کے کافی ڈر گئ اسکا رونا اسکا بیہوش ہونا آصف نے ایک ایک بات زوہیب کو بتائ تھی۔۔

زوہیب انعم کیلیے اتنا معنے رکھنے لگا یہ احساس ہی زوہیب کیلیے کافی پرسکون تھا۔۔

زوہیب نے ایک نظر سوئ ہوئ انعم پہ ڈالی اور پھر اسکے لبوں پہ اپنے لب رکھ دیلے کسی دباو کے تحت انعم کی آنکھ کھلی تو زوہیب کو اپنے اوپر جھکا پایا۔۔

زوہیب کو جب انعم کے جاگنے کا احساس ہوا تو گردن اٹھا کے اسے دیکھا جو بہت غور سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

زوہیب نے انعم کے ماتھے پہ اپنے لب رکھے انعم کی۔انکھیں بھیگنیں لگی جب زوہیب نے انعم کے بال کان کے پیچھے کرتے ہوئے کہا ---

ڈر گئی تھی اج؟؟

ہمم بہت زیادہ زوہیب آپکی محبت کی عادت ہوگئ ہے مجھے اب آپکے بغیر جینے کا تصور بھی سوہانے روح ہے یہ بول کے انعم کی۔انکھ سے آنسو گرے جیسے زوہیب نے اپنے لبوں سے چنا اور کہا۔

!!مگر انعم موت تو برحق ہے میری سوہنی

ہاں ہے بے شک ہے مگر میں ہمیشہ آپ سے پہلے اس دنیا سے جانا چاہتی ہو--یہ میری خواہش بھی ہے اور دعا بھی--

انعم کی باتوں نے زوہیب کو لاجواب کردیا --

!!!!!!

آصف کی شادی ساتھ خیریت سے نمٹ گئ سب ہی اپنے اپنے کاموں میں لگ لبنہ ایک اچھی بہو ثابت ہوئ سب ہی اس سے خوش تھے اور رجا سے اسکی اچھی دوستی ہوگئ تھی--

اسفند نے جب اپنا کراچی جانے کا پروگرام گھر میں بتایا اور یہ خبر جب دائ جان تک پہنچی تو انھوں نے اسے اپنے کمرے میں بلایا--

وہ کسی طرح بھی ابھی اسے کہی بھی جانے سے روکنا چاہتی تھی--مگر اسفند پہ دھند سوار تھی وہ-کسی طرح بھی رجا کو ڈھونڈنا چاہتا تھا کیونکہ وہ اب اس سے محبت کرنے لگا تھا اور یہ سوچ کے وہ کراچی کیلیے نکل گیا-

مگر جب وہاں اس نے رجا کی ڈیٹیل نکالی اسکے کالج سے تو یہ خبر ہی اسکے لیے سوہان روح تھی کے اسکا نکاح ہوچکا ہے--

رجا کے پیپر اسٹارٹ ہوچکے تھے اسکا یونی میں آخری سال تھا--
پیپر ختم ہوئے اور رجا اب گھر میں فارغ تھی۔

-

(مہینے بعد 2)

سب ہی ناشتہ کی ٹیبل پہ بیٹھے تھے جب نصرت بیگم نے کہا۔
ہارون اس مہینے کے آخر میں رجا کے سسرال والے اسے لینے آئینگے ---
نصرت بیگم کی بات سن کے رجا کا ہاتھ ناشتے سے رکا اور وہ اپنے کمرے میں چلی گئی--

جب ہارون صاحب نے کہا۔

شوق سے آئے لینے اماں مگر یاد رکھے گا اس گھر کے کسی فرد سے میرا کوئ تعلق نہیں ہوگا اگر آپ نے مجھے ایک بار پھر مجبور کیا تو یاد رکھے گا اس بار میں آپکی بھی نہی سنوگا۔۔اور رجا کے یہاں سے جانے کے بعد میرا نہ رجا سے کوئ تعلق ہوگا نہ اس گھر کے کسی فرد سے اس کے سسرال والے اس خوش فہمی میں ہرگز نہی رہے کے اس نکاح سے میں ماضی بھول جاونگا اور ایک بار پھر اپنے گھر کے راستے کھول دونگا۔۔

یہ بول کے ہارون صاحب بھی اٹھ کے چلے گئے اور وہاں بیٹھا ہر نفوس اس شادی کے بارے میں سوچنے لگا۔۔اور جمیلہ بیگم سمجھ گئ کے رجا کا نکاح کس سے ہوا ہے۔۔

آج رجا کا مایوں کا فنکشن تھا ۔

گلاب اور گنیدے کے پھولوں کو ملا کے پورا نصرت ولا سجایا گیا تھا۔۔

لبنہ اور جمیلہ بیگم سب مہمانوں کو دیکھ رہے تھے تو رجا کے ساتھ انعم موجود تھی۔۔

انعم کے ہاں خوشخبری تھی اس لیہ اس سے زیادہ کام نہی کروایا جا رہا تھا جبکہ

آصف اور زوہیب نے بھائیوں کا حق ادا کیا۔

آج رجا کے سسرال والوں کو آنا تھا۔ گر بنا دولھا کے۔۔

کیونکہ ہارون صاحب کی وجہ سے نصرت بیگم نے رجا کے سسرال والوں کو صاف

منع کردیا تھا کے دولھے کو بارات والے دن ہی لایا جائے۔۔

رجا نے اپنے سسرال والوں کے بارے میں جاننے کی بلکل کوشش نہی کی

وہ۔کسی گڑیا کی طرح بس بلکل چپ تھی۔۔

شام میں اسکی دونوں دوستوں۔ نے اسے تیار کیا۔۔

ڈارک گرین اور یلو کلر کے فیش لہنگے میں سر پہ بھاری گوٹے کے کام کا ڈارک گرین کلر کا ڈوپٹہ اوڑھے پھولوں کا زیور پہنے رجا کی چھاپ کسی شہزادی کے جیسی تھی ۔مگر اسکے چہرے پہ خوشی کی کوئ رمک نہی تھی--

اس کی دونوں دوستوں نے رجا کیساتھ ساتھ انعم کو بھی تیار کیا---

مغرب کے بعد مہمانوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا--

اور ساتھ ساتھ رجا کے سسرال والے بھی اچکے تھے --

رجا کی ساس کا ہارون صاحب کے سامنے جا کے کھڑی ہوئ۔جہاں رجا کی ساس کی انکھیں ہارون صاحب کو دیکھ کر بھیگی وہی ہارون صاحب کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا ۔مگر جیسی کچھ یاد آنے پہ ہارون صاحب کے چہرے کے تاثر ایک دم سخت ہوئے اور وہ وہاں سے چلے گئے--

نصرت بیگم بھی کسی کے گلے لگ کے بلک بلک کے رو پڑی مگر چاہ کے بھی کوئ شکوہ نہی کرسکی کیونکہ انکے ساتھ قسمت نے کھیل ہی ایسا کھیلا تھا ۔

اور دوسرے انکے بیٹے کی وجہ سے --

رجا کو لال ڈوپٹہ کے سائے میں گارڈن میں لگے گیندے کے پھولوں سے سجے ہوئے جھولے پہ بیٹھایا گیا۔

سب سے پہلے رجا کے سسرال کے بڑوں نے رجا کی رسم کی باقی باری سب نے کری فاخرہ بیگم کے قدم خود بخود کسی کی طرف بڑھے سامنے بیٹھا شخص بھی یہ بات جان چکا تھا کے فاخرہ بیگم ان تک ارا ہی ہیں۔

کے جبھی سامنے سے ہارون صاحب آنکھوں میں غصہ لیہ فاخرہ بیگم کو دیکھنے لگے اور ایک بار پھر فاخرہ بیگم اپنے شوہر کے پیچھے سب بھول۔گئ----

مایوں کا فنکشن ساتھ خیریت سے نبٹا تو اگلے دن بارات تھی --

صبح ہی رجا کے ہاتھوں میں مہندی لگ چکی تھی جسکا رنگ بہت گہرا آیا تھا۔۔

رجا اپنے کمرے میں موجود غور غور سے اپنے ہاتھوں کی مہندی دیکھ رہی تھی ایک آنسو ٹوتھ کے اسکی ہتیلوں میں گرا۔۔

آنے والی اسکی زندگی کیسی تھی کسی نہی اسے کچھ نہی پتہ تھا اسکا شوہر کیسا ہے اسکا سسرال کیسا ہے وہ کچھ نہی جانتی تھی بس وہ قسمت کے اس کھیل پہ، حیران تھی ۔جس نے اچانک ہی اسکی زندگی بدل کے رکھ دی تھی۔۔

ابھی وہ اپنی سوچوں میں گم تھی کے دروازہ ناک ہوا نصرت بیگم اور فاخرہ بیگم کمرے میں آئ ۔

دونوں کو دیکھ کے رجا نے کوئ ریکشن نہی دیا۔

مایوں کے جوڑے میں وہ خوبصورت دلہن لگ رہی تھی۔ نصرت بیگم کو کسی کی یاد دلا گئ وہ تھی بھی تو اس جیسی سب کی لاڈلی مگر قسمت نے اسے ان سب سے دور کردیا۔۔

فاخرہ بیگم اپنی بیٹی کے پاس آئ اور غور غور سے رجا کے جھکے سر کو دیکھنے لگی اور پھر اچانک اچانک بلک بلک کے رو پڑی--

ادھر نصرت بیگم کی آنکھیں بھی نم تھی--

فاخرہ کے دماغ میں ہارون صاحب کے الفاظ گونجے انہوں نے رجا کو دھیرے گلے لگایا تو وہ بھی بلک پڑی --

جب فاخرہ بیگم کو نصرت بیگم نے الگ کیا اور خود رجا کے سامنے اپنی باہین کھول دی--

لاکھ ناراضگی صحیح مگر کل وہ اس گھر کو چھوڑنے والی تھی --

وہ ڈور کے نصرت بیگم کے گلے لگ کے روتے روتے کہنے لگی----

دددی مجھے کہی نہی جانا پلیز مجھے بچا لے میں اپکو چھوڑ کے کہی نہی جاونگی--

رجا کے بلکتے وجود کو نصرت بیگم نے دلاسہ دیا اور کہا--

رجا تمہیں پتہ ہے تم شادی کر کے کہاں جارہی ہو؟؟

نصرت بیگم کے پوچھنے پہ رجا نے نفی میں گردن ہلائی ۔جب نصرت بیگم نے کہا۔۔

آج میں تمہیں ماضی سے آگاہ کرونگی رجا کے تمہارا سسرال کون ہے ۔کہاں ہے کیسا ہے بس تمہارے دولھا کے بارے میں نہی بتاونگی ۔سوائے اس کے نام کے۔۔

نصرت بیگم نے جیسے ہی ماضی بتانا شروع کیا فاخرہ بیگم نے نصرت بیگم روکنا چاہا جب انھوں نے کہا۔۔

نہی فاخرہ آج مت روکو اسے حقیقت جاننے دو یہی وہ قسمت کی چابی ہے جو ہماری قسمت کا دروازہ کھول سکتی ہے ہمارے اپنوں کو دوبارہ ہم سے ملوا سکتی ہے۔۔

پورا ماضی سننے کے بعد رجا کے آنسو نہ رک رہے تھے ۔۔

نصرت بیگم ۔نے صرف اتنا کہا۔۔۔

رجا کچھ حالات ایسے ہوئے کے دوبارہ ٹھیک نہی ہوئے جو تم وہاں جا کے ٹھیک کروگی کیسے یہ تم۔ جانو بس مجھے میرا پورا خاندان دوبارہ چاہیے--

دددبیی کوشش میں پوری کرونگی باقی سب قسمت کا کھیل ہے --

!!!!!!!!

ڈارک ریڈ کلر کے راجھستانی شرارے میں رجا کسی اپسرا سے کم نہی لگ رہی تھی--
انعم بھی بلیک ساڑھی میں غضب ڈھا رہی تھی جب پارلر والی نے انکے ڈرائیور کا آکے بتایا--
گاڑی ہوٹل کی۔ طرف گامزن تھی جب ایک اور گاڑی نے انکی گاڑی کو فالو کیا--
اس سے پہلے وہ گاڑی رجا کی گاڑی کو اوور ٹیک کرتی--
ایک گاڑی ایک جھٹکے سے اس گاڑی کے آکے رکی--

جو رجا کی گاڑی کو فالو کررہی تھی--

رجاکہ گاڑی تقریبا آگے بڑھ چکی تھی--

جب دوسری گاڑی میں سے زارون باہر نکلا-اس سے پہلے وہ اپنی گاڑی کو فالو کرتی گاڑی تک پہنچتا--گاڑی کا گیٹ کھلا اور اس میں سے خان صاحب باہر نکلے جیسے دیکھ کے زارون شاکڈ رہ گیا--

ڈیڈ یہ آپ تھے؟؟

کیوں کررہے تھے آپ مجھے فالو--

آپ کی وجہ سے اسکی شادی ہوجائے گی ڈیڈ پلیز مجھے جانے دے--

اسکی شادی ہوچکی ہے نکاح شدہ ہے وہ اتنی سے بات تمہاری سمجھ میں نہیں آتی زارون--

خان صاحب کی ڈھار سے دو منٹ کیلیے زارون ڈرا مگر پھر کہا--

وہ صرف میری ہے ڈیڈ میں اسے حاصل کر کے رہونگا یہ بول کے زارون دوبارہ اپنی گاڑی میں بیٹھنے لگا جب خان صاحب نے اپنے گارڈ کا اشارہ کیا اور اس نے زارون کے پیچھے سر پسٹل کا بسٹ مارا اور وہ بیہوش ہوگیا۔۔

جب سے خان صاحب نے رجا کیلیے زارون کا جنون دیکھا تھا وہ بھی یہ جاننے کے باوجود زارون کے کے وہ نکاح شدہ ہے وہ ڈر گئے تھے ۔وہ نہی چاہتے تھے کے انکا بیٹا زندگی بھر اس پچھتاوے کی طرح زندگی گزارے جو وہ گزار رہے ہیں ۔وہ نہی چاہتے کے انکا بیٹا بھی کسی کو زبردستی اپنی زندگی میں شامل کرے۔۔

دو دن پہلے جب زارون اپنے دوست کو پلین بتا رہا تھا کے رجا کو پالر سے اغواہ کے کرکے اس کے گھر والوں پہ پریشر ڈالے گا کے رجا کی طلاق کروائے ۔۔

ایسا ہونے کے بعد وہ رجا سے نکاح کرتا مگر خان صاحب جو اس کے پلین سے واقف تھے انہوں نے زارون کا پلین فیل کردیا۔۔

!!!!!!!!!

رجا ڈریسنگ روم میں بیٹھی جب بارات آنے کا شور اٹھا۔۔

اس کی دونوں دوستیں دولھے کی تعریفوں کے پل رجا کے سامنے باندھنے لگی مگر رجا نے کوئ خاص ریکشن نہی دیا۔۔

سارے حال کی لائٹیں بند ہوئ اور ایک۔فوکس لائٹ اسٹیج کی طرف جاتی ہوئ رجا پہ پڑی۔۔

اسٹیج پہ بیٹھا رجا کا دولھا جو بیزاریت سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا رجا کو دیکھ کے جہاں سکتے میں آیا وہی اسکو رجا کو دیکھ کے یقین نہی ایا۔۔

رجا اسٹیج پہ چڑھنے لگی جب اس کے دولھا نے اسکے آگے ہاتھ کیا۔

رجا نے کرب سے اپنی آنکھیں بند کی اور بنا اپنے دولھے کی طرف دیکھے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ میں دیا ۔۔

اسکے دولھے نے ہلکا سا اسکا ہاتھ دبا کے اسے اسٹیج پہ چڑھایا۔
رجا اسٹیج میں بیٹھی جب اسکے دولھے نے رجا کی۔طرف جھک کے ہلکی سی سرگوشی کی--

"""کسی ہو میری آنکھوں والی آندھی بیوی ویسے غضب ڈھا رہی ہو"
یہ آواز سن کے رجا کا دل زور سے ڈھرکا اس نے گردن گھما کے جب اپنے دولھا کو دیکھا تو ساکن رہ گئ اور ادھر اسفند اپنی قاتل مسکراہٹ کیساتھ اسکے حسین سراپے کو اپنی نظروں سے اپنے دل میں اتار رہا تھا--

رجا بنا پلک جھبکائے اسفند کو دیکھنے لگی۔
یہ کیسا کھیل تھا قسمت کا جس شخص سے وہ سخت چڑتی تھی وہی اج اسکا مجازی خدا بنا بیٹھا تھا۔

تو دوسری طرف اسفند کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا جہاں وہ رجا کو دلہن کے روپ میں دیکھ کے حیران تھا وہی خوش --

باری باری سب ہی ان چاند ستارے کی جوڑی سے ملنے اسٹیج پہ ائے--
اسفند کی ڈارک بلیک کلر کی شیروانی اس پہ ریڈ کلر کا خلا اسے ایک الگ ہی جہاں کا انسان دیکھا رہا تھا----
ہر کوئی رجا کی قسمت پہ رشک کررہا تھا--
ددديی جب اسٹیج پہ ملنے آئ اسفند سے تو اسفند انہیں دیکھ کے یاد کرنے کی۔کوشش کرنے لگا کے کہاں کس ٹائم وہ یہ چہرہ دیکھ کے خوش ہوتا تھا--
مگر 23 سال پرانی بات وہ چاہ کر کے بھی یاد نہی کرپایا--
رخصتی کا شور اٹھا سب ہی رجا کے گلے لگ کے رو پڑے یہی حال رجا کا بھی تھا کیونکہ فاخرہ بیگم اسے ہارون صاحب کی شرت کا بتایا جیسے سن کے وہ اور بلک پڑی

مگر اس نے خود سے عہد کرلیا تھا کے وہ اس بار قسمت کا کھیل بدل کے رہے گی--

رجا گاڑی میں بیٹھ چکی تھی --اسفند بیٹھنے لگا جب ہارون صاحب اس کے پاس آئے اسے گلے سے لگایا اور کہا--

شکل میں تم بلکل اپنے باپ پہ گئے ہو مگر حرکتیں وہ نہی کرنا رجا میری اکلوتی بیٹی ہے اسکا خیال رکھنا۔

یہ بول کے ہارون صاحب نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور اسفند اس میں کچھ پریشانی کے عالم میں بیٹھ گیا۔

ایک کے پیچھے ایک گاڑی نکلی اور رجا نصرت ولا کو ویران کرگئ--ہارون صاحب کیسی ہارے ہوئے جواری کی طرح کافی دیر گاڑیوں کو دیکھتے رہے --جب فاخرہ بیگم نے

ان کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔ہارون نے اپنی آنکھیں بند کی تو چند آنسو ٹوتھ کے گرے ۔۔

ہارون صاحب نے پلٹ کے فاخرہ بیگم کو دیکھا اور کہا۔

میری رجا کے ساتھ ماضی میں ہوا کوئ بھی حادثہ دہرایا گیا۔تو اس بار خرم کے خاندان کا نام ونشان مٹا دونگا۔۔

یہ بول کے ہارون صاحب اندر بڑھ گئے جبکہ کچھ ایسا ہی حال فاخرہ بیگم کا بھی تھا۔۔۔

!!!!!!

رات وہ لوگ ہوٹل میں روکے اور صبح کی فلائٹ سے آسلام آباد پہنچ گئے۔۔

رجا کافی تھک چکی تھی ۔اسفند نے بھی فلحال اسے تنگ کرنا مناسب نہیں سمجھا ۔۔

اگلے دن اسفند کی آنکھ کھلی تو رجا صوفے پہ۔اڑی ترچھی لیتی تھی۔۔

یہ۔دیکھ کے اسفند کی ماتھے پہ بل پڑے اور اس نے رجا کو باہنوں میں اٹھا کے بیڈ پہ لیٹانے لگا کے اسفند کی نظر اس کے گلابی ہونٹوں پہ پڑی ۔۔کچھ یاد آنے پہ اسفند کی لائٹ گرین آنکھیں چمکی ہونٹوں پہ۔دلدرہب مسکراہٹ آئ اور وہ رجا کے لبوں پہ جھک گیا۔۔۔

کچھ رشتہ کا تقاضہ تھا کے اسفند نے اسکے وجود کو مکمل اپنے حصار میں لے لیا شرٹ نیچے کرکے اس نے رجا کو چومنا شروع کیا۔

رجا جو تھکن کی وجہ سے گہری نیند میں تھی ۔اپنے اوپر دباؤ محسوس کرکے اانکیھں کھول کے اپنے اوپر جھکے سر کو دیکھ کے ایک دم ڈری اور فورا چیخ ماری۔۔

اسفند جو بے خودی میں گم تھا۔۔رجا کی چیخ مارنے پہ ہوش میں آیا ۔۔

رجا نے دھکا دے کے فورا اسفند کو خود سے دور کیا جب اسکی نظر اپنی شرٹ پہ گئ جو کندھے سے کافی نیچے تھے۔۔

رجا نے فورا اپنی شرٹ ٹھیک کی اور اسفند کو غصہ سے گھورتے ہوئے کہا۔۔

کیا کررہے تھے تم میرے ساتھ بیہودہ ادمی۔؟؟

اسفند جو ابھی تک یہ سمجھنے کی۔کوشش کررہا تھا کے اسکے ساتھ ہوا کیا رجا کے آدمی کہنے پہ ایک ائئیبرو آچکا کے رجا کو دیکھا اور اپنے دونوں ہاتھ کمر پہ رکھ کے لڑاکا عورتوں کی طرح رجا کو گھورتے ہوئے کہا۔

اوہ ہیلو آنکھوں والی آندھی میں کس اینگل سے تمہیں آدمی لگتا ہو؟؟

اسفند تو مانو صدمے میں تھا خود کو آدمی کہنے پہ۔

تو کیا ننھے کاکے ہو یہ ابھی بھی فیڈر پیتے ہو۔رجا جسکی نیند اڑن چھو ہوچکی تھی وہ بھی دو دو ہاتھ کرنے اسفند سے بیڈ سے نیچے اتر چکی تھی۔۔

جب ایک لڑکے کی شادی ہوتی ہے تو وہ آدمی بن جاتا ہے ۔

رجا نے اسفند کو دیکھ کے ایسے کہا جیسے بہت بڑی انفارمیشن سے اسفند محروم تھا جو رجا نے اس تک پہنچاپئ--

اچھا یار یہ بات تو مجھے پتہ نہی تھی ۔اسفند نے کمال حیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے رجا کو دیکھتے ہوئے کہا ۔

ہاں تو --رجا نے بھی اس پہ احسان کرنے والے انداز پہ کہا۔

اچھا اور لڑکا شادی کے بعد آدمی کیسے بنتا ہے ؟؟

یہ سوال پوچھ کے اسفند نے جہاں اپنی مسکراہٹ چھپائ وہی معصومیت سے رجا کو دیکھا--

لڑکا آدمی جب بنتا ہے جب وہ--رجا جو اپنی ہی دھن میں بولے جارہی تھی آگے کی بات کرتے رکی

جب وہ!؟؟

اسفند نے یہ کہہ کے رجا کو دیکھا جو اپنی ہی باتوں میں الجھ کے نروس سی کھڑی تھی--

اسفند دھیرے سے رجا کے پاس آیا--

اسکو کمر سے تھام کے اسکی شہہ رگ پہ اپنے لب رکھے۔ تھوڑی دیر بعد---

دوبارہ اسکے لبوں پہ جھکا--رجا جو بت بن کے کھڑی تھی۔اسفند کی اس حرکت پہ ہوش میں آئ اور کہا--

پیچھے ہٹو دور رہو مجھ سے گندے انسان--

یہ بول کے رجا نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے ہونٹ رگڑ ڈالے--

اسفند نے ایک نظر اسے دیکھا اور کہا--

عادت ڈال لو کیونکہ یہ گندا انسان روزانہ تمہیں اس گندی سے نوازنے والا ہے اور آج ولیمہ کے بعد فرصت سے بتاؤنگا کے میں آدمی ہو کے نہی۔۔۔۔

یہ بول کے اسفند نے رجا کے دونوں گالوں کو باری باری چوما اور نیچے دائ جان سے ملنے چلاگیا

اسلام وعلیکم۔۔۔

دائ۔جان اسفند نے جوش سے دائ۔جان۔کے گلے لگ کے انہیں سلام کیا

نور جہاں بیگم جو اسفند کے رویہ سے پریشان تھی بول پڑی۔۔

تم تو راضی نہی ہورہے تھے ہمارے ہزار قسموں کے باوجود رجا سے نکاح کرنے پہ اور اب دیکھو کیسا چہرہ گلنار ہورہا ہے جیسے بہت بڑی لاٹری ہاتھ لگ گئ ہو۔

نور جہاں بیگم نے حیرانگی سے اسفند کو دیکھ کے کہا۔۔

کیونکہ جب نصرت بیگم کی کال آنے کے بعد اسفند کو دائ جان نے یہ بولا کے تمہارا نکاح بچپن میں اپنی کزن سے ہوچکا ہے --

تو اسفند ہتھے سے اکھڑ گیا تھا ---بہت مشکل سے اس نے یہ شادی کرنے کی حامی بھری تھی ۔

ارے میری سوئیٹ دائ جان اب میری دلہن اتنی بھی بری نہی کے میں اسے دیکھ کے منہ بناؤ --

اسفند کی بات پہ دائ جان نے ایک لمبی سانس لی اور کہا--

تمہیں پتہ ہے اسفند رجا تمہاری رشتہ میں کیا لگتی ہے-؟؟

کہاں دائ جان اسوقت بھی میں نے آپ سے پوچھا تھا مگر اب بات گھماگئ ۔

اسفند رجا تمہارے ماموں کی بیٹی ہے اور ناعمہ اسکی پھپھو ہیں۔۔اور رجا کی امی یعنی تمہاری ساس ۔۔تمہاری پھپھو۔۔۔۔

دائ جان کے اس انکشاف پہ اسفند چکرا کے رہ گیا اب اسے وہ لقب یاد آیا کے اسے گرین انکھوں والا مونسٹر کون بولتا تھا ۔۔

یعنی اسکی محبت اسکی بچپن کی ساتھی ہے یعنی اللہ نے بہت پہلے اسے اسکے نصیب میں لکھ دیا تھا ۔

مگر دائ جان ہم کبھی ماموں کے گھر نہی گئے؟؟ نہ مجھے انکا چہرہ یاد تھا؟؟

۔۔نہ وہ کبھی ہمارے گھر آئے کیوں نہ کبھی پھپھو گھر آئ ؟؟؟

اس سے پہلے دائ جان اسے کچھ بتاتی اسفند کے نمبر پہ مظہر کی کال آنے لگی۔۔

اسفند وہ سننے باہر گیا جب اسکی نظر سیڑھیوں سے اترتی رجا پہ پڑی۔۔

جو ریڈ کلر کے بی جیز کے سوٹ پہ ہلکے ہلکے میک اپ میں غضب ڈھا رہی تھی۔۔

اس نے بنا اسفند پہ نظر ڈالے کچن کی راہ لی--

کچن میں ناعمہ بیگم ماسی کو ناشتہ کی ہدایت دے رہی تھی--

جب رجا نے انہیں کہا -

اسلام وعلیکم پھپو--

ناعمہ بیگم-جو اپنے کام میں مصروف تھی رجا کی آواز پہ ایک دم پلٹی مگر رجا کے آخری کے الفاظ پہ وہ کسی سن کی کیفیت میں رجا تک آئ اور پوچھا--

کیا کہا تم نے مجھے رجا؟؟

ناعمہ بیگم کے پوچھنے پہ رجا دھیمے سے مسکرائ اور کہا-

پھپھو ---

یہ سن کے ناعمہ بیگم کی آنکھیں بھیگنے لگی اور انہوں نے بلا جھجک رجا کے ماتھے پہ اپنے لب رکھے۔۔

تم۔جانتی ہو ہمارا رشتہ؟؟

ناعمہ بیگم نے حیران ہو کے رجا سے پوچھا۔۔

ہاں پھپو میں سب جانتی ہو ددیی نے مجھے ماضی کے ایک ایک پنوں سے متعارف کروایا کے بس اس گرین آنکھوں والے مونسٹر کا نہی بتایا تھا۔۔

رجا کے آخری جملے پہ ناعمہ بیگم قہقہ گونجا اور انہوں نے کہا۔

پتہ ہے بچپن میں تم اسفند کے بنا کھانا تک نہی کھاتی تھی اور جب وہ باہر ملک گیا تھا پڑھنے اس وقت تو تم نے آسمان سر پہ اٹھا لیا تھا۔۔

مگر پھر آگے کی بات بولتے بولتے ناعمہ بیگم رک گئ جب رجا نے کہا۔

آپ فکر نہی۔کرے پھپھو سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔

ہمم انشاءاللہ۔۔

... اچھا تم۔ جاو اسفند کو بولا لاو ناشتہ تیار ہے

جی میں بلاتی ہو۔۔

رجا کچن سے نکل کے جانے لگی جب اسے اسفند باہر سے آتا دیکھائی دیا۔

بلیک کلر کی سادہ سی قمیض شلوار میں اسفند بلا شبہ وہ کسی کو بھی گھائل کرنے کا ہنر رکھتا تھا۔۔

رجا کو دیکھ کے وہ رکا جب رجا نے اسے ناشتہ کا بولا اور خود بی جان کے کمرے میں انہیں سلام کرنے چلی گئ۔۔

دائ جان جو باہر آنے کی تیاری کررہی تھی رجا کو کمرے میں آتا دیکھ ایک دم رکی اور مسکرا کے کہا۔۔

کسی ہو رجا؟؟

اسلام و علیکم دائ جان--

میں ٹھیک ہو آپ کیسی ہیں ؟اپ تو بلکل دددییی کی طرح لگتی ہیں--

رجا کی بات پہ دائ جان مسکرائ اور کہا۔

اب بہنیں ہیں ملیں گی تو--

بلکل جیسے ناعمہ آنٹی اور آگے کی بات کرتے کرتے رجا کی --کیونکہ دروازہ کھول کے اسفند اندر آچکا تھا--

دائ جان ناشتہ کیلیے اجائے اسفند نے ایک نظر رجا پہ ڈالی اور دوبارہ دروازہ بند کر کے چلاگیا۔

رجا نے اسفند کے جاتے ہی ایک لمبی سانس لی تو ادھر دائ جان رجا کے قریب ائ اور کہا--

-

تم گزرے ہوئے دنوں سے واقف ہو رجا؟؟

دائ جان دددیی نے مجھے ساری باتوں سے آگاہ کردیا تھا سوائے اپکے اس پوتے کے --رجا کی بات پہ دائ جان مسکرائ اور کہا -

میرا پوتا دل کا بہت اچھا ہے رجا بہت دکھ اٹھائے ہیں اس نے--

یہ بات بولتی ہوئی دائ جان تھوڑی افسردہ ہوئ جب رجا نے ان سے کہا-

خاماخای میں آپکے پوتے نے دکھ اٹھائے ہیں دائ جان اگر بچپن میں آپکے پوتے کو اپنی ماں کی پرچھائ یاد ہوتی تو آج حالات کچھ اور ہوتے --

..خیر چلے ناشتہ کرنے بہت بھوک لگی ہے

دائ جان اور رجا ایک ساتھ ناشتہ کی ٹیبل پہ آئے تو خرم صاحب اور حنا بھی اچکے تھے--

رجا نے آگے بڑھ کے خرم صاحب کو سلام کیا۔رجا کو دیکھ کے خرم صاحب کو اسمیں اپنی بہن دیکھی جو انکی انجانی خواہشات کی نظر ہوگئ۔۔

حنا بھی رجا کو کافی اچھی لگی۔۔

جبکہ رجا مسلسل اسفند کو آنکھیں دیکھا رہی تھی تاکہ وہ اسے گھورنا پسند کرے ۔

سب ناشتہ میں مصروف تھے جب اسفند نے خرم صاحب کے برابر میں رکھا جوس کا جگ مانگا۔۔

اسسے پہلے اسفند صاحب اٹھا کے دیتے ناعمہ بیگم نے جگ اٹھا کے اسفند کو دیا ۔

اسفند نے جب ناعمہ بیگم کے ہاتھ میں جوس کا جگ دیکھا تو اس کے ماتھے پہ ایک شکن آئ اور اس نے رجا سے ناشتہ کی ٹیبل پہ اٹھتے ہوئے کہا۔

رجا میری چائے میرے کمرے میں لے انا۔۔

اسفند یہ بول کے اپنے کمرے میں چلا گیا جب کے ناعمہ بیگم ایک بار پھر اپنی تزلیل پہ صبر کا گھونٹ پہ کے رہ گئ۔۔

!!!!!!!!.

رجا چائے لے کے کمرے میں آئ تو اسفند کال۔پہ۔بزی تھا۔۔
رجا کو دیکھ کے کال کٹ کی اور کہا
اپنی۔پھپھو سے زیادہ فرینک ہونے کی ضرورت نہی۔
رجا جو بیڈ پہ بیٹھنے لگی تھی اسفند کی بات پہ ایک دم کھڑے ہوکے اسفند کے روبرو آئ اور کہا۔۔

..کیوں نہ ہوفرینک اتنے سالوں بعد تو وہ مجھے ملی ہیں
اور تم۔مجھے اپنی ماں سے ہی فرینک ہونے کو منع کررہے ہو عجیب بیٹے ہو۔۔

یہ بول کے رجا نارمل انداز میں اپنی ڈریسنگ پہ رکھا سامان ٹھیک کرنے لگی جب اسفند نے اسکا ہاتھ پکڑ کے کمر پہ۔۔لے جاکے موڑا اور غصیلی آواز میں کہا۔

آج تو کہہ دیا ہے مجھے انکا بیٹا آج کے بعد اگر کہا تو دوبارہ اگلا لفظ بولنے کے قابل نہیں رہوگی

یہ بول کے اسفند نے رجا کی کلائی چھوڑی تو وہ سسک پڑی اسکی کلائی پہ اسفند کے ہاتھ کے نشان تھے ۔۔

اسفند کی لائٹ گرین آنکھیں اس وقت جنونیت کا منظر پیش کررہی تھی ۔۔اسفند نے ایک نظر اسے دیکھا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔۔!!

!!!!!!!!

زوہیب اور انعم پنڈی واپس اچکے تھے اور ساتھ میں آصف اور لبنہ بھی۔۔

ہارون صاحب نہ تو خود اپنی اکلوتی بیٹی کے ولیمہ میں آئے اور نہ انکے گھر کا کوئ فرد۔۔

انعم نے وائٹ اور پیچ کلر کی میکسی زیب تن کیے اپنی تیاری کو فائنل ٹچ دے رہی تھی جب زوہیب بلیک ڈنر سوٹ پہنے اندر ایا۔۔

یار انع۔۔۔۔۔۔۔اگے کی بات اس کے منہ میں ہی رہ گئ۔کیونکہ انعم لگ ہی اتنی حسن رہی تھی۔

زوہیب انعم کے پیچھے آ کے کھڑا ہوا تو انعم نے چوڑیاں پہنتے مصروف انداز میں کہا۔

بس ہوگئ زوہیب تیار۔۔

زوہیب نے آہستہ سے انعم کو پیٹ سے تھام کے خود سے لگایا تو انعم جو چوڑیاں پہن کے بالوں کو آخری ٹچ دے رہی تھی پل بھر رکی۔۔

زوہیب نے انعم کے کندھے پہ اپنا سر رکھا اور کہا۔۔

کسی نیکی کا صلہ ہو تم انعم میری بہت خوبصورت لگ رہی ہو اوپر سے ماں بننے کے مرحلہ سے جو تم گزر رہی ہو پہلے سے زیادہ خوبصورت لگنے لگی ہو۔۔

یہ بول کے زوہیب نے انعم کا رخ اپنا طرف موڑا تو انعم کی نظریں شرم سے جھکی تھی ۔۔

زوہیب نے انعم۔کا چہرہ دھیرے سے اوپر کیا اور اسکے لبوں پہ اپنے لب رکھ دیے۔۔

ایک عجیب سا سحر زوہیب پہ طاری ہونے لگا۔

جب انعم زوہیب سے الگ ہوا تو انعم یہ دیکھ کے حیران رہ گئ کے زوہیب کی آنکھوں میں انسو تھے ۔

زوہیب اپ رو رہے ہیں کیوں؟

انعم ایک دم پریشان ہوگئ جب زوہیب نے آگے بڑھ کے اسے سینے سے لگایا اور کہا۔۔۔

زندگی کا وہ حصہ جس میں ہر اولاد کو اپنے ماں باپ کی ضرورت ہوتی ہے اکیلا رہا ۔ کبھی سوچا نہی تھا کے کبھی تم میری زندگی میں شامل ہوگی اب دیکھو اللہ نے تمہارے ساتھ ساتھ ایک عدد خوبصورت بیٹی سے بھی نوازنے والا ہے ۔

زوہیب کی آخری بات پہ انعم ایک دم اسکے سینے سے الگ ہوئ اور کہا۔

آپ سے کس نے کہا بیٹی ہوگی مجھے تو بیٹا چاہیے۔۔

جی نہی بیٹی ہوگی۔

انعم اور زوہیب دونوں اس تکرار میں تھے جب آصف کمرے میں داخل ہوا اور کہا۔

یار چل چلو رجا کئ بار کال کرچکی ہے۔۔

آصف کے بولنے پہ ان دونوں کو بھی احساس ہوا ٹائم کا اور وہ سارے رجا اور اسفند کا ولیمہ اٹینڈ کرنے نکل۔ پڑے۔

!!!!!!!

پی سی ہوٹل آسلام آباد میں ایک پررونق ولیمہ کی تقریب جاری تھی--
پستی اور ٹی پنک کلر میں رجا آج برات والے دن سے زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی
تو ادھر اسفند بھی ڈنر سوٹ میں غضب ڈھا رہا تھا مگر رجا سے ناراض تھا اور یہ بات
رجا نے بہت محسوس کی--
اسفند کے سارے دوست آج اسکے ولیمہ میں شامل تھے--
رجا کے میکے والوں کا بھر پور استقبال کیا گیا جسمیں صرف چار لوگ ہی شامل
تھے--
زوہیب اور انعم ایک ساتھ کھڑے کافی خوبصورت لگ رہے تھے اور یہ بات اسفند
اور دائ جان نے بھی کہی۔

زوہیب اور اصف کو اسفند اپنے دوستوں ملوانے لے گیا۔۔

لبنہ رجا کیساتھ اسٹیج پہ بیٹھی تھی۔

انعم اکیلی کھڑی تھی جب کسی جانی پہچانی اوازپہ ایک دم پلٹی

جینی کو دیکھ کے جہاں انعم۔حیران ہوئ وہی ایک غصہ کی لہر انعم کے وجود میں

ڈوری جو انعم برداشت کرگئ۔۔

اوہ فائلی تو تم ایک نوکر کے لائک ہی تھی اس سے اچھا تو تم اس آدمی سے ابھی

جینی کی بات مکمل ہوتی ایک زناٹے دار تھپڑ جینی کی بولتی بند کرگیا۔۔

جینی اپنے گال پہ ہاتھ رکھے حیران نظروں سے انعم کو دیکھنے لگی۔۔

انعم ماحول سے ہٹ کے کھڑی تھی جبھی کسی نے ان دونوں کی طرف توجہ نہی

دی۔۔

تمہاری اوقات کیا ہے جو میرے شوہر کو نوکر کہو۔۔

زوہیب خان نام ہے اسکا آئندہ تمیز سے نام لینا میرے شوہر کا اور جس آدمی کا مشورہ تم مجھے دے رہی ہو تم کیوں نہ بن جاتی اسکے بستر کی زینت اسکے علاؤہ نجانے کتنے مردوں کا تم دل بہلا چکی ہو۔۔

انعم کے آخری جملے پہ جینی کا ہاتھ اٹھا اسسے پہلے انعم کے منہ پہ پڑتا زوہیب نے آکے اسکا ہاتھ پکڑا اور جھٹک کے کہا۔۔

کوشش بھی نہی کرنا کبھی ورنہ منہ دیکھانے کے قابل نہی رہوگی۔۔

یہ بول کے زوہیب نے انعم کا ہاتھ پکڑ کے وہاں سے لے گیا جب جینی نے کسی کو کال کی اور کہا۔

باس تمہاری ضروت اس وقت اسلام آباد میں معاوضہ دو اور انعم کو لے جاو۔۔

آگے سے نجانے کیا کہا گیا۔۔

جس پہ جینی نے کال کٹ کر کے دور سے انعم اور زوہیب کو مسکراتا دیکھ صرف اتنا کہا۔

اب دیکھو اس تھپڑ کا بدلہ تم سے ایسا لونگی انعم کے ساری زندگی اس تھپڑ کے نشان تمہاری روح تک پہ رہینگے۔۔۔

رات کو اسفند کمرے میں آیا تو رجا ڈوپٹہ سے بے نیاز کھڑی اپنی جیولری اتار رہی تھی۔۔

اسفند اس کے حسین سراپے کو دیکھ کے اسکے پاس آیا مگر رجا وہ اسفند کو دیکھ کے بھی انجان بن گئ۔۔

جیولری اتار کے جانے لگی تب اسفند نے اسکی کلائی تھام کے اسے اپنی طرف کھینچا۔۔

کہاں جارہی ہو ایسے اگنور کر کے؟؟؟

اگنور کرکے نہی جان بوجھ کے تمہیں نظر انداز کرکے کل دوپہر جو تم نے کیا اس کے بعد تمہیں کیا لگتا ہے میں نائٹ پہن کے تمہارا انتظار کرتی۔۔

رجا غصہ میں بول توگئ مگر پھر گھبرا کے اسفند سے اپنی کلائ چھڑوانے لگی جب اسفند نے اسے خود سے قریب کرکے کہا۔۔

ویسے ائیڈیا برا نہی۔۔اسفند نے مسکرا کے کہا۔۔

اتنا نخرے کس بات کے ہیں رجا۔۔؟

خوش نہی ہوکیا اس شادی سے۔۔۔

اسفند کے سوال پہ رجا نے اپنی کلائی چھڑواتے ہوئے کہا۔۔

اگر میں نہ بولو تو؟؟

رجا کے بولنے پہ اسفند کے چہرے پہ ایک دلفریب مسکراہٹ ائی۔۔

اس نے مزید اپنی باہنوں میں رجا کو قید کیا اور کہا ۔۔

تو پھر میں یہ بولونگا کے عادت ڈال لو قربت کی۔کیونکہ مجھے تو تم سے محبت ہوگئ اس دن سے جس دن تماری سانسوں میں اپنی سانسیں منتقل کی ۔

یہ بول کے اسفند نے رجا کے لبوں پہ اپنے لب رکھ دیے ۔۔

اسفند کے عمل میں جب جنونیت شامل ہونے لگی تو رجا کا سانس لینا مشکل ہونے لگا اسکی آنکھوں سے تیزی سے آنسو جاری ہونے لگے۔۔

اسفند رجا کی حالت پہ رحم کرکے اسکی سانسیں چھوڑی اور کہا۔

آج چھوڑ رہا ہو آئندہ تمہیں محبت ہوئ ہو یہ نہ ہوئ ہو مجھ سے اس رشتہ کو قبول کرو یہ نہ قبول۔کرو دل سے میں تماری ایک نہی سنونگا۔۔

یہ بول کے اسفند نے کپڑے چینج کرے گاڑی کی چابی اٹھا کے باہر نکل گیا۔۔

اسفند کے جاتے ہی رجا سکتے سے بیڈ پہ بیٹھی اور اپنا سر دونوں ہاتھوں میں گرا لیا مگر اس کے کانوں میں اسفند کے الفاظ گونجنے لگے ..

میں تم سے محبت کرتا ہو۔"۔"

فجر کے وقت اسفند گھر میں داخل ہوا تو رجا بیڈ پہ براجمان ہوکے آرام سے سو رہی تھی اسفند اس کے سر کے سرہانے جاکے گھٹنوں کے بل بیٹھا اور غور غور سے اسکا چہرہ دیکھنے لگا۔

اسفند کے دل میں نہ جانے کیا سمائے کے اس ے باہنوں میں آرام سے اٹھایا اور اسے واش روم میں لے گیا شاور کے نیچے لے جاکے اسنے شاور اون کردیا۔
رجا جو گہرے نیند میں تھی پانی اپنے اوپر گرنے سے ہڑبڑا کے کے اپنی آنکھیں کھولی اتنی دیر تو اسے یہ سمجھنے میں لگی کے وہ ہے کہاں دماغ زرا سا اسکا بیدار ہوا

مگر یہ دیکھ کے وہ صدمے میں چلی گئ کے وہ اس وقت اسفند کی گودھ میں تھی اور شاور کے نیچے تھے --

ایک نظر اسنے شاور کو گردن اوپر کر کے دیکھا اور پھر اسفند کو جو اسے ہی دیکھنے میں گم تھا۔

رجا نے اسفند کو دیکھ کے غصہ میں کہا۔

او سائیکو اتارا مجھے --

کسی سوئے ہوئے انسان کے ساتھ کوئ ایسا کرتا ہے--؟؟؟

رجا کے غصہ کرنے پہ اسفند نے ایک نظر اسکے بھیگے سراپے کو دیکھا جس سے جھلکتے رجا کے نشیب و فراز اسفند کا ایمان خراب کررہے تھے--

اسفند نے رجا کو نیچے اتارا جیسی ہی رجا جانے لگی اسفند نے کھینچ کے اسے دوبارہ شاور کے نیچے کیا اور کہا--

میں کرتا ہو ایسا خاص کر جب میری بیوی میرے جزبات کو جھنجھوڑ کے خود مزے سے سو رہی ہو۔۔

اسفند مجھے نیند آرہی ہے رجا نے گھبرائ ہوئ اواز میں کہا۔کیونکہ اسفند اب اسکی قمیض کے اندر سے اسکی کمر پہ ہاتھ پھر رہا تھا۔۔

اسفند جو مدہوشی سے رجا کی قمیض کی آگے کی ڈوری کھولنے لگا تھا۔

ایک دم رجا کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کیا اور گنگنایا۔۔

مجھے اپنے سرہانے پہ تھوڑی سی جگہ دے دو۔۔"

"""""مجھے نیند نہ آنے کی کوئ تو وجہ دے دو

یہ بول کے اسفند نے دھیرے سے رجا کے ہونٹوں کو چھوا اور کہا۔

جاؤ سو جاؤ رجا۔۔

یہ بول کے اسفند گھوم کے شاور کے نیچے دوبارہ کھڑا ہوگیا۔

رجا نے ایک قدم الٹا اٹھایا اور واش روم سے کچھ سوچتے ہوئے باہر اگئ۔۔

ابھی تک اسکی سمجھ میں نہیں آیا کے یہ کیسی محبت ہے اسفند کبھی جنون کبھی سکون۔۔

رجا نے خاموشی سے کپڑے بدلے اور سونے لیٹ گئ۔۔

تقریبا 20 منٹ اسفند باہر آیا تو رجا دوبارہ نیند کی وادیوں میں اتر چکی تھی۔۔

اسفند نے کپڑے بدلے اور رجا کے برابر میں آکے لیٹ گیا۔اسکی نظریں اب بھی رجا کے معصوم چہرے کا طواف کررہی تھی۔۔

رجا کے چہرے پہ آئے گیلے بالوں کی لٹ اسفند نے احتیاط سے پیچھے کی۔۔

اور دوبارہ اسکے چہرے کو تکنے لگا۔۔

ساری دنیا سے جیت کے میں آیا ہو ادھر--"

تیرے آگے ہی میں ہارا کیا تو نے کیا اثر--

میں دل کا راز کہتا ہو --

جب جب سانسیں لیتا ہو تیرا ہی نام لیتا ہو--

"""""یہ تو نے کیا کیا

اسفند کب نیند کی وادیوں میں اترا اسے خود پتہ نہی چلا--

""""""""""""

دو تین دن نہ اسفند نے رجا کو تنگ کیا نہ اس سے زیادہ بات کی--

رجا اسفند کے اس دھوپ چھاؤں کے رویہ پہ جہاں حیران تھی وہاں پریشان بھی--

آج زاہد نے اسے ڈنر پہ پہ انوائیٹ کیا تھا-

مظہر اسفند کے ولیمہ میں شامل نہی ہوسکا تھا نہ اس سے ابھی تک رجا کی ملاقات ہوئ مظہر کے خالہ کی ڈیتھ ہوگئ تھی --مظہر اور اسکی والدہ کو وہاں جانا پڑا--

زاہد نے ایک ہوٹل میں ان دونوں کو ڈنر پہ انوائیٹ کیا--
لائٹ بے بی پنک کلر کی ساڑھی میں رجا بہت حسین لگ رہی تھی--حنا تو اسکی تعریف کرتے کرتے نہی تھک رہی تھی وہی دائ جان نے بھی اسکی نظر اتاری اور ناعمہ بیگم کو رجا کسی کی یاد دلا گئ--
اسفند نے جب اسے دیکھا تو دنگ رہ گیا ایک بار پھر وہ رجا کے سحر میں جکڑنے لگا۔

زاہد اور جینی بھی رجا کو دیکھ کے کافی حیران ہوئ جبکہ رجا زاہد کی نظروں سے کافی پریشان تھی--
ڈنر کے بعد وہ لوگ واپس گھر اگئے۔

مگر اسفند اسکا آج ارادہ کچھ اور تھا رجا ساڑھی چینج کرنے جانے لگی جب اسفند نے اسکی ساڑھی کا پلو پکڑ کے اسے اپنی طرف کھینچا۔۔

اور اسے گودھ میں اٹھا کے بیڈ پہ لیٹایا۔۔رجا جو اسفند کو آج چاہ کر بھی روک نہی پارہی تھی ۔۔اسفند کی شرٹ اتارنے پہ وہ بوکھلا گئ اور کہا۔

اسفند ؟؟

اسفند جو رجا کی ساڑھی کا پلو گرا چکا تھا اب اسکا ہاتھ رجا کے بلوز پہ تھا۔۔

رجا کہ کانپتی آواز پہ اس نے رجا کو نگاہ اٹھا کے دیکھا۔۔

لائٹ گرین آنکھوں میں آج سب کچھ حاصل کرنے کا جنون تھا ۔۔رجا کو اسفند کی آنکھوں میں دیکھنا محال تھا ۔رجا نے فورا گردن جھکائی جب رجا نے نیچے گردن جھکائے ہوئے کہا۔

مجھے تھوڑا وقت چاہیے اسفند۔ ر

اسفند نے اسکے لبوں پہ اپنے لب رکھتے ہوئے کہا۔۔

کس لیے؟؟
میں ابھی اتنی جلدی اس ریلیشن کے حق میں نہی۔۔
تو تم سے تمہارا حق کون مانگ رہا ہے میں اپنا حق خود ہی وصول کررہا ہو۔۔یہ بول کے اسفند نے اسکے اوپر سے ساڑھی اتار کے سائیڈ میں رکھی۔۔
اسفند کی اس حرکت سے رجا کا جسم ہولے ہولے کانپنے لگا جسے اسفند نے اپنے مظبوط باہنوں کے حصار میں لیا۔۔
اچانک ایک زور دار پتھر اسفند کے کمرے کی کھڑکی پہ پڑا اسفند اور رجا ڈر کے ایک دم چونکے مگر اس کے بعد لگاتار تین چار پتھر کھڑکی پہ پڑے کانچ ٹوٹنے کے شور سے رجا ڈر کے اسفند کے سینے سے لگ کے رونے لگی۔۔

گھر کے تمام افراد اس شور سے اٹھ گئے۔۔

اسفند نے رجا کو کھڑا کر کے اسکے کپڑے بدلنے کو کہا اور خود شرٹ بدل کے نیچے پہنچا۔۔۔

گھر کی کھڑکیاں توڑنے والے شخص نے گاڑی ایک جھٹکے سے اگے بڑھائ اور کسی کو کال کر کے کہا۔۔

زارون صاحب آپکا کام ہوگیا۔۔

آج دو ہنسوں کے جوڑوں کا ملاپ ہو نہی سکا یہ بول کے کال کرنے والے نے قہقہ لگایا اور کال کٹ کردی۔۔

کال کٹ ہوتے ہی زارون نے راکنگ چیر پہ بیٹھ کے اپنی آنکھیں بند کی۔

اسکی آنکھوں کے سامنے رجا کا دلہن بنا سراپا ایک دم لہرایا ۔۔

ایک دم زارون نے اپنی آنکھیں کھولی ایک تلخ مسکراہٹ اس کے لبوں پہ آئی اور اس نے دھیرے سے کہا--

تم صرف میری ہو رجا صرف میری---

تیرے بارے میں نہ سوچو ایسی رات نہی ہے--"
تو توڑے میرا دل تیری اوقات نہی ہے"--

رجا کی برات والے دن خان صاحب بیہوشی کی حالت میں زارون کو گھر لے آئے تھے دو دن بیہوش رہنے کے بعد جو زارون کو ہوش آیا تو خان صاحب انکی وائف کا اسے سنبھلنا مشکل ہوگیا اس کی حالت قابل رحم تھی۔خان صاحب کی طرف تو

زارون دیکھنا بھی پسند نہی کرتا تھا۔۔پورا دن بس اپنے کمرے میں رہتا ۔۔نہ ٹھیک سے کھاتا نہ پیتا۔

اور پھر اچانک زراون کہی چلا گیا ۔ایسا نہی تھا خان صاحب کو خبر نہی تھی وہ کہاں گیا۔مگر وہ جو سمجھ رہے تھے کے زاروں نے شاید حالات سے سمجھوتا کرلیا ہے تو یہ انکی بہت بڑی بھول تھی۔۔

زاروں نے رجا کے بارے میں ایک ایک انفارمیشن نکال لی وہ شادی ہوکے کہاں گئ،کس سے ہوئ سب۔

جہاں اس نے رجا کے بارے میں ساری معلومات نکالی وہی اسفند کے بارے میں بھی ساری تفصیلی معلومات بھی اور یہ بات جان کے اسفند وہی ہے جسکے ساتھ رجا ڈھلان سے گری تھی اسکے مقصد کو اور ہوا دینے کیلیے کافی تھی۔

کافی چھان بین کے بعد زارون کو یہ بات پتہ چلی کے اسفند کی دوستوں کی لسٹ میں صرف دو لوگ ہی شامل تھے ۔مظہر اور زاہد ۔۔

اور زاہد کی لالچی فطرت کے بارے میں جان کے زارون کو اپنا پلین کامیاب ہوتا دیکھائی دیا۔کیونکہ جہاں تک مظہر کے بارے میں زارون جان پایا تو وہ بچپن سے اسفند کے ساتھ ہے اور اسکا بہنوئ بھی ہے اسکا استعمال کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔۔زاروں نے جب زاہد کو پیش کش کی تو پہلے تو وہ۔ہچکچایا مگر جب زاروں نے اسکی لالچی فطرت کے مد نظر رکھتے ہوئے اسے بھاری رقم کی پیشکش کی تو زاہد نے اپنی دوستی کو چھوڑ کے پیسوں کو چنا اور زاروں کا ساتھ دینے کی ٹھان لی۔اسفند اور رجا کی پل پل کی رپورٹ زاروں تک پہنچائ یہاں تک کے زاروں اس ہوٹل میں بھی موجود تھا ۔جہاں زاہد نے اسفند کے کو ڈنر پہ انوائیٹ کیا تھا۔

زاروں نے جب وہاں رجا کو دیکھا اتنا سجا سنورا تو ایک بار اسکو پانے کی خواہش میں اور جنیونیت آگئ اور اس نے زاہد کو کہا اسفند کے گھر وہ سب کرنے کے لیے۔۔

!!!!!!!!!!!

اسفند نے لاکھ کوشش کی مگر پتہ نہی لگا پایا کے اس دن انکے گھر پہ حملہ کرنے والا کون تھا؟؟

رجا اور اسفند کی شادی کو ایک مہینہ ہوگیا تھا۔۔دونوں میں اب بھی دوری قائم تھی۔مگر رجا اسفند کیلیے اب فیلنگ محسوس کرنے لگی تھی۔۔
اسکی ہر چیز کا دیھان رکھتی مگر اس کی قربت سے گھبراتی ۔۔
اج وہ اپنے کمرے کی تفصیلی صفائی کررہی تھی۔
اور اپنا فیورٹ گانا سی ڈی پلیر پہ۔اون کرکے اور ساتھ میں گنگنا بھی رہی تھی۔۔

مظہر آج اسفند سے ملنے آفس میں آیا اور اسکے ساتھ ہی گھر بھی اگیا۔

مظہر ہال میں سب کیساتھ بیٹھا تھا اور اسفند اپنے کمرے میں فریش ہونے گیا۔۔ دروازہ پہ ہاتھ کے کھولا تو اندر سے گانے کی آواز آنے لگی اور ساتھ میں رجا کی گنگنانے کی بھی۔۔

ساتھ چھوڑونگی نہ تیرے پیچھے اونگی۔۔"
چھین لونگی یہ خدا سے مانگ لاونگی۔۔
تیرے ساتھ نصیباں لکھوانگی۔۔
"میں تیرے بن جاونگی۔۔

رجا گنگنانے کے ساتھ صفائ کو آخری ٹچ بھی دے رہی تھی۔۔اسفند دیوار سے ٹیک لگائے فرصت سے رجا کی ساری کاروائی دیکھ رہا تھا اور ساتھ مسکرا بھی رہا تھا جبھی رجا نے صفائ مکمل کی اور جیسی ہی پلٹی تو اسفند کو خود کو تکتا پایا۔۔۔۔

ارے آپ کب ائے؟؟

رجا نے اپنے سائیڈ پہ بندھا ڈوپٹہ کھولتے ہوئے پوچھا۔۔

ابھی ابھی آیا جب تم اپنی سریلی آواز بیکھیر رہی تھی۔۔

اچھا یہ بول کے رجا نے گھوم۔کے صفائ کا کپڑا اٹھا کے بنا دیکھے زور سے جھاڑا۔۔

ساری ڈسٹ اسفند کے منہ پہ گئ۔۔

اسفند نے کھانستے ہوئے رجا سے کہا۔۔

یار رجا کبھی تو اپنی ان آنکھوں کا استعمال کرلیا کرو آگے پیچھے دیکھ لیا کرو جب کوئ کام کرتی ہو۔۔

اسفند یہ بول کے دوبارہ کھانسنے لگا۔۔رجا نے سوری کہا اور فورا پانی کا گلاس لے کے اسفند تک انے لگی مگر ہائے رجا کی قسمت وہی کپڑے پہ اسکا پاوں پڑا اور پانی

کا گلاس سیدھا اسفند کے منہ گیا۔۔اور بے ڈھرک رجا کا ہاتھ اسفند کا منہ دیکھ کے اپنے منہ پہ گیا۔

اسفند جو پانی پینے کا خواہش مند اپنے منہ پہ۔پانی پڑتا دیکھ اس نے منہ کھولے رجا کو دیکھا اور پھر رجا کے پیروں کے نیچے آلئے کپڑے کو اور غصہ میں اپنی مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔۔

رجاااااااا۔

فورا چلی جاؤ یہاں سے جب تک میں فریش نہی ہوجاتا ۔۔

افففف میں کونسا اپکو نہاتے ہوئے دیکھ رہی ہو جو چلی جاؤ یہاں سے بندہ ہے کبھی کبھی نہی دیکھتا کوئ چیز راستے میں پڑی ہوئ--

کبھی کبھی--

اسفند نے رجا کہ بات پہ ایک ایبرو آچکا اسے دیکھا اور نفی میں سر ہلاتے ہوئے فریش ہونے چلا گیا--

اسفند فریش ہوکے باہر آیا تو رجا الماری میں گھسی اپنے کپڑے نکال رہی تھی--
رجا نے کپڑے نکال کے الماری بند کری اور اسفند کو اگنور کے کرکے فریش ہونے جانے لگی جب اسکے کپڑوں کچھ پرسنل نیچے گرا
مگر وہ آنکھوں والی آندھی بنا اسے دیکھے فریش ہونے چلی گئ--

اسفند کی نظر اس پہ پڑی ۔وہ جو فریش ہو کے نیچے مظہر کے پاس بیٹھنے کا ارادہ رکھتا تھا ۔۔

اپنا ارادہ ملتوی کر کے سامنے صوفے پہ بیٹھ کے رجا کے باہر آنے کا انتظار کرنے لگا۔۔

رجا نے بھر پور شاور کے کے کپڑے پہنے کیلیے جب کپڑے اٹھائے تو اپنی مطلوبہ چیز نہ ہونے کی صورت میں زور سے اپنے سر پہ ہاتھ مارا۔اور کہا صحیح کہتے ہیں اسفند مجھے آنکھوں والی اندھی۔۔

باتھ گاؤن پہن کے پہلے رجا نے ہلکا سا دروازہ کھول کے دیکھا کے کہی اسفند تو نہی مگر اسفند اسے دیکھائ نہی دیا کیونکہ وہ صوفے پہ بیٹھا تھا۔

رجا دبے قدموں گون میں باہر آئی اور یہ دیکھ کے --اس نے پوری آنکھیں کھول کے اسفند کو دیکھا جو اسے ہی دیکھنے میں مگن تھا مگر اصل رجا کو اپنی قسمت کو صحیح مانو میں کوسنے کا دل کیا--کیونکہ اس کی مطلوبہ چیز اسکے ہاتھ میں تھی--

اسفند ہاتھ میں موجودہ چیز کو رجا کے پاس لایا جو واش روم کے گیٹ سے لگ کے کھڑی تھی۔اسفند نے قریب آکے رجا کو دیکھا جو چہرہ جھکا کے کھڑی تھی--اسفند نے اسکی مطلوبہ چیز واش روم میں ٹانگی۔اور کہا۔

ویسے کبھی کبھی تم میرا بہت فائدہ کرتی ہو اپنی آنکھوں کا استعمال نہ کرکے--

-

اور خود دھیرے دھیرے گاؤن کی ڈوری کھولنے لگا---

ہلکی سے ڈوری کھول کے اسفند نے اسکے شولڈر سے گاؤن نیچے کیہ اور وہاں اپنے لب رکھے --رجا نے اپنی آنکھیں بند کی --

اسفند نے رجا کو اور خود سے لگایا اور اسکے لبوں پہ جھک گیا۔

باہنوں میں اٹھاکے اسے بیڈ پہ لیٹایا کے ایک دم دروازہ بجا۔۔

اسفند کا دل کیا کے اپنے کانوں کے پردے بند کردے مگر مستقل دروازے کی دستک سے اسفند رجا کے اوپر سے ہٹ کے دروازہ کھولنے گیا اور رجا نے ڈور کے واش روم کی راہ لی۔۔

دروازہ کھولتے ہی حنا نے کہا۔۔

.. بھائ مظہر بولا رہے ہیں اپکو

ہاں چلو میں آہی رہا تھا۔

یہ بول کے اسفند نے گھوم کے دروازہ بند کیا اور نیچے چلا گیا۔

مظہر کو جہاں رجا بھابھی کے روپ میں اچھی لگی وہی رجا کو یہ جان کے خوشی ہوئ کے مظہر حنا کا نکاح ہوچکا ہے۔۔

ایک خوشگوار ملاقات رہی رجا کی مظہر کیساتھ۔۔

!!!!!!!!!!

زوہیب آپکا لاہور جانا ضروری ہے کیا؟؟

انعم جو زوہیب کا سامان پیک کررہی تھی روہانسی ہوکے بول پڑی۔۔

زوہیب نے انعم کے وجود کو دیکھا جو بہت آرام آرام سے چل کے زوہیب کے سارے کام کررہی تھی۔

پیار سے اسے پیچھے تھام کے خود سے لگایا اسکے دونوں گالوں پہ پیار سے اپنے لب رکھے اور اسکے پیٹ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

سوہنی جانا ضروری ہے ورنہ کبھی نہی جاتا زینب اور خالہ کو میں نے خاص ہدایت کردی ہے تین دن کی تو بات ہے میں اجاونگا۔

مگر تم نے اپنا بہت دیھان رکھنا ہے تمہیں یاد ہے نہ ڈاکٹر نے خاص ہدایت کی ہے 5 منٹ میں تمہیں دیھان کی--

زوہیب اپنی بولی جارہا تھا مگر انعم خاموشی سے نگاہ جھکا کے بیٹھی تھی--

زوہیب نے ایک نظر انعم کو دیکھا اور اس کے گھٹنوں کے پاس بیٹھ کے پکارا--

انعم-؟؟؟

زوہیب کے پکارنے پہ انعم نے نگاہ اٹھا کے اسے دیکھا تو دنگ رہ گیا۔

..انعم تو رو کیوں رہی ہو یار

زوہیب نے یہ بول کے انعم کو سینے سے لگایا اور اسے ماتھے پہ۔اپنے لب رکھے--

زوہیب میرا دل بہت گھبرا رہا ہے پتہ نہی ایسا لگ رہا ہے جیسے کچھ غلط ہونے والا ہے--

ارے میری جان اچھا اچھا سوچوں کچھ نہی ہو گا چلو اب مسکرا کے مجھے الوادع کہو۔۔

زوہیب کی بات پہ انعم مسکرائ تو مگر دل ابھی بھی اسکا خوف نے کانپ رہا تھا۔

انعم کے مسکرانے پہ زوہیب نے دھیرے سے اسکے لبوں کو چھوا اور پھر لاہور چلا ایا جہاں زوہیب کو تین دن لگنے تھے وہاں زوہیب کو ایک ہفتہ لگ گیا مگر جب وہ گھر آیا تو یہ دیکھ کے اسکی آنکھوں میں خون اتر آیا کے انعم جینی کے ساتھ ہال میں بیٹھ کے ہنس ہنس کے باتیں کرہی ہے۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے گھر میں آنے کی ۔زوہیب نے اپنا سامان وہی گیٹ پہ چھوڑا اور جینی کا ہاتھ پکڑ کے گھسیٹنے لگا۔۔

زوہیب چھوڑو اسے ۔۔

انعم کی آواز اچانک ہال میں گونجی۔۔

زوہیب نے بے یقینی سے انعم کو دیکھا اور کہا۔

یہ تم بول رہی انعم تم جانتی ہو نہ اس نے تمہارے ساتھ کیا کیا۔؟؟

ہاں جانتی ہو مگر وہ شرمندہ ہے اپنی حرکت پہ۔۔

اپنی شرمندگی یہ اپنے پاس رکھے اور تم نکلو میرے گھر سے ابھی ایسی وقت۔۔
زوہیب نے دوبارہ جینی کو جھٹکا دیا دروازے کی طرف۔۔

زوہیب اگر جینی یہاں سے جائے گی تو میں بھی چلی جاونگی۔۔

یہ یہی رہے گی آج سے ہمارے ساتھ ۔

انعم کی بات پہ زوہیب نے ایک نظر انعم کو دیکھا اور کہا۔

تمہارا دماغ خراب ہوگیا ہے میں اس گندگی کے ڈھیر کو اپنے گھر پر ہرگز نہی رکھونگا۔

اور تم۔ بڑی ڈھیٹ ہو نکلو یہاں سے زوہیب کی گرجدار اواز سن کے جینی کیساتھ ساتھ انعم بھی پل بھر کیلیے ڈری۔۔

ٹھیک ہے تو پھر میں بھی یہاں سے جاونگی اس کے ساتھ یہ بول کے انعم جانے لگی جب زوہیب نے ایک دم اسکی کلائی تھامی اور کہا۔۔

ا

انعم تم اس کی وجہ سے مجھے چھوڑ کے جاوگی؟؟

مجبور تم کررہے ہو مجھے زوہیب تم سے شادی۔ہوگئ اسکا مطلب یہ نہیں کے میں اپنا لائف اسٹائل چینج کرلو۔۔دم گھٹنے لگا ہے میرا اس ماحول سے بس ایک بار یہ بچہ

اس دنیا میں اجائے تو تھوڑا میں سکھ کا سانس لو افف باندھ کے رکھ دیا ہے اس نے مجھے--

انعم نے اتنی بیزاریت سے کہا زوہیب کی آنکھیں بھیگنے لگی--

اس نے وہی انعم کا ہاتھ چھوڑا اور نیچے بنے کمرے میں چلا گیا۔

اور جینی انعم کے ساتھ اوپر کمرے میں--

!!!!

مظہر کی والدہ کے اصرار پہ حنا کی رخصتی کی ڈیٹ رکھی گئ جو ایک مہینے بعد کی تھی--

پورا گھر شادی کی تیاریوں میں لگ گیا۔

اسفند نے بھی بھائ ہونے کا پورا حق ادا کیا--رجا بھی حنا کیساتھ کبھی کسی بازار تو کبھی کسی بازار کے چکر لگا رہی تھی

اسفند دیکھ رہا تھا کے رجا کے ہزار چکر بازار کے لگ رہے تھے مگر وہ اپنے لیے کچھ نہی لا رہی تھی۔۔

رات میں اسفند کمرے میں آیا تو رجا واش روم سے فریش ہوکے نکلی ڈھیلی شرٹ اور ڈھلے ٹروزر میں وہ کافی تھکی ہوئی لگ رہی تھی اسفند کے برابر میں آکے لیٹنے لگی جب اسفند نے اپنے ہاتھ آگے کر کے اسے اپنے ہاتھ پہ لیٹالیا۔

اسفند کی اس حرکت پہ رجا کے لب مسکرائے اور وہ پہلی بار اسفند کے سینے پہ سر رکھ کے لیٹ گئ۔۔

رجا کی اس پیش قدمی سے اسفند بہت حیران ہوا اور خوش بھی۔۔

جب اسفند نے رجا سے پوچھا۔۔

تم اتنی بار مارکیٹ گئ ہو مگر اپنے لیے کچھ نہی لائ کیوں؟؟

اسفند کے سوال پہ رجا نے گردن تھوڑی کے بل اسفند کے سینے پہ رکھی اور کہا۔۔

بڑی جلدی خیال آگیا اپکو۔؟؟

میں شادی کی ساری شاپنگ آپکے ساتھ کرونگی آپکی پسند کی۔۔

یہ بول کے رجا دوبارہ اسفند کے سینے پہ سر رکھ کے لیٹ گئ جب اسفند نے اسکے گرد دوبارہ اپنی باہنوں کا حصار کیا اور کہا۔ ۔

ایسا ہے تو کل ہی چلینگے ہم شاپنگ پہ ۔۔

ہمم رجا خالی اتنا ہی بول پائی۔

دوبارہ اسفند نے رجا کو آواز دی تو اس نے کوئ ریسپونس دیا اسفند نے جھک کے اسکا چہرہ دیکھا تو وہ سو چکی تھی۔

اسفند نے ایک نظر اسے معصوم چہرے کو دیکھا اور پھر اسکے ماتھے پہ اپنے لب رکھ کے وہ بھی نیند کی وادیوں میں اتر گیا۔۔۔

!!!!!!!

زوہیب اور انعم میں اب اکثر لڑائیاں ہونے لگی۔نہ انعم اب زوہیب کا کوئ کام کرتی تو اسے کا دیھان رکھتی ہر وقت جینی سے لگی رہتی اس دن تو حد ہوگئ جب انعم نے دوبارہ ڈرنک کو ہاتھ لگایا پہلی بار زوہیب نے اسے تھپڑ مارا مگر وہ اپنے ہوش میں نہی تھی۔۔

جینی کو آج انعم کے گھر شفٹ ہوئے پورے دس دن ہوگئے تھے اور ان دس دونوں میں انعم اور زوہیب کے درمیان کافی دوریاں آگئ تھی۔
ادھر جینی زوہیب کو دیکھ کے اپنا دل ہار بیٹھی۔
ایک دن انعم جب ڈاکٹر کے پاس گئ چیک اپ لیہ۔۔

زوہیب نے بہت کہا کے وہ ساتھ چلتا ہے مگر انعم نے صاف منع کردیا بلکہ انعم کے اس جملے سے زوہیب کی روح فنا ہونے لگی جب انعم نے کہا اس بچے کے بعد اسے زوہیب سے علیحدگی چاہیے--

زوہیب اپنے کمرے میں آرام کررہا تھا جب جینی اس کے کمرے میں داخل ہوئ--

زوہیب نے ایک غصیلی بھری نظر اس پہ ڈالی اور کہا۔

میرے کمرے سے ابھی کے ابھی دفعہ ہوجاو--

زوہیب کی کسی بات کا اثر جینی پہ نہی ہوا اس نے کمرے کا دروازہ مسکرا کے بند کیا اور زوہیب کے قریب آکے اپنے شرٹ کے آگے کے بٹن کھولنے لگی۔

زوہیب سینے پہ۔ہاتھ باندھ کے جینی کی ساری کاروائی دیکھنے لگا--

جب جینی نے کہا۔

زوہیب انعم تمہارے لائق نہی تمہیں پتہ ہے وہ ابھی کہاں ہے کس کے ساتھ ہے ؟؟-

یہ بول کے جینی نے اپنی پوکٹ میں سے موبائل۔نکال کے ایک پک زوہیب کے آگے کی جسمیں انعم اسی آدمی کیساتھ ریسٹورینٹ میں تھی جو اسکی عزت خراب کرنے والا تھا۔۔

یہ دیکھ کے زوہیب نے کرب سے اپنی آنکھیں بند کی جب جینی نے اسکا چہرہ تھاما اور کہا۔۔

میں ہو نہ زوہیب اسکو چھوڑو میں تمہاری تنہائ۔باٹونگی۔۔

بس تم میری پیاس بجھادو یہ بول کے جینی زوہیب کے لبوں پہ جھکنے لگی جب زوہیب نے بھی اسے کمر سے تھاما۔۔

!!!!!!!!!!!.

رجا اور اسفند آج شاپنگ پہ نکلے اسفند نے اسے ہر ایونٹ کے حساب سے بہترین ڈریسز دلائے تھے ۔

جیولری لے کے وہ لوگ باہر نکلے جب اسفند نے اپنی پاکٹ ٹٹولتے ہوئے کہا۔۔

اوہ رجا تم یہی ویٹ کرو میں شاید اپنی گاڑی کی چابی دکان میں ہی بھول ایا۔۔

یہ بول کے اسفند جیولری شاپ کی طرف گیا تو رجا ایس کونے میں پلر سے لگ کے کھڑی ہوگی جب کسی نے اسے پکارا۔۔

اپنی نام کی آواز پہ رجا نے پلٹ کے دیکھا تو زارون کھڑا تھا۔

دو پل کیلیے رجا اس دیکھ کے چونکی مگر بولی کچھ نہں۔۔

زارون نے ایک نظر اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا اور کہا۔

پہلے سے زیادہ حسین ہوگئ ہو۔۔مگرزیادہ دن تک تمہارے چہرے پہ یہ خوشی میں رہنے نہی دونگا بھول رہی ہو شاید میں نے تمہیں کہا تھا تم صرف میری ہو صرف میری۔۔

یہ بولتے ہوئے زارون کے چہرے پہ ایک عجیب سے وحشت تھی یہ بول۔کے زارون آگے بڑھ گیا۔۔رجا ڈری سہمی سی زارون کی پشت کو گھورنے لگی جب کسی نے اسکے کندھے پہ۔ہاتھ رکھا۔

رجا ڈر کے ایک دم پلٹی۔۔

اسفند نے جب اسکے چہرے پہ ڈر دیکھا تو پوچھا۔۔

کیا ہوا اتنی ڈری ہوئی کیوں ہو؟؟

اور یہ ادمی کون تھا۔۔؟؟

شاید اسفند زارون کی پشت دیکھ چکا تھا۔

وہ ۔۔وہ کوئی نہی شاپ کا پوچھ رہا تھا ۔۔

رجا کی جو سمجھ میں آیا اس وقت رجا ۔ے جواب دے دیا۔۔

اچھا چلو لیٹ ہوگئ کافی اسفند نے ایک گہری نظر رجا کے چہرے پہ ڈال کے کہا۔

ہاں چلو یہ بول کے اسفند اور رجا گھوم کے نیچے جانے لگے جب کے اسفند نے ایک بار پھر گھوم کے اس راستے کو دیکھا جہاں سے زارون گیا تھا۔۔

دروازہ بند کرنے کی اواز پہ زوہیب اور جینی ایک دم چونکے۔۔

جینی تم ابھی جاؤ مجھے لگتا ہے انعم آگئ ہے؟؟

تو تمہیں ڈرنے کی کیا ضرورت ہے؟؟وہ خود کونسا مخلص ہے تمہارے ساتھ ابھی دیکھا نہی تم نے پک میں کیسے اس آدمی کے ساتھ ریسٹورینٹ میں بیٹھی تھی اور بولا تمہیں ڈاکٹر کا۔۔

جینی اپنے خواہش کے پورے نا ہونے پہ اچھی خاصی بد مزہ ہوئ۔۔

ارے میری جان۔۔۔

زوہیب نے جینی کے چہرہ کو تھام کے کہا۔۔
اصل میں ابھی انعم کو کچھ کہہ نہیں سکتا وہ کسی حال سے ہےاور پھر اسکے گھر والوں کے تعلقات بھی بہت ہیں۔۔

میں نے اگر اسے کچھ کہا تو ایسا نہ ہو کے کوئ مسئلہ ہو جائے تم سمجھ رہی ہو نہ میری بات--

زوہیب کی بات سن کے جینی نے کچھ سوچتے ہوئے ہاں میں گردن ہلائ--

ہاں اگر یہ خود سے کہی چلی جائے تو کام بن سکتا ہے-؟؟
زوہیب نے جینی کے چہرے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا--

مطلب ؟؟
جینی نے نا سمجھی کے عالم میں زوہیب کو دیکھتے ہوئے کہا--

مطلب جیسے خودی کیسی کیساتھ چلی جائے تو کل کو میں کسی کو جوابدہ نہی ہونگا--

ہمممم جینی نے زوہیب کو دیکھتے ہوئے ہاں میں گردن ہلائ--

!!!!!!!!!

مایوں اور مہندی کا فنکشن شروع ہونے والا تھا--

حنا پہ توٹھ کے روپ آیا تھا ڈارک گرین اور یلو کلر کے ڈریس میں گلاب کے پھولوں کا زیور پہنے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی --

تو ادھر مظہر بھی ڈارک گرین کلر کے کرتے میں کافی خوش شکل لگ رہا تھا--

مہندی اور مایوں کی رسم ایک ساتھ رکھی گئ تھی کیونکہ نکاح ہوچکا تھا--

اسفند جو ڈارک یلو کلر کے کرتے میں اپنی لائٹ گرین آنکھوں کیساتھ وہاں نجانے کتنی لڑکیوں کا دل ڈھرکا رہا تھا-

مگر جب حنا کیساتھ آتی رجا کو دیکھا تو جیسے اسکا دل دھڑکنا بھول گیا۔۔

لائٹ گرین اورپنک اور یلو کلر کے کنٹراس کے غزارہ اور شارٹ شرٹ پہنے ہاتھوں میں بھر بھر چوڑیاں ڈالے لمبے بال بالوں کو موتیا کی پھولوں میں قید کیہ وہ پل بھر کیلیے اسفند کی دنیا رکا گئ۔۔

حنا کو مظہر کے ساتھ اسٹیج پہ بیٹھایا گیا۔
رجا حنا کو ٹھیک سے بٹھا کے اسٹیج سے نیچے اترنے لگی جب اسکے پیر میں غزارہ اٹکا اس سے پہلے وہ گرتی اسفند اپنی جان متاع کو باہنوں میں بھر چکا تھا۔۔
رجا جس نے گرتے ہی بلی کے بچے کی طرح آنکھیں بند کرلی تھی۔۔
کسی کی باہنوں میں خود کو محسوس کرکے پٹ اپنی آنکھیں کھولی تو خود کو اسفند کی باہنوں میں پایا۔

بھری محفل میں اسفند کی باہنوں میں خود کو محسوس کرکے رجا شرم سے پانی پانی ہونے لگی۔جب کے خرم اور ناعمہ ان دونوں کو دیکھ کے کچھ یاد آنے پہ دھیرے سے مسکرائے۔۔

فوٹوگرافر نے اسے پوز میں دونوں کی پک لی تو ادھر ہال میں ہوٹنگ کی آواز آنا شروع ہوگئ۔۔جب رجا نے اسفند سے کہا۔۔

اسفند نیچے اتارے کیا کررہے ہیں؟؟سب دیکھ رہے ہیں۔۔

!!!! تو دیکھنے دو

اسفند نے یہ بول کے مسکرایا تو رجا ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔۔

پلیز اتار دینا میں ناراض ہوجاونگی ۔۔

رجا نے اتنی مان سے کہا کے اسفند نے اسے فورا نیچے اتار دیا۔۔

مہندی اور مایوں کا فنکشن بہت اچھا رہا زاہد نے پل پل کی ریپورٹ زارون کو دی رجا کی کچھ پکس بھی۔۔۔۔

رات کو رجا کمرے میں آئ تو اسفند کپڑے چینج کرکے بیڈ پہ لیٹا تھا۔رجا کو آتا دیکھ اٹھ کے بیٹھ گیا۔۔
رجا نے ایک اسمائل اسے دی اور اپنے بال کھولے لگی ۔۔
جیسی ہاتھ اسکی جیولری پہ ایا۔۔اسفند نے آکے اسکا ہاتھ تھاما اور خود جیولری اتارنے لگا۔۔۔
رجا نے کوئ مزاحمت نہی کی اور خاموشی سے اسفند کو اسکا کام۔کرنے دیا۔۔
رجا چینج کرنے جانے لگی جب اسفند نے اسے باہنوں میں اٹھالیا۔۔
کیا کرہے ہے اسفند مجھے چینج کرنا ہے!؟

اسفند کے ارادے جان کے رجا نے گھبراتے ہوئے کہا۔

آج جو ہوگا وہ تو میرا حق ہے۔۔اج مجھے کوئ نہی روک سکتا بہت ہوگیا یار اتنی خوبصورت بیوی سامنے ہوتے ہوئے میں کب سے اپنے جزبات پہ مٹی ڈال رہا ہو مگر اب نہی ۔اسفند نے اتنی معصوم شکل بنا کے کہا۔۔

کے رجا کے لب خود بخود مسکرائے۔۔اسفند نے رجا کو بیڈ پہ لیٹایا۔۔

۔

ی اسفند نے اپنی شرٹ اتاری اور رجا پہ جھک کے غور سے اسکا چہرہ دیکھنے لگا۔اسکے چہرے کے ایک ایک نقوش کو اپنے لبوں سے چھونے لگا۔۔

رجا آنکھیں بند کرکے آج اسفند کے جزبات کو محسوس کررہی تھی۔۔

جب اسفند نے نے اپنے لب رجا کے چہرے سے ہٹائے۔تو رجا نے آنکھیں کھول کے اسفند کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا۔۔

رجا نے اسفند کے چہرے پہ ہاتھ رکھا اور کہا۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہیں اسفند؟؟

تمہیں مجھ سے محبت ہے رجا؟؟

اسفند کے سوال پہ رجا کے لب دھیرے سے مسکرائے اور اس نے تھوڑا سا اٹھ کے اسفند کے گالوں کو چوما اور کہا۔

یہ گرین آنکھوں والا مونسٹر آپ میری ڈھرکن بن گیا ہے۔۔

رجا کے اتنے حسین اقرار پہ اسفند کے لبوں پہ دلفریب مسکراہٹ آئ اور وہ دیوانہ وار رجا کے لبوں پہ جھک گیا۔۔

مگر کچھ یاد آنے پہ ایک دم اٹھا اور کہا۔

میں گرین انکھوں والا مونسٹر ہو؟؟

اسفند کے پوچھنے پہ رجا نے ہاں میں گردن ہلائی اور کہا۔۔

جب میں آنکھوں والی آندھی ہو تو آپ گرین آنکھوں والے مونسٹر ۔۔

رجا یہ بول کے مسکرائ تو اسفند نے بھی مسکرا کے اسکے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں جکڑے اور اسکی شہہ رگ پہ اپنے لب رکھے۔

رجا نے بھی آج اسفند کی محبت کو محسوس کیا۔

مگر جب اسکی شرٹ شولڈر سے نیچے ہوئ تو اس پہ ایک بار پھر اسفند کی قربت سے کپکپی طاری ہونے لگی۔۔

اسفند نے جب رجا کو کپکپاتا دیکھا تو اس پہ اور اپنے اوپر کمفرٹر ڈالا اور اسکے ماتھے پہ اپنے لب رکھ کے کہا۔

آج میری قربت سے ڈرو نہی میری جان بس میری محبت کو آج اپنی روح میں محسوس کرو --

یہ بول کے اسفند نے رجا کے پورے جسم کو اپنے قابو میں لے لیا۔
اسکے ہر عمل سے رجا محسوس کرسکتی تھی کے رجا اس کیلیے کیا معنے رکھتی ہے

--رجا نے بھی آج اپنا آپ اپنے شوہر کو سونپ دیا--

!!!!!

دوپہر پہ انعم کو معلوم ہوا کے زوہیب لاہور کیلیے نکل گیا ہے۔اور کب آئے گا پتہ نہی--
جینی کے منہ سے زوہیب کے جانے کا سن کے انعم نے ایک لمبی سانس خارج کی اور کہا۔

اچھا۔۔

ابھی وہ دونوں دوپہر میں کھانا کھارہے تھے جب ڈور بیل بجی۔۔

انعم نے آگے بڑھ کے دروازہ کھولا تو وہی آدمی کھڑا تھا جسکے ساتھ انعم ریسٹورنٹ میں بیٹھی تھی۔

اس آدمی کو دیکھ کے انعم کے ماتھے پہ پسینے آنے لگے اور اس نے کہا۔۔

تم یہاں اس وقت کیا کررہے ہو؟؟

میں نے اسے بولایا ہے انعم ؟؟

جینی کی آتی آواز پہ انعم نے جینی کو دیکھا اور کہا۔

مگر میں نے تم سے کہا تھا ابھی نہی جب تک یہ بچہ دنیا میں نہی اجاتا۔۔

مگر میں اب انتظار نہی کرسکتا یہ بول کے وہ آدمی آگے بڑھنے لگا۔۔ادمی کو آگے بڑھتا دیکھ انعم الٹے قدم اٹھانے لگی اس سے پہلے انعم کمرے میں بھاگتی اس کے بال اس آدمی کی مٹھی میں تھی۔۔

ادھر جینی نے کہا۔

بوس اسے آج یہاں سے لے جاؤ۔ اپنا مقصد پورا کرلو اور جب بچہ پیدا ہو جائے تو پھیک دینا اسے کوڑے کے ڈھیر پہ ۔

جینی کے الفاظ پہ پتہ نہی انعم میں اتنی ہمت کہاں سے آئ کے اسنے ایک جھٹکے سے اپنے بال چھڑوائے اور رک کے جینی کے منہ پہ ٹھپڑ مارا ۔

تمھاری ہمت کیسے ہوئے میرے بچہ کے بارے میں ایسا سوچنے کی میں تیری جان لے لونگی۔۔

یہ بول کے انعم کسی شیرنی کی طرح اس پہ لپکی مگر اسسے پہلے انعم جینی تک پہنچتی اس آدمی نے ایک بار پھر انعم کو قابو کیا ۔مگر انعم کسی مچھلی طرح اسکی باہنوں میں ٹڑپنے لگی۔۔

وہ آدمی اسے پہلے انعم پہ ہاتھ اٹھاتا کسی نے پیچھے سے اسکا ہاتھ پکڑا اور زور دار گھونسا اس کے منہ پہ مارا۔۔

جینی کے بوس نے جب اپنے منہ پہ گھونسا مارنے والے کو دیکھا تو حیران رہ گیا۔۔

کچھ ایسا ہی حال جینی کا بھی تھا کیونکہ زوہیب نے جینی کو بولا تھا کے وہ ایک ہفتہ بعد آلئے گا۔۔

زوہیب کی نظریں فورا انعم پہ گئ جو ڈوپٹہ سے بے نیاز تھی اور گردن جھکا کے کھڑی تھی۔

زوہیب نے نیچے پڑا انعم کو ڈوپٹہ اسے اچھے سے اڑایا تو اسکی آنکھیں بھیگنے لگی۔۔

زوہیب نے انعم کو صوفے پہ بیٹھایا اور کسی کو آواز دے کے بولایا۔۔

ایک پولیس آفیسر تین چار ہولدار کیساتھ گھر کے اندر داخل ہوا ۔۔

پولیس آفیسر کو دیکھ کے جینی کے باس کی سیٹی گم ہوئ اور اسنے کہا۔۔

انسپکٹر ثاقب ؟؟

ہاں میں دلاور تم نے کیا سوچا کے پنڈی میں ہوگے تو کیا میں تم تک پہنچ نہی پاونگا میں ہر بار تم اس لیہ بچ جاتے تھے کے میرے پاس تمہارے خلاف ثبوت نہیں تھا۔

مگر قسمت کا کھیل دیکھو مجھے تمہارے خلاف ثبوت بھی کہاں ملا میرے بچپن کے یار کے گھر ۔۔

یہ کہہ کے ثاقب نے مسکرا کے زوہیب کو دیکھا ا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

ثاقب نے یہ بول کے دلاور کو دیکھا جو گہری سوچ میں گم تھا۔۔

ثاقب نے کہا۔

یہی سوچ رہا ہے نہ دلاور کے مجھے کیسے پتہ تو آج یہاں آئے گا تو سن۔

جب پچھلی بار زوہیب لاہور گیا تھا تو دوسرے دن ہی اسکا کام ختم ہوگیا۔میری پوسٹنگ لاہور میں ہی تھی میں اسکی شادی میں نہیں آسکا اس لیے اسکے ساتھ دو تین دن کی چھٹی لے کے زوہیب کیساتھ اگیا۔

ہم لوگ جب گھر کے باہر رکے تو تین گاڑیاں کھڑی دیکھی۔

اور میں سمجھا کے میرے سسرال والے آئے ہیں مگر جب میں نے اندر سے انعم۔کی رونے کی آواز سنی تو مجھے معملہ کچھ گڑبڑ لگا۔۔

آگے کی بات زوہیب نے کی--

قسمت کا کھیل کہہ لو دلاور یہ پھر تمہاری بد قسمتی میں زوہیب کیساتھ جب اندر جانے لگا تو مجھے تم صوفے پہ مجھے بیٹھے ہوئے دیکھے۔

زوہیب جو جینی کو اور تمہیں دیکھ کے غصہ میں اندر بڑھ رہا تھا میرے کہنے پہ رک گیا۔

تم۔نے یہ کہہ کے بھابھی کو دھمکایا کے اگر انہوں نے تمہاری بات نہی مانی تو تو زوہیب کو لاہور میں ہی مرادوگے--

اس دھمکی سے انعم بھابھی واقع ڈر گئ اور خالی اپنے شوہر کو بچانے کیلیے ساری زندگی تمہاری راکھیل بننے کو بھی تیار ہوگئ۔

مگر شاید تجھے یقین تھا کے انعم بھابھی کہی بھاگ نہ جائے یہ پھر زوہیب کو کال کرکے سب بتا نہ دے--

اس لیے تو نے جینی کو یہاں چھوڑا۔۔

اور تم --

زوہیب اٹھ کے جینی کے پاس آیا اور زور دار تھپڑ اسکو مارا اور اسکے بالوں کو مٹھی میں جکڑا اور کہا۔

اور تم کیا سمجھی کے میرا ایمان اتنا کمزور ہے کے تیری جسی ہر بستر کی زینت بننے والی لڑکی میں انعم پہ ترجی دونگا انعم میری محبت نہی میرا سکون ہے محبت کرنے والوں کو لفظوں کی ضروت نہی ہوتی اپنی ہر بات کہنے کی انکی خاموشی بھی کافی ہوتی ہے اپنے یار کو بتانے کیلیے کے وہ کیا چاہتے ہیں۔۔

تو نے جتنا ٹاچر کرنا تھا میری بیوی کو تو نے کردیا اب تو دیکھ تیرا جیل میں کیا حال ہوگا۔

یہ بول کے زوہیب نے جینی کے بال کو چھوڑ کے اسے ثاقب کے قدموں میں دھکا دیا۔۔

میں اتنے دن سے پنڈی میں ہی تھا اور روز اپنی بیوی کو دیکھتا تھا اور ریسٹورنٹ والی پک جب تم نے لی تب بھی میں اپنی بیوی کے ساتھ سائے کی طرح تھا۔۔
ہاں بس میری یہ بیوقوف بیوی مجھے دیکھ نہی پاِئ اور آج میں جو تمہارے ساتھ ناٹک کیا کے میں جارہا ہو لاہور اس لیہ کیاتا کے تم اس دلاور کو یہاں بلاو۔۔

اور اس کو میں گرفتار کرسکو آگے کی بات ثاقب نے مکمل کی جینی اور دلاور کو گرفتار کرکے پولیس وین میں بیٹھایا اور خود دوبارہ زوہیب کے پاس آیا اس بغلگیر ہوا اور انعم کے سر پہ۔ہاتھ رکھتے ہوئے ۔
بہت کم لوگوں کو ایسی محبت ملتی ہے بھابھی اپ نے محبت کا امتحان جیسے پاس کیا ایسے کوئ نہی کرتا ہاں آپکے گھر کا ڈنر مجھے پہ ادھار رہا بہت جلد آؤنگا ان کتوں کو زرا لاہور کے جیل کا کھانا کھلا کے۔۔

ثاقب کے جانے کے بعد زوہیب دروازہ بند کرکے انعم کے پاس آیا جو رونے میں مشغول تھی۔۔

زوہیب نے اسے آرام سے باہنوں میں اٹھایا اور اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔
بیڈ پہ لیٹا کے انعم کو زوہیب دوبارہ نیچے آیا اور انعم کیلیے گرم دودھ کرکے دوبارہ اوپر آیا۔

زوہیب نے انعم کو اپنے ہاتھوں دودھ پلایا اسکا ڈوپٹہ اٹھا کے سائیڈ میں رکھا اور خود اسکے سامنے بیٹھ کے غور سے اسے دیکھنے لگا۔۔

اور پھر کہا۔

اتنی محبت کرتی ہو مجھ سے کے میری جان بچانے کی خاطر اپنی پوری زندگی جہنم بنانے والی تھی۔۔زوہیب کے بولنے پہ انعم کے رونے میں اور شدت آئ اور اس نے روتے روتے کہا

اپکو کچھ ہوجاتا تو میں تو ویسے ہی مرجاتی اتنی ہمت نہی تھی کے اکیلے اس بچہ کو پالو۔۔۔۔

اور اگر تم مجھے چھوڑ کے چلی جاتی تو میرا کیا ہوتا کبھی یہ سوچا تم نے ۔یہ بول کے زوہیب کی بھی آنکھوں سے آنسو جاری ہونے لگے۔

زوہیب کے بولنے پہ انعم زوہیب کے سینے سے لگ گئ۔

میں مجبور تھی انھوں نے جب آپکے کام کرنے کی جگہ کی۔پک دیکھائی لاہور والی تو میں ڈرگئ تھی ۔

اور میں کتنا ڈر گیا تھا جب تم۔ مجھ دور جانے کی بات کرتی تھی۔

اس لیہ اس جینی کا سہارا لینا پڑا۔ ۔

اور اسے کے لبوں کو چومنا بھی پڑا انعم نے سڑا ہوا منہ بنا کے زوہیب سے الگ ہو کے کہا۔

انعم کی بات پہ زوہیب کا قہقہ کمرے میں گونجا اور اس نے کہا۔

میری سوہنی وہ سب ڈارامہ تھا میں نے تمہیں کمرے کے دروازے سے جھانکتے ہوئے دیکھ لیا تھا اس لیے جینی کو کمر سے تھاما مگر اللہ کی قسم تمہاری چیز پہ اسکو حق نہی دیا۔

اور ہونٹ دیکھے تھے اسکے توبہ لپسٹک میں لبریز۔۔

میری سوہنی کے لبوں جیسی مٹھاس مجھے کہی نہی مل سکتی ۔۔یہ بول کے زوہیب انعم کے لبوں پہ جھک گیا۔۔

ا

تھوڑی دیر بعد الگ ہوا تو انعم پوچھا۔۔

جب تک جینی یہاں تھی ایک بار بھی خالہ اور زینب نہی آئی انہیں آپ نے منع کیا تھا۔۔

ہاں انعم کیونکہ زنیب کی زندگی بھی داؤ پہ لگ جاتی اگر جینی زینب کو دیکھ لیتی ۔۔

ہمم انعم یہ بول کے چپ ہوئ جب زوہیب نے اپنی شرٹ اتارتے ہوئے کہا ۔

بس اب چھوڑو یہ باتیں پتہ ہے کب سے میں نے اپنے بیوی کو پیار نہی کیا

۔زوہیب کے بولنے پہ۔انعم نے شرما کے کہا۔۔

اچھا جی کب سے۔؟؟

جب سے اس جینی کے لبوں کو دیکھا ویسے انعم اتنے برے بھی نہی تھے اس کے لب ۔۔

زوہیب نے انعم پہ جھک کے اپنی شرارتی مسکراہٹ چھپا کے کہا۔۔

انعم نے ایک زور دار مکا اس کے سینے پہ مارا اور کہا ۔۔

ہاں تو چلے جائے نہ اس کے لب چومنے لاہور۔۔۔

انعم یہ کے کہنے کی دیر تھی کے زوہیب نے اسکے لبوں پہ اپنے لبوں کی مہر لگادی اور انعم جو ناراض ہوکے زوہیب کو خود سے دور کررہی تھی تھک ہار زوہیب کی بڑتی ہوئ جسارتوں کے آگے اسکی ساری مزاحمت دم توڑ گئ۔۔

حنا کی شادی خیرو عافیت سے نمٹ گئ۔۔ حنا کی شادی کے بعد خرم صاحب ،دائ جان اور ناعمہ بیگم نے حج کرنے کا سوچا۔۔

پاسپورٹ وغیرہ میں انھیں ٹائم لگا اوروہ لوگ حج کیلیے نکل گئے پورے دو مہینے اسٹے تھا انکا سعودیہ عرب میں ۔۔

رجا نے گھر کی زمیداری سنبھالی اور اسفند نے آفس کی۔۔

زارون جس موقع کی تلاش میں تھا اسے وہ بہت جلد ملنے والا تھا۔۔

رجا کھانے پکا کے اپنے روم میں فریش ہونے گئ جب اس کے نمبر پہ اسفند کی کال آنے لگی۔

رجا نے کال اٹھائ اور کہا۔۔

ہیلو اسلام وعلیکم۔۔

آگے سے اسفند نے بہت پیار سے کہا۔

وعلیکم اسلام میری آنکھوں والی آندھی کیا کرہی تھی۔۔؟؟

اسفند کی بات سن کے رجا نے سڑا ہوا منہ بنایا اور کہا۔۔

کچھ نہی میرے گرین آنکھوں والے مونسٹر فریش ہونے جارہی تھی۔۔

ہائے میں بھی آجاؤ ابھی دونوں ساتھ میں فریش ہونگے۔۔۔اسفند نے بھر پور رومینٹک انداز میں رجا کو آفر کی۔۔

جی نہی مجھے آج ہی فریش ہونا ہے پورا دن نہی لگانا باتھ روم میں۔۔

اسفند کے بولنے پہ رجا کو دو دن پہلے کا واقع یاد آگیا جب وہ فریش ہونے گئ اور بد قسمتی سے دروازہ بند کرنا بھول گی۔۔

جہاں اسفند صاحب بھی واش روم میں رجا کے ساتھ نہانے گھسے وہی انکے اندر کا رومینٹک مونسٹر بھی جاگ گیا اور اسفند صاحب نے تین چار گھنٹے واش روم میں رجا کیساتھ گزارے۔۔

ہائے بڑی ہی ظالم بیوی ہو میری--

اچھا سنو رات میں تیار رہنا ہم ڈنر پہ چلینگے اور پھر لونگ ڈرائیو پہ--

اسفند نے پیار سے رجا کے آگے اپنی خواہش رکھی جس پہ رجا نے کہا۔

مگر اسفند میں کھانا بنا چکی اسکا کیا ہوگا؟

وہ کل کھالینگے----اسفند نے پیار سے کہا---

چلے ٹھیک میں ویٹ کرونگی آپکا اوکے ۔

اوکے میری آنکھوں والی آندھی یہ بول کے اسفند کھٹاک سے کال کٹ کردی کیونکہ

وہ جانتا تھا رجا آگے سے کیا بولنے والی ہے۔

اسفند کال کٹ کر کے دوبارہ اپنے کام میں لگ گیا اور زاہد جو اسفند کے آفس آیا تھا اسے ریس کا بتانے جو دو ہفتے بعد ہونے تھی اسفند کا آج کا پلین سن کے اس نے زارون کو کال کی۔۔

اسفند افس سے جلدی نکل کے روڈ کراس کر کے اپنی کار کے پاس جانے لگا جب ایک تیزی رفتار کار اسے ہٹ کر کے نکل گئ یہ سب اتنی جلدی ہوا کے اسفند کو سمجھ میں ہی نہی ایا۔۔

اسفند اپنا سر پکڑ کے اس سے پہلے گرتا کیسی نے اسے تھام لیا۔۔

اسفند نے بند آنکھوں سے اسے دیکھا اور پھر بیہوش ہوگیا۔

اسفند کے بیہوش وجود کو دیکھ کے زارون کے لبوں پہ شیطانی مسکراہٹ ائ۔۔وہاں کھڑے لوگوں کی مدد زارون نے اسفند کو گاڑی میں ڈالا اور ہسپتال لے کے پہنچا۔۔

رجا نے بلیک کلر کا سوٹ زیب تن کیا کانوں میں سلور کلر کی بالیاں ڈالی اور لبوں پہ ریڈ لپسٹک لگائے وہ اسفند کا ویٹ کرنے لگی جبھی گاڑی کا ہارن بجا --

رجا نے اپنی تیاری کو فائنل ٹچ دیا اور نیچے گئ۔

مگر اسفند کے سر پہ پٹی بندھی دیکھ کے رجا کے صحیح مانو میں اوسان خطا ہوگئے--

مگر اصل اسکے پیروں کے نیچے سے زمین تب نکلی جب اس نے اسفند کو لاتے ہوئے شخص کو دیکھا--

رجا تیزی سے اسفند کے پاس پہنچی اور کہا۔

یہ چوٹ کیسے لگی اسفند ؟"

اپ ٹھیک تو ہیں؟؟

رجا نے بے چینی سے اسفند سے پوچھا --

اسفند نے مسکرا کے کہا۔۔

ہاں یار ٹھیک ہو معمولی سی چوٹ ہے روڈ کراس کرتے ہوئے کوئ گاڑی ہٹ کرگئ۔مگر زارون نے بروقت مجھے ہسپتال پہنچا دیا۔

اسفند زارون کے بارے میں بات کررہا تھا اور زارون کی نظر رجا کے سجے ہوئے سراپے پہ تھی۔۔

رجا بھی زارون کو خونخوار نظروں سے دیکھنے لگی۔۔۔

تم دونوں ایک دوسرے کا جانتے ہو؟؟

اسفند نے جب زارون اور رجا کو ایک دوسرے کو تکتا پایا تو پوچھ بیٹھا۔۔

ہاں میں رجا ابھی زارون بولتا رجا بول پڑی ۔

ہاں زارون اور میں ایک ہی یونی میں تھے اور کلاس فیلو تھے اور۔؟؟

اور اسفند نے پھر کہا۔۔

..اور بہت اچھے دوست بھی تھے

دوست تھے مطلب؟؟

اسفند ۔ے نا سمجھی سے زارون کو دیکھا۔۔

تھے مطلب تم اڑا کے لے گئے نہ ہماری دوست کو تو اب یہ دوست نہی مسسز

اسفند ہے۔۔

زارون کی بات پہ اسفند ہنسا اس سے پہلے اسفند کچھ کہتا اسکے نمبر پہ کال آنے لگی۔

جیسے سننے اسفند ان دونوں کا اکیلا چھوڑ کے کال سننے گیا۔

جب رجا نے غصہ میں دانت پیستے ہوئے کہا۔

یہاں کیا کر رہے ہو زارون کیا چاہتے ہو؟؟

کیوں میرا گھر برباد کر رہے ہو؟؟

میں تو بس تمہیں چاہتا ہو رجا بات مان لو میری قسم سے بہت دور لے جاونگا تمہیں۔۔

ابھی رجا کچھ بولتی کے اسفند نے آکے زارون کے کندھے پہ۔ہاتھ رکھ کے کہا۔۔

کس کو دور لیجانے کی بات ہورہی ہے بھئی؟؟؟

ارے میں بول رہا تھا پرسوں میری برتھ ڈے ہے آجانا اسفند کیساتھ۔۔
تو منع کررہی ہے آپکی بیگم۔۔

یہ بول کے زارون نے رجا کی طرف دیکھا جو اسفند کی طرف دیکھ رہی تھی ۔رجا نے جیسی ہی کچھ کہنا چاہا۔۔

اسفند بول پڑا ارے یار ضرور آئینگے تم نے آج میری جان بچا کے جو مجھ پہ احسان کیا ہے وہ کوئ چھوٹی بات نہی ہم ضرور ائئگے۔۔

شکریہ یار بہت بہت اور یہ احسان کا لفظ استعمال مت کرو تمہاری جان بچانے کیلیے اللہ نے مجھے بھیجا تھا۔

اور دوستی میں احسان جتایا نہی جاتا یہ بول کے زارون نے اسفند کی طرف ہاتھ بڑھایا جو اسفند نے مسکرا کے تھام لیا۔۔

زارون کے جانے بعد اسفند اور رجا نے کھانا کھایا کھانے کے بعد اسفند کچن سمیٹنے لگی اور اسفند کیلیے دودھ اور میڈیسن لے کے کمرے میں آئ تو اسفند دائ جان سے بات کررہا تھا --

رجا خاموشی سے اسفند کے برابر میں جاکے بیٹھ گئ--

اسفند بات کرتے ہوئے رجا کا چہرہ غور سے دیکھ رہا تھا جہاں کچھ پریشانی رقم تھی--

اسفند نے رجا کو کھینچ کے اپنے اوپر گرایا اور اسکے ماتھے پہ اپنے لب رکھتے ہوئے کہا--

"کیا بات ہے کیوں پریشان ہے میری جان"

اسفند کے پوچھنے پہ رجا اسفند کے سینے پہ۔ سر رکھ کے لیٹ گئ اور کہا ۔

اگر اپکو کچھ ہوجاتا تو اسفند میرا کیا ہوتا؟؟

رجا کے سوال پہ اسفند نے مسکرا کے رجا کے ماتھے پہ اپنے لب دوبارہ رکھے اور کہا۔۔

میں ٹھیک ہو رجا تم پریشان نہی ہو ۔۔

یہ بول کے اسفند نے رجا کے بالوں میں اپنی انگلیاں چلائ تو رجا نے اپنی آنکھیں بند کرلی مگر اسکا دل نجانے کیوں انجانے خدشات سے ڈر رہا تھا ۔ زارون کا اسکے گھر آنا اسفند کی جان بچانا اس دن مال میں اس سے ٹکرانا اتفاق نہیں تھا۔۔

یہ سوچتے ہوئے رجا کی آنکھ کب لگی اسے پتہ نہی چلا۔۔

!!!!!!!!!

پارٹی اپنے عروج پہ تھی جب رجا اور اسفند نے اینٹری دی۔۔

ڈارک گرین کلر کی ساڑھی میں رجا کا سراپا دیکھ کے ایک بار پھر زارون اپنے ہوش کھونے لگا ادھر بلیک ڈنر سوٹ میں اسفند بھی سب کو مات دے رہا تھا۔۔

زارون نے اشارہ کرکے اسفند کے اپنے پاس بلایا اور کچھ دوستوں سے ملاوایا تو ادھر رجا جو اکیلی کھڑی اسفند کو دیکھ رہی تھی پیچھے سے کسی کے پکارنے پہ ایک دم پلٹی زارون نے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا اور کہا

بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔۔

رجا نے ایک نظر اسفند کو دیکھا جو باتوں میں مگن تھا اور پھر زارون کی طرف مڑی اور کہا۔۔

تم کیوں میری زندگی برباد کرنا چاہتے ہو۔۔

میں اسفند کیساتھ بہت خوش ہو اس سے محبت کرتی ہو پلیز زارون اللہ کا واسطہ ہے تمہیں میری زندگی سے دور چلی جاو۔۔

رجا یہ بول کے چپ ہوئ جب ہارون نے اسکا ہاتھ تھاما اور سناٹے والی جگہ پہ لیجاکے ہاتھ چھوڑا اور کہا۔۔۔

اور میری محبت تمہیں دیکھائی نہی دی رجا میں تم سے کتنی محبت کی ہے اسکا تمہیں باخوبی اندازہ ہے کتنا تم نے مجھے دھتکارا ہے مگر میں نے ہمیشہ محبت کا پیغام بھیجا

-

اور یہ اسفند جیسے ابھی چند مہینے ہی ہوئے تمہاری زندگی میں شامل ہوئے اس سے تمہیں محبت ہوگئ واہ کیا لوجک ہے۔یہ بول کے زارون نے غصہ میں رجا کو گھورا۔۔

رجا نے بھی غصہ میں جواب دیا ۔۔

وہ شوہر ہے میرا اس سے محبت ہونا ایک فطری عمل ہے اور میں کبھی تمہیں دھتکارا نہی بلکہ یہی کہا کے مجھے تم سے محبت نہی محبت میں زبردستی نہی چلتی زارون ۔۔

یہ بول کے رجا جانے لگی جب زارون نے پیچھے سے رجا کو کہا۔۔

دیکھتے تمہارے اسفند کو تم سے کتنی محبت ہے ؟؟

یہ بول کے زارون اسکے پاس سے نکل گیا۔

رجا اندر آئ تو اسفند ادھر ادھر اسے ہی تلاش کررہا تھا

رجا نے پیچھے سے جا کے اسفند کے کندھے پہ۔ہاتھ رکھا تو وہ ایک دم پلٹا اور رجا کو دیکھ کے کہا۔۔

کہاں چلی گئ تھی یار؟

واش روم گئ تھی۔۔

ابھی وہ دونوں ایک ساتھ کھڑے تھے جب ڈی جی نے سانگ پلے کیا اور سارے کپل ڈانس فلور پہ اگئے۔۔

ہاتھوں سے لکیرے یہی کہتی ہیں --"
کے زندگی ہے جو میری تجھی میں اب رہتی ہے--

گانا سن کے اسفند نے رجا کے آگے ہاتھ کیا رجا نے مسکرا کے اسفند کا ہاتھ تھاما اسفند نے ایک ہاتھ رجا کی کمر پہ رکھ کے اسے خود سے لگایا اور دوسرے سے اسے گول گول گھمایا--

لبوں پہ لکھی ہے میرے دل کی خواہش --"
لفظوں سے کیسے میں بتاو----"„

اسفند نے رجا کو جھکا کے اسکے ماتھے پہ اپنے لب رکھے اور پھر دوبارہ گول گول گھمایا---

دور کھڑا زارون جو بہت ضبط سے یہ ڈانس دیکھ رہا تھا اتر کے اسفند اور رجا کے پاس آیا اور اسفند سے رجا کیساتھ ڈانس کرنے کی خواہش کی۔۔

اسفند نے یہ سوچ کے رجا کا ہاتھ زارون کے ہاتھ میں دیا کے دونوں یونی فرینڈ ہے۔۔

زارون نے رجا کے کمر پہ ہاتھ رکا ایک ہاتھ سے اسکا دوسرا ہاتھ تھاما زارون کی آنکھوں اس وقت جو جنون تھا رجا کو خوف آنے لگا۔۔اسفند تھوڑے فاصلہ پہ کھڑا ہوکے ان دونوں کو دیکھنے لگا۔۔

ایک تجھے ہی پانے کی خاطر۔۔"

سب سے جدا میں ہوجاو۔۔

عشق جو زرا زرا سا بڑھ گیا رے رے--

تیرا فطور جب سے چڑھ گیا رے رے رے-

گانو کے بولوں پہ زارون نے ایک بار پھر رجا کو تھامنا چاہا مگر رجا نے بہت آرام سے خود کو زارون سے الگ کیا اور اسفند کے پاس جا کے اسکے ہاتھ اپنی کمر پہ رکھ کے اسکے سینے پہ سر رکھا اور کہا--

عشق جو زرا سا تھا وہ بڑھ گیا رے --"

تیرا فطور جب سے چڑھ گیا رے--

رجا نے مسکرا کے گانا گایا تو اسفند کے بھی لب مسکرا اٹھے ۔

!!!!!!!!!!

زارون اب کسی نہ کسی بہانے سے اسفند کو یہ تو کال کرتا یہ اسکے ساتھ وقت گزارتا--

مظہر نے بھی یہ بات کافی نوٹ کی کے اب اسفند زیادہ تر زارون کیساتھ ہی رہتا--

ایک دن رجا فریش ہوکے باہر نکلی جب ماسی نے اسے بتایا کے صاحب سے ملنے کوئ آیا ہے--

رجا سمجھی شاید مظہر ہوگا اس نے ماسی سے کہا--

اندر بھیج دے انہیں--

اندر آتے زاہد کو دیکھ کے رجا نے فورا اپنا ڈوپٹہ صحیح کیا۔

اسلام وعلیکم بھابھی میں یہاں سے گزر رہا تھا تو سوچا اسفند سے ملتا چلو کال نہی اٹھا رہا میری--

وعلیکم اسلام اسفند تو آفس میں ہے-
اور انکے موبائل شاید چارج نہی ہو--

اوہ اچھا بھابھی زرا ایک کپ کافی ملے گی--زاہد کے بولنے پہ رجا کافی بنانے کچن میں گئ وہ کافی بنارہی تھی جب اپنے پیچھے کسی کی موجودگی محسوس کرکے وہ پلٹی--زاہد کو اپنے اتنا قریب دیکھ کے دو منٹ کے لیہ رجا ڈری مگر پھر سنبھل کے کہا

-اپ کچن میں کیوں آگئے میں لا رہی تھی کافی--

رجا کے بولنے پہ زاہد نے مسکرا کے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا ایک شیطانیت رجا کو زاہد کی آنکھوں میں دیکھی--

زاہد نے ایک نظر اسے دیکھا اور باہر چلا گیا--

رجا کافی لے کے باہر آئ تو اسے زاہد کہی نہی دیکھا--

ایسا پھر ہر دوسرے تیسرے دن ہونے لگا--

رجا نے یہ بات اسفند کو بتانے کا سوچا--

رات میں اسفند کھانے کھانے لگا جب رجا نے اسے زاہد کی آمد کا بتایا اسکو صاف بولا کے اپنے ے دوست کو بولا کر کے جب آپ گھر پہ ہوا کرے تب آیا کرے--

رجا کی بات سن کے اسفند وقتی طور پہ خاموش ہوگیا

ہر بار کی طرح ریس اسفند نے جیتی مگر پیسے اس نے اس بار زاہد کو نہی دیے بلکے رجا کیلیے گفٹ لینے کا سوچا۔۔

زاہد جو پہلے ہی ریس کے پیسے نہ ملنے پہ غصہ میں تھا اسفند کے پوچھنے پہ کے وہ اسکی غیر موجودگی میں گھر گیا تھا ہتھے سے اکھڑ گیا۔۔اور کہا۔

اور بھئ مجھے جانے کا شوق نہی یہ تو مظہر لے جاتا ہے ہر دوسرے تیسرے دن مجھے خود تو گھنٹوں گھر کے اندر رہتا ہے مجھے گاڑی میں بیٹھا کے رکھتا ہے۔ابھی بھی شاید تمہارے گھر میں ہے جبھی نہی ایا۔۔

زاہد یہ بول کے مڑا تو اسکے لبوں پہ ایک شیطانی مسکرائٹ تھی۔۔

اسفند نے فلحال رجا کیلیے گفٹ لینے کا ارادہ ترک کیا اور گھر پہنچا۔

اور یہ دیکھ کے حیران رہ گیا کے مظہر اس کے گھر میں بیٹھا تھا اور رجا اس کے ساتھ کسی بات پہ قہقہ لگا رہی ہے--

اسفند کو آتا دیکھ مظہر اسفند کے گلے ملا اور کہا۔

یار کیسی رہی ریس تیری؟؟؟

ہاں ٹھیک رہی تو آیا نہی آج ریس پہ--اسفند نے گہری نظروں سے مظہر کو دیکھ کے پوچھا--

ارے یار ٹائم نہی ملا ابھی بھی آگے کی بات مظہر نے بولنی چاہی جب رجا چائے لے آئ اور بات درمیان میں ادھورہ رہ گئ--

کچھ دنوں بعد---

مظہر کہاں ہے تو اس وقت ؟؟

اسفند کے کال پک کرنے پہ اسفند نے مظہر سے پوچھا۔۔

یار میں ابھی زرا کام سے آیا ہو بعد میں بات کرتا ہو تجھ سے یہ بول کے مظہر نے کال کردی۔۔

اسفند نے گھر جانے کا ارادہ کر کے اپنی گاڑی اسٹارٹ کردی مگر اصل اسے دھچکا جب لگا جب اس نے رجا کو مظہر کیساتھ گاڑی میں دیکھا دونوں بہت خوش تھے۔۔
اسفند نے رجا کو کال کی مگر رجا نے کال یس نہی کی بلکے کاٹ دی۔۔۔

اسفند گھر پہنچا تو رجا گھر پہ نہی تھی ۔وہ خاموشی سے رجا کا انتظار کرنے لگا جب کے رجا بہت بہت خوش کمرے میں داخل ہوئ مگر اسفند کو دیکھ کے ٹھٹکی اور کہا۔۔

ارے آپ کب آئے آفس سے؟؟

اسفند۔نے آنکھیں بند کرے کرے رجا کو جواب دیا۔۔
بہت پہلے آگیا تھا۔۔ تم۔کہاں تھی؟؟

رجا نے ایک نظر اسفند کو دیکھا اور کہا۔
میں یہی قریب کی مارکیٹ میں گئ تھی۔۔

اچھا اکیلی گئ تھی۔۔؟؟
رجا نے ایک نظر اسفند کو دیکھا اور کہا۔۔

ہاں اکیلی گئ تھی ۔۔

رجا کے جواب پہ اسفند کے آنکھیں حیرت سے کھل گئ مگر اس نے بولا کچھ نہی۔۔

رجا کے پرس میں رکھا موبائل کی بیپ سنائ دی رجا واش روم میں تھی اس لیہ اسفند نے موبائل نکالا تومظھر کے نمبر سے ٹیکس تھا۔۔

اسفند نے ٹیکس اون کیا تو اس پہ لکھا تھا۔۔

رجا اسفند کو شک تو نہی ہوا کچھ پوچھا تو نہی تم کہاں تھی کال نہی اٹھائ تھی نہ تم۔نے اس کی؟؟

اسفند کو جھٹکے پہ جھٹکے لگ رہے تھے اس نے خاموشی سے ٹیکس ڈیلیٹ کیا اور لائٹ بند کر کے سوگیا۔۔

اب جب بھی اسفند رجا کے نمبر پہ کال کرتا یہ تو وہ بزی ہوتا یہ وہ بزی کردیتی

۔ادھر اسفند کا بھی یہی حال تھا ۔۔ کتنی بار اسفند گھر پہنچا تو مظہر کو پایا۔۔

ادھر زاروں نے بھی مرچ مسالا لگا کے مظہر اور رجا کو ایک ساتھ مال میں دیکھا ایسی کئ کہانی زارون نے اسفند کے دماغ میں بھرنا شروع کردی۔۔

اور تو اور زارون نے اسفند کے سامنے جان بوجھ کے رجا کا وہ نمبر ملایا جو بند تھا بظاہر یہ دیکھایا کے وہ رجا سے بات کرتا ہے۔۔

اور کئ ٹیکس جان بوجھ کے رجا کی بند سم سے اپنے نمبر پہ فورو ڈ کیے نام رجا کا سیو تھا مگر اسفند جسکے دماغ میں شک کا بیج پنپ چکا تھا اس نے ایک بار بھی یہ نہی سوچا کے میں چیک کرو یہ رجا کا نمبر ہے ۔

ایک ہفتہ سے یہ کہانی چل رہی تھی --زارون نے جیسے تیسے کرکے رجا کا اصل نمبر اسفند کے موبائل سے نکال-لیا-

اب اسے انتظار تھا تو صرف اپنے پلین کے آخری دن کا اور وہ دن آن پہنچا-

حنا اور مظہر اسفند کے گھر پہنچے --

ارے مظہر لگتا ہے بھابھی ابھی تک اپنے کمرے میں ہیں اپ-اوپر جاکے بھابھی کو بلالائے میں کچن دیکھتی ہو--

مظہر رجا کے کمرے میں پہنچا تو وہ تیار ہوکے نکل ہی رہی تھی ایک دم اسکا پاوں ڈوپٹہ میں اٹکا اس سے پہلے رجا گرتی مظہر نے اسے کمر سے تھام لیا اور رجا کا ڈوپٹہ نیچے گرگیا--

ابھی وہ دونوں سنبھالتے کے اسفند نے کمرے میں قدم رکھا مگر سامنے کا نظارا دیکھ کے جہاں اسکی انکھوں میں خون اترا وہی مظہر اور رجا الگ ہوئے اور مظہر نے ڈوپٹہ اٹھا کے رجا کو دیا۔

مگر اب بہت دیر ہوچکی تھی۔اسفند نے آگے بڑھ کے ایک زناٹے دار تھپڑ رجا کے منہ پہ دے مارا۔۔

..تمہیں عزت راس نہی بیغیرت بے حیا عورت
نکلی نہ اپنی پھپو جیسی ۔۔
سچ کہا ہے کیسی نے پھپو بھتیجی ایک زات اسکا بھی ایک مرد سے گزرا نہی ہوا تمہارا بھی نہی ہوا۔۔۔۔

اسفند نے رجا کے بالوں کو مٹھی میں جکڑا ہوا تھا غصہ میں وہ نجانے کن کن الفاظوں سے رجا کو نواز رہا تھا۔۔

اسفند یہ کیا بولے جا رہے ہیں اتنی بڑا الزام مت لگائے مجھ پہ میں نے صرف آپ سے محبت کی ہے یقین کرے میرا میرا پاؤں سلپ ہوگیا تھا۔۔۔۔

اسفند رجا ٹھیک بول رہی ہے تو بات تو سن یار ۔۔ مظہر نے بھی رجا کی حمایت لینی چاہی جب اسفند نے رجا کو چھوڑ کے مظہر کا گریبان پکڑا اور کہا۔۔

تو دوست کے نام پہ میری ہی کمر پہ چھورا گھونپ رہا تھا۔۔۔
مظہر نے ایک جھٹکے سے اسفند سے اپنا گریبان چھڑوایا اور کہا۔۔

کیا بکواس کرہا ہے تو تیرا دماغ تو ٹھکانے پہ ہے ---

مظہر نے غصہ میں چیخ کے کہا--

اسفند نے ایک جھٹکے سے اسے اپنے کمرے سے باہر نکالا اور رجا کی طرف مڑا مگر اپنی پینٹ میں بندھی بیلٹ نکالنا نہی بھولا--

رجا اسفند کے ہاتھ میں بیلٹ دیکھ کے کافی ڈر گئ اور کہنے لگی--

ا،سس ف--ند میں سچ ابھی رجا کے الفاظ منہ میں ہی تھے جب رجا کے درد ناک چیخ نکلی مظہر نے جب اسفند کے ہاتھ میں بیلٹ دیکھی تو تیزی سے نیچے گیا--

اسفند نے رجا کو لگاتار بیلٹ سے مارا اور بالوں سے گھسیٹا ہوا نیچے لے گیا--

مظہر نے جا کے حنا کو ساری صورتحال بتائ اس سے پہلے وہ تیزی سے اوپر جاتی اسفند رجا کو بالوں سے گھسیٹا ہوا نیچے لا چکا تھا۔۔

اسفند نے رجا کو ایک جھٹکے سے چھوڑا جب حنا نے چیخ کے کہا۔۔

بھائ کیا کررہے ہیں آپ ؟؟
حنا کی آواز پہ اسفند پلٹا حنا کو دیکھ کے پل بھر کیلیے حیران ہوا اور کہا۔۔

او آؤ صحیح وقت پہ آئ ہو تم دیکھو کیسے تمہارا بیغیرت شوہر اور میری بیغرت بیوی آپس میں رنگلیاں منا رہے ہیں۔

بھائ کیا بکواس کررہے ہیں آپ ہوش میں تو ہییں۔۔

حنا حلق کے بل چلائ--

اسفند کی بات سن کے رجا سکتے کی حالت میں نیچے بیٹھی چلی گئ وہی مظہر کی انکھوں سے بھی انسو جاری تھے--

اس سے پہلے اسفند رجا پہ دوبارہ ہاتھ چھوڑتا خرم صاحب کی آواز ہال میں گونجی--

اسفند خبردار جو اب رجا کو ہاتھ لگایا--

خرم صاحب کی آواز سن کے اسفند ایک دم چونکا ساتھ میں دائ جان اور ناعمہ بیگم کو بھی دیکھ کے حیران ہوا--

کیونکہ وہ لوگ ایک ہفتہ بعد آنے والے تھے--

آیئے آیئے آپ پاپا دیکھے ہم دونوں کی قسمت بھی ایک جیسی ہے جیسے آپکی بیوی کا ایک مرد سے گزارا نہی میری بیوی کا بھی--

میری ماں اور بیوی میں کوئ فرق نہی دونوں ہی بدچلن ابھی اسفند کی بات منہ میں ہی تھی کے خرم صاحب کا زناٹے دار تھپڑ اسفند کی بولتی بند کرگیا اس سے پہلے اسفند ایک تھپڑ سے سنبھالتا لگاتار دو تین تھپڑ خرم صاحب نے اسے مارے اور اسکا گریبان پکڑ کے کہا--

میری بیوی تمہاری ماں نہی خالہ ہے ماں جب بنی جب مجھ سے تمہاری ماں کے مرنے کے بعد نکاح کیا تم نے اس کی۔کوکھ سے جنم نہی لیا۔

یہ تمہاری ماں کی جڑواں بہن ہے سنا تم نے تماری سگی ماں نہی ہے--

خرم صاحب کے انکشاف پہ وہاں کھڑی دائ جان نے جہاں دیوار کا سہارا لیا وہی اسفند نے بے یقینی کی حالت میں ناعمہ بیگم جو دیکھا۔۔

ناعمہ بیگم گردن جھکا کے کھڑی تھی آج وہ چاہ کے بھی خرم صاحب کو روک نہی پائ کیونکہ آج بات انکی عزت کی نہی تھی انکی بھتیجی کی عزت کا سوال تھا۔۔ایک سہارا ملا تھا انہیں رجا کی صورت میں اپنے میکے سے جڑنے کا مگر سب بیکار گیا۔۔

اسفند جو بے یقینی کی حالت میں اس عورت کو دیکھ رہا تھا جو دن رات اسکی بے عزتی کرنے میں لگا رہتا اصل میں تو وہ اسکی ماں تھی ہی نہی وہ تو اسکی خالہ تھی اسکی ماں کی جڑواں بہن۔۔

ادھر دیکھو خرم صاحب نے غصہ سے اسکا چہرہ پکڑ کے اپنی طرف موڑا اور کہا۔۔

میں ہو تمہاری ماں کی موت کا زمیدار میں اسکی باتوں پہ یقین نہی کیا اس سے اس مقام پہ لاکھڑا کیا جس پہ اسنے دوسرے مرد کا سہارا لیا۔۔

اور وہ دوسرا مرد میں ہو۔۔

ہال میں اچانک ایک اواز گونجی۔۔

خرم صاحب نے جب پلٹ کے دیکھا تو دنگ رہ گیا۔۔اور دھیرے سے کہا۔۔

"اکبر خان"

ہاں میں خرم!!

خان صاحب چلتے ہوئے اسفند کے پاس ائے اور کہا۔۔

تمہاری ماں جیسی عورت میں نے دنیا میں نہی دیکھی تمہاری ماں نے خالی ایک شخص سے محبت کی اور وہ تھا تمہارا باپ --

تمہاری ماں کو میں نے زبردستی حاصل تو کرلیا تھا مگر کبھی اسکے دل میں جگہ نہی بنا پایا اور آج یہی کام میرا بیٹا کررہا تھا--

لالہ زاروں کو اندر لاؤ اور اس خبیث کو بھی۔

اکبر خان کے بولتے ہی ایک آدمی اندر آیا جسکے ساتھ زارون تھا اور آدھ موئ حالت میں زاہد--

اکبر نے آگے بڑھ کے زارون کے منہ پہ ایک اور تمانچہ مارا اور کہا۔

بتاؤ اسفند کو کیسے تم ۔نے زاہد کیساتھ ملکے رجا ے کیلیے اسفند کے دل میں غلط فہمی ڈالی بتاؤ اکبر خان کے گرجتے ہی زاروں نے یونی سے لے کر زاہد کیساتھ ملکے رجا اور مظہر کے لیہ .جو جو جھوٹ بولا سب بتا دیا۔

خان صاحب نے پل۔پل زاروں کی خبر رکھی تھی جب انہوں نے دیکھا کے اب سوال ایک بار پھر کسی کی زندگی کا ہے .جو انکا بیٹا اپنی ضد میں برباد کرنے پہ تلا ہے انہوں نے صرف زاروں کی اچھی خاصی کلاس بلکہ زاہد کو بھی لالچ کرنے کا اچھا سبق سیکھایا ۔۔

اسفند نے بے یقینی سے زاروں اور زاہد کو دیکھا ۔اورکہا۔۔

زاہد تو تو میرا دوست تھا تم نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا۔۔؟؟

اسفند نے روتے ہوئے زاہد پوچھا

کیونکہ تم کانوں کے کچے مرد ہو جو پیار کا دعوا تو کرتے ہیں مگر بھروسہ نہی کرتے۔۔دوستی تو کرتے ہیں مگر پھر سرعام اس دوستی کو گالی دیتے ہی

یہ بولنے والا مظہر تھا۔۔مرنا پسند کرونگا مگر کبھی تیری شکل دیکھنا نہیں ۔۔

میں جارہا ہو حنا آجانا تم ۔۔

یہ بول کے مظہر چلا گیا جب حنا غصہ میں اسفند کی طرف بڑھی ۔۔

سمجھتے کیا ہیں آپ خود کو!؟؟

حنا نے روتے ہوئے اسفند کے سینے پہ۔دونوں ہاتھ رکھ کے اس دھکا دیتے ہوئے کہا۔۔

مجھے اپنے شوہر پہ آنکھ بند کر کے بھروسہ ہے اور کیا بول رہے ہیں اپ کے دونوں کے درمیان کچھ ہے۔۔

تو ہاں ہے بہن بھائ کا رشتہ ضروری نہی کے خون کے رشتوں میں ہی وفا ہو کبھی کبھی غیر بھی خون کا حق ادا کر دیتے ہیں۔۔۔

مظہر میرے کہنے پہ ا
اوپر بھابھی کو بلانے گئے تھے اور پتہ ہے کیوں یہ دونوں ایک ہفتہ سے ساتھ تھے کیونکہ آج برتھ ڈے ہے آپکی جسکو یہ دونوں مل۔کے اسپیشل بنا رہے تھے آئے آپ سب میں اپ سب کو کچھ دیکھاتی ہو۔۔

حنا سبکو اس ہال میں لے گئ جو برسوں سے بند تھا جسکو صرف اسفند کی برتھ ڈے کے لیے اسپیشل بنایا گیا۔۔

آج اپکو بھابھی ایک اور سرپرائز دینے والی تھی اور وہ ۔۔

حنا تمہیں مظہر بھائ کی قسم اب تم آگے ایک لفظ نہی بولونگی کوئ صفائ نہہ دوگی سنا تم نے رجا نے اتنا چیخ کے یہ بات کی کے وہاں کھڑے ہر بندے کو سانپ سونگھ گیا ۔رجا گھوم کے زارون کے پاس آئ جو اپنی ہی نظروں میں رجا کا حال دیکھ کے گر چکا تھا۔۔ جیسے اسکا باپ اپنا ماضی بتا چکا تھا۔۔

ایک زناٹے دار تھپڑ زارون کو آنکھیں بند کرنے پہ مجبور کرگیا ۔

تم میرے بہت اچھے دوست تھے زارون مگر تم نے ہماری دوستی اپنی بے جا ضد کی بھینٹ چڑھادی ۔

یہ بول کے رجا اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔۔

اکبر خان ایک بار ہاتھ جوڑ کے خرم صاحب کے سامنے کھڑا تھا۔۔

جانتا ہو خرم میں نے بہت غلط کیا تمہارے ساتھ ۔مگر تمہارا گناہ اتنا بڑا نہی جبھی تمہاری زندگی میں ناعمہ شامل ہوگی ۔۔مگر مجھ بد نصیب کو دیکھو مجھے آج تک سکون نہی ملا نہ مجھے معافی ملی وہ تو مجھے بنا معاف کیے چلی گئی ساری زندگی کی سزا سنا گئی۔۔

یہ بولتے ہوئے اکبر خان کی آنکھیں جھلک پڑی خرم صاحب نے اکبر خان کے کندھے پہ۔ہاتھ رکھا اور کہا۔۔

خان اگر غلط تم تھے تم نے میری زندگی برباد کی تو موقع میں نے دیا ہم دونوں ہی قصور وار ہیں تمہیں اس نے اتنا موقع تو دیا اپنا آخری دیدار کا مجھے تو وہ بھی نہی دیا۔۔

یہ بول کے خرم صاحب بھی بلک پڑے۔۔

چلو بیغیرت خان صاحب نے زارون سے کہا وہ دونوں باہر نکلنے لگے جب ناعمہ بیگم نے کہا۔

اکبر صاحب؟؟

ناعمہ بیگم کے پکارنے پہ اکبر خان پلٹے تو ناعمہ بیگم انکے قریب ائ اور کہا۔

آپکی ایک امانت میرے پاس ہے وہ لیتے جائے۔۔

یہ بول کے ناعمہ بیگم اندر گئ اور اپنے ہاتھ میں ایک باکس کے لے ائ۔۔

اکبر خان نے باکس ناعمہ بیگم سے لے کے کھولا تو وہ جہاں مسکرا پڑے وہی ان کی آنکھیں بلک پڑی ۔اس باکس میں ایک لاکٹ تھا جس میں خان لکھا تھا --

اور ہاں خان صاحب میرے بہن اپکو معاف کر کے گئ ہے اس نے مرتے ہوئے مجھ سے کہا تھا کے اتنی محبت مجھ سے خرم نے نہی کی جتنی خان نے کی مگر میں خان سے کبھی محبت نہی کر پائ ۔

میری بہن جاتے جاتے سب کو معاف کر کے گئ ہے --

یہ بولتے ہوئے ناعمہ بیگم بلک پڑی تو خان نے ناعمہ بیگم کے سر پہ ہاتھ رکھا اور تیزی سے اسفند ولا سے باہر نکل گیا--

حنا بھی جانے لگی جب رجا اپنا سامان لے کے نیچے اتری اسفند جو گردن جھکا کے بیٹھا تھا اس میں اتنی ہمت نہی تھی کے رجا کو نگاہ اٹھا کے دیکھ سکے--

رجا نے آکے اپنا سامان رکھا اور سب سے ملنے کے جانے لگی--

جب دائ جان نے اسے آواز دے کے روکا۔۔

دائ جان کی اواز پہ رجا پلٹی اور دائ جان کی طرف دیکھ کے نفی میں گردن ہلائی اور دروازہ پار کر گئ۔۔

خرم صاحب نے ایک نظر اسفند کو دیکھا اوروہ بھی گھر سے باہر نکل گۓ جب کے دائ جان ناعمہ بیگم کےگلے لگ کے بلک پڑی ۔۔

حنا اپنے بھائ کے پاس آئ اور کہا۔۔

بھائ روک۔لے اسے وہ آپ سے بہت محبت کرتی ہے پلیز بھائ۔۔

حنا کے بولنے پہ اسفند اپنے کمرے میں گیا اور بالکونی سے دیکھنے لگا رجا نے ٹیکسی میں بیٹھنے سے پہلے ایک نظر اسفند ولا کو دیکھا اور ٹیکسی میں بیٹھ کے چلی گئ۔۔

ٹیکسی کو جاتا دیکھ اسفند کی آنکھوں سے تیزی سے آنسو گرنے لگے۔۔

ساتھ چھوڑونگا نہ تیرے پیچھے آؤنگا۔"

چھین لونگا یہ خدا سے مانگ لاونگا۔۔

تیرے ساتھ نصیباں لکھ وائونگا۔۔

""""میرا تیرا بن جاونگا

حنا کے جانے بعد گھر میں موت کا سناٹا چھا گیا۔۔

ناعمہ بیگم اپنے کمرے میں بیٹھی اپنی بہن کی تصویر دیکھ کے رو رہی تھی جب انکے کمرے کا دروازہ کھلا۔۔

ناعمہ بیگم نے پلٹ کے دیکھا تو اسفند کھڑا تھا اسفند کو دیکھ کے ناعمہ بیگم کو اسفند میں وہی بچا دیکھا جو اپنی ماں کی تصویر دیکھ کے بلک بلک کے روتا تھا۔۔

اسفند دھیرے سے چل کے ناعمہ بیگم کے پاس آیا اور انکے گھٹنوں سے لگ کے بیٹھ گیا۔

ناعمہ بیگم ساکن حالت میں اسفند کی ساری کاروائی دیکھ رہی تھی۔۔

ماما میری ماما کیساتھ ایسا کیا ہوا جو سب بکھر گیا مجھے سب جاننا ہے۔۔

(ماضی)

غفران صاحب نے اپنے دونوں بیٹوں گل محمد اور گل شیر خان کی شادی اپنی دوست کی بیٹیوں سے کی۔

نور جہاں اور نصرت بیگم دونوں سگی بہنوں نے سسرال میں کافی اپنا نام کیا۔۔

نصرت بیگم اور گل محمد کی تین اولادیں تھیں۔۔

سب سے بڑا ہارون۔پھر دو جڑواں بیٹیاں ناعمہ اور اس سے پانچ منٹ چھوٹی صائمہ۔۔

دونوں بہنوں کی شکلیں ایک جیسی تھی مگر صائمہ کی لائٹ گرین آنکھیں اسے سب سے منفرد بناتی تھی۔۔
ناعمہ کم گو ہر وقت پڑھائ میں مگن رہنے والی ہر کسی کے کام آنے والی لڑکی تھی تو ادھر صائمہ زندگی سے بھر پور لڑکی جو کچھ کر گزرنے کی جدوجہد میں لگی رہتی۔۔

تو ادھر نور جہاں اور گل شیر خان کی دو اولادیں تھیں۔۔
خرم اور فاخرہ۔۔
بچپن میں ہی فاخرہ کی نسبت ہارون سے طے تھی اور دونوں ایک دوسرے کو پسند بھی کرتے تھے۔۔

اس خوشحال گھرانے کو نجانے کس کی نظر لگی کے ایک کار ایکسیڈنٹ میں گل۔ محمد اور گل شیر خان ایک ساتھ اپنی زندگی کی بازی ہار گئے۔۔

دونوں بہنوں نے ایک ساتھ بیوگی کی چادر اوڑھی۔۔
نور جہاں نصرت بیگم کے مقابلے میں زیادہ روب دار تھی انہوں نے صرف اپنے بچے نہی بلکے اپنی بہن کے بچوں پہ بھی چیل کی طرح نگاہ رکھی۔۔

بچوں کی اعلی تعلیم کا سوچ کے وہ وہ دونوں بہنیں کراچی شفٹ ہوگئ۔۔
نور جہاں بیگم نے خرم اور ہارون کو ایک ساتھ باہر پڑھنے بھیجا مگر جب نور جہاں بیگم سے اب کاروبار اکیلے سنبھالا نہی گیا تو انہوں نے ان دونوں کو واپس آنے کو کہا۔۔
ہارون تو 5 سال پہلے ہی واپس آگیا تھا اور وجہ تھی پردیس میں دل نہی لگتا مگر خرم جیسے برنس مینجمنٹ پڑھنے کا حد سے زیادہ جنون تھا وہ نہی ایا۔۔

!!!!!!!

ناعمہ زرا دیکھ کے او یہ صائمہ ابھی تک اٹھی کے نہی--

ناعمہ جو کھلی ہوا میں نوٹس بنانے میں مصروف تھی ۔ نصرت بیگم کے بولنے پہ وہ کمرے میں پہنچی تو صائم میڈم مزے سے سو رہی تھی--

ناعمہ نے ایک دم اسکے اوپر سے چادر کھینچی --

اس آفت پہ صائمہ جو مزے سے نیند کی وادیوں میں گم تھی ایک دم ہڑبڑا کے اٹھی اور کہا--

کیا---کیا ہوا؟؟

ابھی تک تو کچھ نہی ہوا مگر اگر تم دس منٹ میں نہی اٹھی تو آنی ائیئنگی اب تمہیں اٹھانے دوپہر کے 12 بج رہے ہیں اور تم ابھی تک پڑی سو رہی ہو۔۔۔

کیا ہے یار پتہ ہے میں کتنا اچھا خواب دیکھ رہی تھی۔۔میں اور شاہ رخ خان ایک ساتھ مری کی پہاڑیوں پہ۔۔صائمہ نے کھونے والے انداز میں کہا۔

اور وہاں آنی نے آکے تمہارے شاہ رخ خان کو پہاڑی پہ سے دھکا دے دیا ------

ناعمہ نے اپنی کالی سیاہ آنکھیں اور بڑی کر کے صائمہ کو ڈرایا۔۔

اف ناعمہ تم نے مجھے ڈرا ہی دیا۔۔

ابھی اور ڈرنا جب آنی تمہیں بلانے ائینگی۔۔نور جہاں کی آمد کا سن کے صائمہ نے فورا واش روم کی طرف ڈور لگائ۔۔

!!!!!!

آپا کب تک ارادہ ہے خرم۔کا آنے کہا۔۔
دوپہر کے کھانے پہ۔سب ہی ٹیبل پہ براجمان تھے جب نصرت بیگم نے نور جہاں بیگم سے پوچھا۔۔

بس اسی ہفتہ آنے کا بول دیا ہے میں نے اسے اور ساتھ ساتھ وارننگ بھی دے دی ہے کے اگر اب نہی آیا تو کوئ ضرورت نہی آنے کی۔۔

نور جہاں کے بولنے پہ ہارون نے کہا۔

ارے انی میری بات ہوئ ہے خرم سے آپ ٹینشن نہی لے اس بار وہ آلئے گا کیونکہ اسکا کورس کمپلیٹ ہوگیا ہے--

اچھا ہے اجالئے تاکے میں بھی پھر فاخرہ کے فرض سے آزاد ہو اور ساتھ کوشش کرونگی کے اس کے لیہ بھی کوئ لڑکی دیکھو---
نور جہاں بیگم کی بات پہ جہاں فاخرہ اور خرم نے ایک دوسرے کو دیکھا وہی نور جہاں بیگم کی نظریں ناعمہ پہ ٹک گئ انکی شروع سے اپنی یہ سنجیدہ طبیعت بھانجی پسند تھی ایسا نہیں تھا کے انہیں صائمہ سے محبت نہی تھی مگر بس اسکے لاوبالی پن سے چڑتی تھی--

بھئ آنی جو بھی پروگرام رکھنا ہے میرے اسائمنٹ کے بعد رکھیے گا کل مجھے اسلام آباد جانا ہے اور پورے ایک ہفتہ کا اسائیمنٹ ہے مختلف ہوٹلوں کا اسٹے وہاں کا مینجمنٹ وزٹ کرنا ہے صائمہ نے کھانا کھاتے ہوئے مصروف انداز میں کہا۔

تو نصرت بیگم نے کہا ٹھیک ہے تم اپنا کام مکمل کرو جب تم اوگی تو پھر شادی کی تیاریاں شروع ہونگی فاخرہ اور خرم کی۔۔

ہاں یہ ٹھیک ہے مگر یاد رکھنا صائمہ کوئ ایسی حرکت نہ ہو کے ہمارا سر شرم سے جھکے ۔۔یہ بولنے والی نور جہاں بیگم تھی جنکی باتوں کا مفہوم وہاں بیٹھا اور نفوس سمجھ چکا تھا۔

ارے میری پیاری انی اب اتنا بھی مجھے ہلکا نہی لے آپ کوئ انکھ تو اٹھا کے دیکھے تو سیدھا ناک پہ ایسا پنچ ماروگی کے ساری زندگی ایک آنکھ سے دیکھتا پھرے گا۔۔

صائمہ کے بولنے پہ وہاں بیٹھے ہر نفوس کا قہقہ گونجا اور ناعمہ نے بھی ہنستے ہوئے نفی میں گردن ہلائ۔

!!!!!!

وہاں صائمہ اسلام آباد کیلیے نکلی اور یہاں خرم کی آمد ہوئ ۔۔
گرین آنکھوں والا خرم پہلی نظر میں ناعمہ کے دل زور سے ڈھرکا گیا۔۔
آج خرم کو اۓ دو دن ہوگئے تھے اور وہ سخت قسم کا بور ہورہا تھا ۔وہ کچھ سوچتے ہوئے اٹھا اور ناعمہ کے کمرے کا رخ کیا۔

دروازہ ناکک کرکے اندر آنے کی اجازت ملتے ہی خرم اندر گیا ۔۔

ناعمہ بالوں کا رف سا جوڑا بنائے اپنی ڈائری میں کچھ لکھنے میں مصروف تھی جب خرم کو دیکھ کے فورا اپنی ڈائری بند کی اور کہا۔

ارے خرم تم کوئ کام تھا؟؟

نہی ایسے ہی بور ہورہا تھا ہارون تو اپنے کاموں میں مصروف ہے باقی سب بھی کچھ نہ کچھ کام ہی کررہے ہیں ایک میں ہی فارغ ہو تو سوچا کراچی ہی گھوم لو مگر مجھے یہاں کے راستوں کا نہی پتہ تم چلوگی میرے ساتھ؟؟

خرم کے پوچھنے پہ ناعمہ نے مسکرا کے ہاں میں گردن ہلائ۔۔

پورا ایک ہفتہ ناعمہ اور خرم نے کراچی ایک ساتھ دیکھا ہنسا مسکرانا کھانا پینا ایک دوسرے سے اپنی باتیں شیئر کرنا دونوں کافی اچھے دوست بن گئے تھے ناعمہ کی

زندگی کا یہ ہفتہ سب سے یاد گار تھا۔خرم سے اب اسکی محبت اور بڑھنے لگی تھی مگر ادھر خرم وہ صرف ناعمہ کو اپنا دوست سمجھتا تھا۔۔

آج وہ قائد اعظم کا مزار گھوم کے آئے تھے۔۔ناعمہ تو اپنے کمرے میں چلی گئ جبکہ خرم کچن میں پانی پینے کے غرض سے گیا مگر وہاں صائمہ کو دیکھ کے پل بھر کیلیے ساکن رہ گیا۔

لائٹ گرین کلر سوٹ اس پہ سونے پہ سہاگہ اسکی کلر کی اسکی آنکھیں جو کاجل سے لبریز تھی رف سا جوڑا بنائے وہ کھانے میں مشغول تھی۔۔

جب خرم کو دیکھ کے ایک دم چونکی مگر کچھ یاد آنے پہ کہا۔

اوہ توآگئے آپ پردیسی خرم ۔۔۔

صائمہ کے بولنے پہ خرم مسکراتے ہوئے صائم کے سامنے بیٹھا اور کہا۔

ہاں دو ہفتے پہلے ہی ایا مگر تم کہاں تھی۔؟؟

صائمہ نے چاولوں کا لقمہ ہضم کیا پلیٹ سائیڈ میں رکھی اور ہاتھ دھوتے ہوئے کہا۔

میں اسائیمنٹ کے سلسلے میں آسلام آباد گئ تھی صبح آئ تھی مگر کسی سے ملے بغیر ہی سو گئ۔۔

اچھا خرم بعد میں بات ہوگی مجھے پھر نیند آرہی ہے یہ بول کے صائمہ تو چلی گئ مگر خرم کا دل ساتھ لے گئ۔

گھر میں فاخرہ اور ہارون کی شادی کی تیاریاں شروع ہوچکی تھی ۔

آج مایوں تھی ۔۔فاخرہ زرد رنگ کے جوڑے میں گھونگھٹ نکالے اسٹیج پہ براجمان تھی اور برابر میں ہارون وائٹ کاٹن کے سوٹ میں ملبوس تھا۔۔

ناعمہ اور صائمہ نے ایک جیسا چٹی پٹی کا غرارہ زیب تن کیا تھا۔۔

خرم پھولوں کا تھال لے کے گھر کے اندر آرہا تھا جب اسکی تکر سامنے سے آتی صائمہ سے ہوئ جو اپنی دھن میں کانوں میں جھمکیاں ڈالے آرہی تھی ۔

زور دار ٹکر سے اس سے پہلے صائمہ گرتی خرم نے اسے کمر سے تھام کے پلر کا سہارا لیا ۔۔مگر بد قسمت پھولوں کا تھال دونوں پہ آگرا ۔۔

صائمہ اور خرم کی آنکھیں آپس میں ملی ۔۔صائمہ نے ایک نظر خرم کی آنکھوں میں دیکھا اور پھر نظریں ادھر ادھر گھما لی جبکہ خرم کا صائمہ کے سراپے پہ سے نظریں ہٹانا مشکل ہوگیا۔۔

ایک دم صائمہ خرم سے الگ ہوئ اور باہر کو بھاگی۔

خرم نے بھی صائمہ کو ایسا جاتا دیکھا تو مسکرا کے اپنے سر پہ ہاتھ پھیرا اور باہر کو چلا گیا۔

جبکہ اوپر کھڑی ناعمہ نے جب یہ منظر دیکھا تو پل بھر کیلیے اس کی آنکھیں بھیگی مگر پھر وہ نارمل ہوگئ۔۔

پوری شادی میں صائمہ خرم کی نظروں کے حصار میں رہی تو ادھر ناعمہ نے اپنے بھائ کی شادی انجوائے کی۔۔

صائمہ خرم کی نگاہوں کا پیغام سمجھ چکی تھی مگر انتظار تھا اسے تو صرف خرم کی پیش قدمی کا۔

فاخرہ اور ہارون کی شادی ساتھ خیریت سے نبتی سب ہی اپنے اپنے معمول پہ آگئے تھے۔۔

خرم اپنے کمرے میں موجود کچھ کام کررہا تھا جب نور جہاں کمرے میں داخل ہوئ--

ارے امی کوئ کام تھا تو مجھے بلا لیا ہوتا ؟؟

نہی ہم۔نے سوچا آج اپنے بیٹے سے اکیلے میں بات کری جائے--

جی جی امی حکم کرے--

بیٹا فاخرہ بھی اپنے گھر کی ہوگئ ہے اب ہم چاہتے ہیں تم بھی شادی کرکے اپنا گھر بساؤ اور کاروبار سنبھالو ہارون کب تک اکیلے دیکھے گا بزنس--

تمہیں کوئ پسند ہے تو بتاؤ یہ پھر ہم اپنی پسند کی لڑکی دیکھے؟؟

نور جہاں کے بولنے پہ خرم مسکرایا اور کہا--

امی لڑکی دیکھنے کی کیا ضرورت ہے لڑکی تو گھر میں موجود ہے--

خرم کی بات پہ نور جہاں بیگم مسکرائ اور کہا --
اچھا زرا ہمیں بھی تو پتہ چلے اور وہ گھر والی لڑکی کون ہے -؟؟

نور جہاں کے بولنے پہ خرم نے بلا جھجھک صائمہ کا نام لیا جیسے سن کے نور جہاں بیگم کے مسکراتے لب تھمے - کیونکہ وہ ناعمہ کی آنکھوں میں خرم کی محبت دیکھ چکی تھی اور جس طرح انکی دوستی تھی وہ یہی سمجھ رہی تھی کے خرم ناعمہ کا نام لے گا--

نور جہاں کو چپ دیکھ کے خرم نے انکا ہاتھ تھاما اور کہا --
امی اگر اپکو صائمہ پسند نہی تو کوئ بات نہیں آپ جس سے بولینگی میں اس سے کرلونگا شادی--
خرم کی بات پہ نور جہاں بیگم نے مسکرا کے خرم کے سر پہ ہاتھ پھیرا اور کہا--

میں کل ہی نصرت سے بات کرتی ہو۔۔

نور جہاں بیگم کا جواب سن کے خرم بلا جھجھک خوشی خوشی انکے گلے لگ گیا مگر نور جہاں بیگم کیسی کا سوچ کے پھر افسردہ ہوگئ ۔۔۔

نصرت بیگم کی رضامندی اور صائمہ کی ہاں نے خرم کو تو جیسے خوشیوں کا پیغام دے دیا۔۔

یونی سے آکے جب یہ خبر ناعمہ کو ملی تو پل بھر کیلیے اس کی آنکھیں نم ہوئ مگر پھر وہ اپنی بہن کی خوشیوں میں مگن ہوگئ۔۔

آج صبح ہی خرم اور صائمہ کا نکاح ہوا ۔۔نکاح کی رسومات ادا ہوتے ہی ناعمہ ڈورتی ہوئ کمرے میں گئ اور اپنے کب سے روکے آنسو بہنے دیے۔۔ کبھی وہ منہ پہ ہاتھ

رکھ کے اپنی روتی آواز کو دباتی تو کبھی آئینہ کے سامنے کھڑے ہو کے اپنے آنسو بے دردی سے رگڑتی اور مصنوعی مسکراتی۔۔

ناعمہ واش روم سے باہر نکلی تو نور جہاں بیگم کو اپنا منتظر پایا۔۔

ارے انی آپ یہاں کوئ کام تھا تو مجھے بلالیتی۔۔ناعمہ نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔۔

ادھر آؤ ناعمہ ۔۔

نور جہاں کے بلانے پہ ناعمہ مسکراتی ہوئ نور جہاں بیگم کے پاس گئ جب انہوں نے کہا۔

اپنے ہر انداز سے انسان اپنی محبت کو چھپا سکتا ہے مگر اپنی آنکھوں پہ وہ چاہ کے بھی پہرا لگا نہی پاتا اس لیہ کہتے ہیں محبت کرنے والے کے یار کا عکس اسکی آنکھوں میں ہوتا ہے--

ہم۔بہت شرمندہ ہے تم۔سے ناعمہ ہم چاہ کر بھی تمہاری خوشی پوری نہی کرپائے۔

آنی اب آپ جب میرے راز سے آشنا ہے تو وعدہ کرے یہ راز اپ کبھی کسی پہ آشنا نہی کرینگی--یہ۔تو قسمت کا کھیل ہے آنی کسی کو بن مانگے محبت مل جاتی ہے اور کسی کو ساری زندگی محبت کے لیہ ترسنا پڑتا ہے--

میری فکر نہی کرے آپ آنی میں بہت سکون میں ہوکیوں کے میری محبت ابھی جنون کی حدتک نہی پہنچی اور ویسے بھی محبت میں ضد نہی چلتی محبت قربانی کا نام ہے--

ضد اور جنون میں میں خرم کو حاصل تو کرلیتی مگر کبھی خرم کو خوش نہی رکھ پاتی۔۔
یہ بول کے ناعمہ بیگم کی آنکھیں ایک بار پھر چھلک پڑی اور نور جہاں بیگم نے اس باہمت لڑکی کو اپنے سینے سے لگالیا۔۔۔

!!!!!!!!
مہندی کا فنکشن کمال کا رہا برات کی صبح زور شور سے بارش ہورہی تھی ۔جب خرم ناعمہ کے کمرے میں ایا۔
ناعمہ جو بہت ضروری کام کررہی تھی خرم کو دیکھ کے مسکرائ اور کہا۔۔
ارے دولھے صاحب آج سالی کے کمرے میں کیسے آگئے ۔۔
میں تو آگیا مگر تم تو کمال کی بیوفا نکلی اپنے دوست کو تو بھول ہی گئ ہر وقت اپنے آپ میں مگن رہتی ہو۔۔

خرم کے شکوے پہ ناعمہ مسکرائ اور دھیرے سے بڑبڑائ--
دوستی کا ہی سوچا جبھی محبت قربان کی--

کیا کچھ کہا تم نے خرم نے جانچتی نظروں سے ناعمہ کو دیکھتے ہوئے کہا--

ارے نہی بھئ تم سناؤ کوئ کام تھا--؟؟

ہاں یار اپنی زوجہ سے ملنا تھا مگر کیسے ملو--اوہ چلو ہم کرواتے ہیں ملاقات ناعمہ نے ایک ادا سے کہا--
تو دونوں کی بیک وقت ہنسی نکلی --
ناعمہ جیسے تیسے کر کے خرم کو صائمہ کے کمرے میں چھوڑ آئ اور خود باہر کھڑی ہوگئ----

خرم اندر گیا تو صائمہ ٹیرس پہ کھڑی بارش کے مزے لے رہی تھی جب خرم نے جاکے اسے کمر سے تھاما اس سے پہلے صائمہ کی چیخ نکلتی خرم نے اس کے لبوں پہ اپنا ہاتھ رکھ دیا اور کہا۔

میں یہاں تڑپ رہا ہو کے کب میری بیوی مجھ سے مل کے اظہارے محبت کرے ۔مگر یہاں تو میری بیگم بارش کے مزے لے رہی ہے۔۔

صائمہ نے خرم کی گردن میں اپنے دونوں ہاتھ ڈالے صائمہ کی اس پیش قدمی سے خرم کے لب مسکرائے جب صائمہ نے کہا۔۔

میری آنکھوں سے اندازہ نہی ہوا اپکو کے آپ میرے لیہ کیا ہو؟؟

خرم نے ایک نظر صائمہ کی آنکھوں میں دیکھا اور کچھ گنگنایا۔۔

آنکھوں سے تونے یہ کیا کہہ دیا--"

دل یہ دیوانہ ڈھرکنے لگا--

تنہائ میں ہم ملے اسطرح --

بارش میں شعلہ برسنے لگا--

خرم کے گنگنانے پہ صائمہ بلا جھجک خرم کے گلے لگ گئ--

جب پانچ منٹ تک خرم کمرے سے باہر نہی نکلا تو ناعمہ نے ہلکا سا دروازہ کھول کے اندر جھانک کے خرم کو آواز دی مگر سامنے کا نظارا دیکھ کے ناعمہ دبے پاؤں وہاں سے اگئ--

خرم اور صائمہ کے ولیمہ کے اگلے دن ناعمہ کی ملائشیا کی فلائٹ تھی جہاں اس نے چار سال کا کورس کرنا تھا کسی این جی او کیساتھ۔۔

ناعمہ کی اس حرکت پہ سب اس سے بہت ناراض تھے سوائے نور جہاں بیگم کے کیونکہ انہیں سب پتا تھا صائمہ تو باقاعدہ بلک بلک کر رو پڑی ۔۔

تو ادھر ہارون بھی اپنی اس بہن کو دیکھ کے کافی اداس تھا کیونکہ وہ بھی اپنی بہن کے راز واقف تھا۔۔اور پھر سب کو منانے کے بعد ناعمہ پاکستان سے ملائشیا آگئی ۔۔نور جہاں بیگم نے بھی فلحال اسے نہی روکا کیونکہ وہ بھی اس کے غم سے واقف تھی اور اسے سنبھلنے کیلیے تھوڑا ٹائم دینا چاہتی تھی۔۔

چار سال بعد۔۔

ان چار سالوں میں بہت کچھ بدل چکا تھا۔۔ہارون اور فاخرہ کے گھر اللہ نے ڈھائی سال بعد ایک پیاری سی گڑیا دی جسکا نام انہوں نے رجا رکھا۔۔

تو ادھر خرم اور صائمہ کو اللہ نے پہلے سال میں ہی بیٹے سے نوازا جسکا نام انہوں نے اسفند رکھا۔

اسفند کی 4 سالگرہ پہ صائمہ نے بہت ضد کر کے رجا اور اسفند کا نکاح کروادیا۔۔

خرم اور صائمہ اب اسلام آباد میں رہتے تھے۔۔

خرم صاحب نے وہاں اپنا خود کا بزنس شروع کیا۔خرم صاحب کی اس حرکت پہ نور جہاں ان سے بہت ناراض ہوئ بہت شور شرابا کرا مگر ہارون نے انہیں سمجھا کے ٹھنڈا کیا۔مگر نور جہاں بیگم نے اپنی ناراضگی ایسے ظاہر کی کے وہ خرم کیساتھ اسلام آباد نہی گئ بلکہ یہی کراچی میں رہی۔۔

ناعمہ ملائشیاگئ تو وہی کی ہو کے رہ گئی مشکل سے ایک دو بار ہی پاکستان آئ ۔صائمہ سے بھی بات کرتی مگر بہت کم ۔۔وہ خرم اور صائمہ کی زندگی سے بلکل نکل چکی تھی۔۔

!!!!!!!

خرم ؟؟؟

خرم جو بہت ضروری پیپر ورک کررہا تھا ۔بہت مصروف انداز میں کہا۔۔

ہم بولو۔۔

صائمہ نے جب خرم کو فائل میں مصروف دیکھا تو بول پڑی۔۔

خرم اللہ کا واسطہ ہے یہ آفس کا کام تو گھر سے دور رکھے ترس گئ ہو میں کے آپ دو منٹ مجھ سے بات کرے نہ آپ اب مجھے اور اسفند کو وقت دیتے ہیں نہ ہی کہی لے کے جاتے ہیں؟؟

صائمہ کی بات سن کے خرم نے ایک نظر اپنی روٹھی بیوی کو دیکھا اور کہا۔۔

اففف یار یہ سب میں تمہارے اور اسفند کیلیے تو کررہاہو۔۔

بزنس کو بڑھاونگا تو تم لوگ ہی اس سے فائدہ اٹھاوگے۔۔

خرم کی بات پہ صائمہ نے ایک نظر خرم۔پہ ڈالی اور جاکے لیٹ گئ۔۔

خرم نے بھی زیادہ بات نہی کی اور دوبارہ اپنے کام میں لگ گیا۔۔

!!!!!!.

مسلسل فون کی آواز پہ صائمہ نے سالن کا چولھا ہلکا کیا اور فون اٹھایا۔

ہیلو۔۔

ہاں صائمہ تمہیں یاد ہے نہ آج شام میں بزنس پارٹی ہے ؟خرم نے کال اٹھاتے ہی صائمہ سے پوچھا۔

ہاں یاد ہے ۔۔ خرم میں نے ساری تیاری کرلی ہے۔۔

اچھا ٹھیک ہے اسفند کو تم برابر والی ثمینہ آنٹی کو دے دینا۔۔

ہاں ٹھیک ہے۔۔

خرم۔نے کال کٹ کی تو صائمہ بھی جلدی جلدی اپنا کام نبٹانے لگی۔۔

بلیک ساڑھی میں صائمہ کا روپ نکل کے ایا تھا کوئ اسے دیکھ کے بول نہی سکتا تھا کے وہ شادی شدہ عورت ہے اور ایک بچے کی ماں ہے۔۔

تو ادھر جب خرم نے صائمہ کو دیکھا تو دنگ رہ گیا۔۔

آئینہ کے سامنے کھڑی صائمہ جب اپنی تیاری کو فائنل ٹچ دے رہی تھی جب خرم نے آکے اسے کمر سے تھام کے خود سے لگایا اور کہا۔

بہت حسین لگ رہی ہو لگتا ہے آج تو پارٹی میں کوئ نہ کوئ تمہارے حسن سے گھائل ہوگا۔۔

خرم کی بات پہ صائمہ پلٹی اور کہا۔۔
میرا یہ سنگھار خالی میرے شوہر کیلیے ہے لوگ مجھے دیکھ کے کیا سوچتے ہیں کیا نہی مجھے پرواہ نہی۔۔
صائمہ کی بات پہ خرم۔نے اسکے ماتھے پہ اپنے لب رکھے اور دونوں پارٹی کیلیے نکل گئے۔۔

پارٹی اپنے عروج پہ تھی بڑے بڑے بزنس مین آئے ہوئے تھے جب اکبر خان کی اینٹری ہوئ خان گروپ کا اکلوتا وارث مرادنہ وجاہت کا شہکار جسکی پرسنیلٹی کسی بادشاہ سے کم نہی تھی--

اپنی نارمل۔شکل وصورت والی بیوی کیساتھ جب وہ پارٹی میں آیا تو ہر کوئ اسکے آگے پیچھے گھومنے لگا۔کافی بزنس مین کی خواہش تھی خان گروپ کیساتھ کام کرنے کی جنمنیں خرم بھی شامل تھا--

سب ہی خان سے آکے ملے--

ایک امپورٹڈ کال سننے خان سنسان جگہ پہ آیا۔کال ابھی اس نے کٹ ہی کی تھی کے چوڑیوں کی کھنکنے کی آواز پہ خان پلٹا تو صائمہ کو دیکھ کے مبہوت رہ گیا۔

صائمہ جو واش روم سے نکل کے اپنی ساڑھی صحیح کرتی ہوئ اپنی ہی دھن میں چلی آرہی تھی خان کو دیکھ نہی پائ اور اس سے ٹکراگئ--

اکبر نے بر وقت صائمہ کو تھام کر گرنے سے بچایامگر اسکی لائٹ گرین آنکھوں میں خود کو ڈوبنے سے بچا نہی پایا--

اوہ آئ ایم سو سوری--

صائمہ نے معزرت کی اور آگے بڑھ گئ--

جبکہ اکبر خان کافی دیر تک وہی سکتے کی حالت میں رہا--

خان پارٹی میں آیا تو اس کی نظریں بلا جھجک صائمہ کو ڈھونڈنے لگی--

اور اسکی نگاہوں کو زیادہ محنت کرنی نہی پڑی وہ اسے سامنے ہی خرم کیساتھ کھڑی نظر اگئ--

اکبر نے اپنے مینجر سے خرم کو پوچھا تو اس نے اسے خرم کی ساری ڈیٹیل دی-- خان کے بولنے پہ مینیجر نے خرم سے جاکے کہا--کے اکبر خان نے انہیں ملنے بلایا ہے-

خرم کو تو یہ سن کے یقین ہی نہیں ایا--

وہ صائمہ کیساتھ اکبر خان کے پاس پہنچا--

خرم صاحب نے اکبر خان سے مصافحہ کیا مگر خان کی نظریں مسلسل صائمہ کے سراپے پہ تھی--

صائمہ کو خان کی نظروں سے عجیب سی گھٹن ہونے لگی-

یہ آپکے ساتھ کون میرا مطلب آپکی ریلیٹف ہیں خان نے خرم سے پوچھا جب خرم نے مسکراتے ہوئے صائمہ کے کندھے پہ۔ہاتھ رکھا اور کہا۔۔۔

نہی خان صاحب یہ میری وائف اور میرے بیٹے کی ماں ہیں مسسز خرم ۔۔

اوہ مگر انہیں دیکھ کے لگتا نہی یہ شادی شدہ ہیں اور ایک بچے کی ماں بھی ہے خان کے لہجہ میں ایسا کچھ تھا جیسے خرم نے محسوس نہی کیا مگر صائمہ ضرور چونکی اور خان سے زرا فاصلہ پہ کھڑی خان کی بیوی کشمالہ بھی چونکی۔۔

صائمہ چینج کرکے آئ تو اسفند کو خرم سلا چکا تھا۔

صائمہ نے احتیاط سے اسفند کو اٹھا کے سائیڈ کے بیڈ پہ ڈالا اور خود خرم کے سائیڈ میں اکے لیٹ گئ جب خرم نے کہا۔

تم ۔نے دیکھا نہ صائمہ کیا پرسنیلیٹی تھی اکبر خان کی تمہیں پتہ ہے کتنے ہی بزنس مین ایسے ہیں جو انکے ساتھ بزنس کرنے کے خواہش مند ہیں۔۔

ہمم --

خرم مسلسل اکبر خان کی باتیں کیے جارہا تھا مگر صائمہ وہ تو بس اکبر خان کی نظروں سے خوف زدہ تھی ایک عجیب سا جنون لگا صائمہ کو اسکی آنکھوں میں۔۔

!!!!!!!

ٹیرس پہ کھڑا اکبر خان جس سے نیند آج کوسوں دور تھی اور وجہ تھی صائمہ خرم۔۔ مسلسل سگریٹ نوشی کرتے ہوئے اب وہ تھک چکا تھا ۔

کمرے میں آیا تو اسکی نظر بیڈ پہ سوتی اپنی بیوی پہ پڑی جو اسکے چچا کی بیٹی بھی تھی والدین کی وفات کے بعد وہ ہمیشہ کیلیے خان کے گھر اگئی۔والد کے بے حد اصرار پہ اکبر کو کشمالہ سے شادی کرنی پڑی --

شادی کے چھ سال بعد بھی وہ اکبر خان کے دل میں اپنی جگہ نہی بنا پائی ۔

شادی کے تین سال بعد زارون پیدا ہوا تب تھوڑا بہت خان کشمالہ پہ توجہ دینے لگا مگر آج صائمہ کو دیکھ کو وہ سنب کچھ بھول گیا۔۔۔۔

!!!!!!

خرم اپنے آفس میں کام میں مشغول تھا جب اس کے مینیجر نے آ کے کہا۔

سر خان گروپ سے کال ہے وہ آپ سے میٹنگ کرنا چاہتے ہیں۔۔

خرم جو کام میں مصروف تھا۔۔خان گروپ کا نام سن کے ایک دم چونکا اور کہا۔

کیا کہا تم ۔نے خان گروپ سے کال تھی۔؟؟

جی سر آپ بتادے کیا جواب دو انہیں میٹنگ کا کہہ دو ۔؟؟

یہ بھی کوئ پوچھنے کی بات ہے کل ہی میٹنگ فائنل کردو۔۔

خرم کی خوشی کا تو کوئ ٹھکانہ نہیں تھا ابھی اس نے اس بات کا زکر صائمہ سے نہی کیا۔

اگلے دن خرم خان گروپ پہنچا تو اسکی شاندار بلڈنگ دیکھ کے ہل گیا۔اکبر خان نے اسکی۔کافی او بھگت کی اور بیوقوف خرم اسکی اس او بھگت کرنے کے پیچھے کا مقصد سمجھ نہی سکا۔۔اکبر خان نے ایک بہت بڑا کانٹریکٹ خرم کیساتھ فائنل کیا۔۔

خرم نے آج صائمہ اور اسفند کیلیے بھرپور شاپنگ کی سامان سے لبریز جب وہ گھر پہنچا تو اسفند جہاں اپنے کھلونے دیکھ کے خوشی سے اپنے باپ کے گلے لگ گیا وہی صائمہ نے بھی خوش ہوکے خرم سے کہا۔

کیا بات ہے اتنی ساری شاپنگ کوئ بہت بڑی لاٹری نکل گئ آپ کی۔۔

ارے ہاں میری جان یہ کہہ کے خرم نے صائمہ کو گودھ میں اٹھایا اور کہا۔

خان گروپ سے مجھے ایک بہت بڑا کانٹریکٹ ملا ہے۔۔بس دعا کرو ایسے ہی۔کانٹریکٹ مجھے ملتے رہے تو ہم۔اس چھوٹے سے فلیٹ کو چھوڑ کے بڑے سے گھر میں شفٹ ہو جائیں گے۔۔

خان کا نام سن کے صائمہ کے مسکراتے لب پل بھر کیلیے تھمے مگر اس نے کوئ ایسا ریکشن نہی دیا جو خرم کی خوشی کو پھیکا کرے۔۔۔

!!!!!

دن گزرنے لگے اکبر اور خرم بزنس کے سلسلے میں ملنے لگے کبھی لنچ کبھی ڈنر دونوں میں کافی اچھی دوستی ہوگئ۔۔

ادھر صائمہ انتظار کی سولی پہ لٹکنے لگی۔رات کو کھانے پہ انتظار کرتے کرتے سو جاتی تو کبھی خرم کو کال کرکے تھک جاتی ایک بے حد خاموش زندگی صائمہ کی گزرنے لگی جسمیں اب خرم نہ ہونے کے برابر تھا اسفند کی ہر چھوٹی سے چھوٹی بات کا خیال اب صائمہ خود رکھتی۔۔

!!!!!

ایک ایسی ہی شام خرم اور صائمہ اکبر خان کے گھر ڈنر پہ انوائیٹ تھے ۔اس بار اسفند بھی ساتھ گیا اور زارون سے کافی گھل مل گیا۔ادھر صائمہ کی بھی کشمالہ سے کافی اچھی بات چیت ہوگئ۔۔

مگر ایک اکبر تھا جسکی نظریں مسلسل صائمہ کے وجود پہ تھی۔۔

خان کے اشارہ کرتے ہی ایک نوکر نے جان بوجھ کے صائمہ کے کپڑوں پہ کافی گرا ئ۔۔

صائمہ نے کشمالہ سے واش روم کا پوچھا کشمالہ نے اسے اپنے بیڈ روم میں موجود واش روم کا بتایا۔

خان نے جب خرم کو کال پہ بزی دیکھا تو صائمہ کے پیچھے گیا اپنے کمرے میں جاکے خان نے دیکھا کے صائمہ بنا ڈوپٹہ کے واش روم سے نکلی ۔۔

صائمہ نے جب خان کو کمرے میں دیکھا تو فوراًاپنا ڈوپٹہ اٹھایا اور ڈر کے کمرے سے جانے لگی جب خان نے اسکا راستہ روکا اور کہا۔۔

بہت خوبصورت ہو صائمہ تم دل کی دنیا ہلا دی ہے تم نے میری بہت جلد تم میری بنوگی--

خان یہ بولتے ہوئے صائمہ کے قریب آیا صائمہ نے ڈر کے خان کو دھکا دیا اور باہر جاکے خرم سے اپنی طبیعت خراب کے کہہ کے گھر جانے کو کہا---

!!!!

تمہارا دماغ خراب ہوگیا ہے۔مانا تم حسین ہو مگر اتنی نہی کے خان جیسا بندہ تمہیں پسند کرے صائمہ--تم بھول رہی ہو وہ ایک شدہ شدہ مرد ہے ایک بچہ کا باپ ہے--

صائمہ نے جب خرم کو خان کی غلط نیت کا بتایا تو وہ ہتھے سے اکھڑ گیا اور صائمہ کو اچھی خاصی کھری کھری سنا دی۔۔

جب خرم نے بھی صائمہ کی بات کا یقین نہی کرا تو وہ خان سے اور ڈرنے لگی۔
خان کو جب بھی موقع ملتا وہ یہ تو صائمہ کاراستہ روک۔لیتا یہ بہانے سے اسکے گھر آتا۔ اور اس دن تو حد ہوگئ جب خان نے صائمہ کو گھر میں اکیلا پا کے اسکا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کری۔۔

صائمہ میں نجانے اتنی ہمت کہاں سے آئ کے اس نے خان کی اس حرکت پہ اس کے منہ پہ تھپڑ دے مارا۔۔

اکبر خان نے صائمہ کی اس حرکت پہ خرم سے کانٹریکٹ واپس لے لیا۔جب خرم نے وجہ پوچھی تو اکبر نے صاف کہا اسکی بیوی کے ہمارا ملنا پسند نہی اکبر نے خرم

کو یہ بھی کہا کے غلطی سے ہاتھ ٹچ ہوا اور تمہارے بیوی نے میرے منہ پہ رکھ کے تمانچہ دے مارا۔۔

خرم اس پروجیکٹ پہ کافی کام کرچکا تھا یہاں تک کے اب اسے لندن کا بھی ایک کانٹریکٹ خان کی وجہ سے ملا تھا جیسے وہ کھونا نہی چاہتا تھا۔۔

خرم نے صائمہ سے آکے کافی لڑائ جگھڑا کیا صائمہ روتی رہی اپنی صفائ دیتی رہی مگر خرم نے اسکا یقین نہی کیا۔بلکہ صائمہ سے کہا کے وہ اکبر سے اپنے کیے کی معافی مانگے۔۔

صائمہ نے وہی کیا جیسا خرم نے کہا مگر اسکے بعد صائمہ نے اکبر کا ہر رویہ خاموشی سے برداشت کیا ۔اکبر خرم کے اس ریکشن کے بعد اور شیر ہوگیا۔

ادھر خرم نے صائمہ سے بات کرنا بلکل چھوڑ دی تو صائمہ نے بھی اپنی زبان پہ تالا لگالیا۔

مگر جب خرم اچانک لندن جانے لگا پندرہ دنوں کیلیے تو صائمہ بہت روئ خرم کی بہت منتیں کی کے وہ نہ جائے مگر خرم پہ تو جیسے بزنس بڑھانے کا جنون سوار تھا۔ صائمہ نے کراچی جانے کا بھی سوچا مگر اسفند کے اچانک بیمار ہونے کی وجہ سے وہ نہی گئ اور ادھر خرم صائمہ کو روتا بلکتا چھوڑ کے لندن اگیا۔۔

خرم کو گئے آج تیسرا دن تھا۔اسفند کا بخار اترنے کا نام ہی نہی لے رہا تھا۔۔ صائمہ نے اسے کسی اچھے ڈاکٹر کو دیکھانے کا سوچا مگر گھر موجود کھڑی گاڑی اسے چلانی نہی آتی تھی۔۔

صائمہ نے ہمت کر کے اسفند کو گودھ میں اٹھایا اور گھر سے باہر نکل کے ٹیکسی دیکھنے لگی۔۔
اکبر خان جس نے خرم کے جانے کے بعد صائمہ کی پل پل کی ریپورٹ رکھی تھی۔۔

اسطرح دھوپ میں اسفند کو لے صائمہ کو کھڑا دیکھ کے اکبر نے اپنی گاڑی صائمہ کے سامنے لاکر روکی اور اتر کے صائمہ کے سامنے آکے کہا۔۔

چلو گاڑی میں بیٹھو کہاں جانا ہے؟؟ میں چھوڑ دیتا ہو۔۔

اکبر خان کے بولنے پہ صائمہ خاموش کھڑی رہی اور ٹیکسی کا انتظار کرنے لگی۔۔

صائمہ گاڑی میں بیٹھو تمہیں آواز نہی آئ میں نے کیا کہا۔۔

اکبر نے صائمہ کے پاس آکے تھوڑا غصہ میں غرا کے کہا۔۔۔۔

اور تمہیں دیکھ نہی رہا میں تم سے بات کرنے میں انٹرسٹڈ نہی ہو اپنا کام کرو خان میرا پیچھا چھوڑ دو تمہیں اللہ کا واسطہ ہے۔۔

صائمہ کے بولنے پہ خان نے غصہ میں اپنی مٹھیاں بھینچی اور کہا۔

سڑک پہ تماشہ نہی بنواو صائمہ اسفند کی طبیعت خراب ہے چلو ڈاکٹر کے ہاں۔۔

تماشہ تم بنا رہے ہو خان۔۔اسفند میرا بیٹا ہے مجھے اچھی طرح پتہ ہے اس کی دیکھ بھال کیسے کرنی ہے تم اپنے مفت کے مشورے اپنے پاس رکھو۔۔

صائمہ کے بولنے پہ خان نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر تیزی سے اسفند کو اسکی گودھ سے لے لیا یہ سب اتنی جلدی ہوا کے اسے سمجھ ہی نہیں آیا کیا کرے اکبر نے اسفند کو گاڑی کے پیچھے لیٹایا اور خود صائمہ کا۔ہاتھ پکڑ کے اسے گاڑی کی فرنٹ سیٹ پہ بیٹھا کے گاڑی تیزی سے آگے بڑھا دی۔۔

ڈاکٹر نے اسفند کو چیک کرتے ہی ہسپتال میں ایڈمٹ کرلیا کیونکہ اسے ٹائفیڈ تھا۔۔ خان نے کوئ کسر نہی چھوڑی اسفند کے علاج میں وہ۔کسی سائے کی طرح صائمہ کیساتھ رہا۔۔اسفند کو آج ہسپتال میں ایڈمٹ ہوئے دوسرا دن تھا اسکی طبیعت

اب کافی بہتر تھی۔مگر دو دن سے صائمہ نے صرف چائے اور پانی کے علاؤہ کچھ نہی پیا وہ بھی اپنے پیسوں سے۔۔

خان کھانا لے کے آیا اور ٹیبل پہ لگا کے صائمہ سے کہا۔
کچھ کھالو صائمہ دو دن سے کچھ نہی کھایا تم۔نے؟؟؟
تمہیں میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں اپنی۔بیوی اور اپنے بچے کی فکر کرو مر نہی۔جاونگی اگر کچھ کھاونگی نہی۔۔
یہ۔بول کے صائمہ واش روم جانے لگی جب خان نے اسے کھینچ کے دیوار سے لگایا اور دونوں ہاتھ اسکے دائیں بائیں رکھ کے کہا۔۔

تم اس انتظار میں ہو کے تمہارا لالچی شوہر تمہارا دیھان رکھنے آلئے گا جیسے صرف اپنے بزنس سے مطلب ہے جو ایک کانٹریکٹ کے چکر میں اپنی بیوی اور بیمار بچے کو اکیلا چھوڑ گیا۔

تم سے مطلب تم اپنا کام کرو اکبر خان اور اتنے
معصوم نہی بنو یہ تمہارا کھیل ہے جس میں تم۔ صرف ہارو گے کیونکہ میں خرم سے بہت محبت کرتی ہو اسکی جگہ کبھی کسی کو نہی دونگی--

صائمہ کے بولنے پہ اکبر خان کے لبوں میں ایک مسکراہٹ ائ اور اس نے کہا۔
ہاں میں نے کیا تھا یہ سب میرا رچا رچایا کھیل تھا یہ--- -
مگر تم نے تو میرے بارے میں اپنے شوہر کو آگاہ کیا تھا بتایا تھا میں کتنا کمینہ انسان ہو پھر کیوں تمہارے شوہر نے تماری بات پہ یقین نہی کیا؟؟

کیوں آکے میرا گریبان نہی پکڑا تمہیں تنگ کرنے میں؟؟ کیوں اسکی آنکھوں نے نہی دیکھا کے میں اسی کے سامنے اسکی بیوی پہ نظر رکھ رہا ہو کیوں ؟؟؟

شوہر اپنی بیوی پر شیر کی نظر رکھتا ہے صائمہ
اسکی ہر حال میں حفاظت کرتا ہے تمہارے شوہر کی طرح نہی ایک معمولی کانٹریکٹ کے پیچھے اپنی بیوی اپنا بیمار بچہ چھوڑ کے لندن میں بیٹھا ہے --
اکبر خان کی باتیں سن کے صائمہ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے صائمہ جانتی تھی اکبر صحیح کہہ رہا۔
اکبر نے اسکے بہتے آنسو صاف کرنا چاہے تو صائمہ نے اسکا ہاتھ جھٹک دیا اور چپ چاپ کھانا کھانے لگی صائمہ کو دیکھ کے اکبر کے لب مسکرا اٹھے--

اب صائمہ خان سے کتراتی نہی تھی اس نے خرم کی غیر موجودگی میں اسفند کا اور اسکا بہت دیھان رکھا۔دن گزرتے گئے اور خرم واپس آگیا مگر اب صائمہ وہ نہی رہی اسفند کو اسکول بھیج کے اب وہ گھر سے نکل جاتی کبھی خان کیساتھ کبھی اکیلے اب وہ خرم کو سزا دینا چاہتی تھی۔

اب نہ گھر کا کام وقت پہ ہوتا نہ ٹائم پہ خرم کو کھانا ملتا اب صائمہ کے پاس اتنا ٹائم نہی ہوتا کے وہ خرم کیساتھ دو پل بیٹھ کے باتیں کرے اب وہ اسفند کی دیکھ بھال کرنے کیلیے بھی ایک ماسی رکھ چکی تھی۔۔

آج اسفند کی 5 سالگرہ تھی خرم جلدی گھر آگیا مگر صائمہ گھر سے غائب تھی۔۔
خرم نے صائمہ کا کافی انتظار کیا اور وہ دس بجے کے قریب گھر پہنچی ہنستی مسکراتی خان کیساتھ جیسے دیکھ کے خرم کا خون کھول گیا۔

خان تو چلا گیا صائمہ جب کمرے میں جانے لگی خرم۔کو آگنور کرکے تو خرم نے کہا۔ بہت جلدی گھل مل گئ ہو خان سے یہ تک بھول کے آج ہمارے بچے کی سالگرہ ہے وہ بچہ تمہارا انتظار کرتے کرتے سو گیا۔اور تم خان کیساتھ مصروف ہو۔ بھول گئ ہو شادی شدہ ہو ایک بچہ ہے تمہارا ---

خرم۔کے بولنے پہ صائمہ پلٹی اور کہا۔
بڑی جلدی یاد آگیا تمہیں کے میں تمہاری بیوی ہو تب یہ احساس کہا تھا جب میں نے تم سے کہا تھا نہ جاؤ جب تمہیں احساس نہی ہوا کے تم بھی شادی شدہ ہو تمہارا بھی ایک بچہ ہے جیسے تم ایک کانٹریکٹ کے پیچھے چھوڑ کے چلے گئے ہر اس جگہ تم نے اپنی بیوی کو اکیلا چھوڑا جب اسے تمہاری ضروت تھی جب شوہر اپنی زمہداری نہی نبھاتا تو باہر والوں کو موقع ملتا ہے خرم --

تو یہ سب میں نے تم دونوں کیلیے کیا صائمہ۔۔

غلط بلکل غلط خرم تم نے یہ صرف اپنے لیہ کیا۔ہمارے لیہ نہی ہمیں تمہاری ضرورت تھی خرم پیسوں کی نہی۔اسفند بخار سے ترپ رہا تھا مگر تمہیں لندن جانا تھا جب تم نے ہمارا نہی سوچا تو میں کیوں سوچو۔۔

خرم کے پاس آج صائمہ کی۔کسی بات کا جواب نہی تھا۔۔

معاشرہ ایسی عورت کو کیا بولتا ہے جو شوہر کے علاؤہ دوسرے مردوں سے تعلق رکھے۔۔خرم نے صائمہ کے سامنے کھڑے ہوکے کہا۔

اور ایسے مردوں کو ہمارا معاشرہ کیا کہتا ہے جو بیوی اور بچے کو اکیلا چھوڑ کے اپنی خواہش کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔

صائمہ نے بھی اسے طرح خرم سے سوال کیا۔

بقول تمہارے خان کی نیت اچھی نہی وہ تم پہ غلط نیت رکھتا ہے تو اب کیا ہوا؟؟

خرم نے ایک اور سوال داغا۔۔

تم نے میری اس بات پہ۔یقین کیا تھا بلکہ اس کے بدلے تم نے مجھ سے کیا کروایا تھا یاد ہے تمہیں۔۔

اب تم میرے قابل نہی رہی صائمہ تم۔جا سکتی ہو اپنے گھر۔۔

صائمہ جو واش روم میں جانے لگی تھی ایک دم خرم کی آواز پہ پلٹی اور کہا ۔۔

ٹھیک ہے میں بھی اب یہاں رہنا نہی چاہتی۔۔

یہ کہہ کے صائمہ نے خان کو کال کر کے بلا لیا۔۔

اسفند جو اس شور شرابے سے اٹھ چکا تھا اپنی ماں کو اپنا سامان باندھتے دیکھا تو بلک بلک کے رو پڑا اپنی ماں کو اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے روکنے لگا اور خرم صرف گردن جھکا کے بیٹھا تھا یہ اسی کا بویا تھا جو اس وقت وہ کاٹ رہا تھا۔۔

خان کے آتے ہی صائمہ نے اپنے بچہ کو روتا بلکتا چھوڑ کے اکبر خان کیساتھ چلی گئ اور دو دن بعد خرم نے صائمہ کو طلاق دے دی۔۔

صائمہ خان کیساتھ اپنا سب کچھ چھوڑ کے ا توگئ مگر بالکل خاموش ہوگئ۔۔

کراچی میں جب سب کو صائمہ اورخرم کی علیحدگی کا پتہ چلا تو ایک کہرام مچ گیا ہارون نے خرم سے بہت باز پرس کی مگر اس نے اپنی زبان نہی کھولی۔۔

ادھر خان نے صائمہ سے کچھ عرصہ بعد نکاح کرلیا ۔زندگی کی ہر آسائشیں اس نے صائمہ کو دی عزت پیار سب کچھ ہرپل وہ صائمہ کیساتھ سائے کی طرح رہتا کتنی بار خان اس سے اظہار محبت بھی کرچکا تھا۔اسکے کھانے کا پینے کا اسکی ہر چیز کا دیھان رکھتا ۔صائمہ جانتی تھی کے خان اسسے بہت محبت کرتا ہے مگر وہ ایک زندہ لاش کی طرح ہوگئ تھی نہ زیادہ ہنستی نہ زیادہ خان سے بات کرتی ۔

دن بدن اسکی صحت گرتی جارہی تھی۔ادھر کشمالہ کوجب اکبر کے نکاح کاپتہ چلا تو وہ بنا شور شرابہ کیے زارون کیساتھ گاؤں اگئ--

ادھر خرم نے اپنے پاس دائ جان کو بلا لیا اسفند ہر وقت اپنی ماں کو یاد کرتا ہر وقت بیمار رہتا۔ادھر زارون اپنی بہن کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک گیا مگر اسے صائمہ کہی نہی ملی--

خان کی جان صائمہ میں بستی تھی اور یہ بات اسکے قریب رشتہ داروں کو بہت جلد معلوم ہوگی صائمہ کی سالگرہ پہ خان نے صائمہ کو ایک لاکٹ دیا جس پہ خان لکھا تھا اور خود صائمہ کو پہنایا۔۔

مگر صائمہ اسے اب ان سب چیزوں سے کوئ سروکار نہیں تھا۔۔اسے بس اب اپنے بچے کی یاد ستاتی تھی۔ادھر خرم کو بھی احساس ہوچکا تھا کے وہ کیا کھو چکا ہے بزنس کے چکر میں۔

دن بدن صائمہ کی طبیعت گرتی جارہی تھی اکبر خان کو بھی تشویش لاحق ہونے لگی ایک دن بہت ضد کرکے خان صائمہ کو ڈاکٹر کے پاس لے کے گیا اور اسے وہاں جو خبر اسے سننے کو ملی وہ اسکے پیروں کے نیچے سے زمین کھینچنے کیلیے کافی تھی۔

صائمہ کو برین ٹیومر تھا اور لاسٹ اسٹیج تھی۔خان نے کوئ کسر نہی چھوڑی صائمہ کا علاج کروانے میں مگر ناکام رہا۔

یہ بول کے ناعمہ بیگم چپ ہوئ جب اسفند نے روتے ہوئے کہا۔

پھر کیا ہوا ماما۔۔

میری پاکستان کی فلائٹ ایک مہینے بعد کی تھی۔مگر مجھے خان نے کال کر کے ارجنٹ پاکستان بلایا میں خان کو نہی جانتی تھی مگر جب اس نے صائمہ کا بتایا تو مجھے آنا پڑا۔

جب میں اسلام آباد کے ایک ہاسپٹل پہنچی تو وہاں میری بہن اپنی آخری سانسیں گن رہی تھی۔۔

میں اپنی بہن کی حالت دیکھ کے سکتے میں آگئ ۔صائمہ نے مجھے ایک ایک بات بتا دی مجھے بہت غصہ آیا اپنے آپ پر کے اتنا سب کچھ ہوگیا مگر میں اپنی بہن سے اتنی غافل رہی اور اس سے زیادہ غصہ تھا تمہارے پاپا پر ۔

صائمہ نے اپنی آپ بیتی مجھے سنائ اور خان کا لاکٹ مجھے دیکھ کے ہمیشہ کیلیے اس دنیا سے چلی گئ--

اکبر خان صائمہ کے مردہ وجود سے لپٹ کر بچوں کی طرح رو پڑا میں حیران تھی کے کوئ کسی سے اتنی محبت کیسے کرسکتا ہے یہ جانتے ہوئے بھی کے صائمہ نے اس سے کبھی محبت نہی کی--صائمہ کے بے جان وجودکو خان نے کسی قیمتی موتی کی طرح آخری بار اپنی باہنوں میں بھرا اور اسکے چہرے کے ایک-ایک نقوش کو چوم کے چلا گیا--

اور میں صائمہ کی ڈیڈ باڈی لے کے کراچی اگئ--

صائمہ کی ڈیڈ باڈی کراچی پہنچی تو کہرام مچ گیا--

نصرت بیگم تو ہوش میں ہی نہی اراہی تو ادھر ہارون نے چپ سادھ لی-

ناعمہ اپنی ہم جوڑی کو کفن میں لپٹا دیکھ بس اسکا چہرہ ہی تک رہی تھی--

ناعمہ نے ایک فون خرم کو بھی کیا صائمہ کی موت اسکے لیے بھی کسی سانحہ سے کم نہی تھی --

مگر ہارون نے کسی کا انتظار نہی کیا اور صائمہ کو لحد میں اتار دیا۔اکبر خان جو صائمہ کی موت سے غائب تھا مگر اسکی میت کو کاندھا دینے ضرور ایا--

خرم جب تک کراچی پہنچا جب تک صائمہ مٹی کی آغوش میں جاچکی تھی--ہارون نے خرم کو بہت مارا مگر وہ تو بس سکتے کی حالت میں تھا صائمہ اسے اتنی بڑی سزا دیلے گی اپنا آخری دیدار سے بھی محروم رکھے گی ایسا تو اس نے سوچا نہی تھا--

اسفند تو صائمہ کے جانے کے بعد بستر سے لگ گیا۔اج صائمہ کی موت کو دس دن ہوچکے تھے ناعمہ نے ایک نظر بھی اسفند کو نگاہ اٹھا کے نہی دیکھا۔

رات میں ناعمہ اپنے ٹیرس پہ کھڑی تھی کے کسی کے رونے کی آواز سن کے اس نے ادھر ادھر دیکھا تو برابر والے ٹیرس پہ کوئ گھٹنوں پہ سر دیے رو رہا تھا۔۔

ناعمہ کے دل میں نجانے کیا سمائ کے وہ برابر والے کمرے میں گئ اور ٹیرس کا نظارہ دیکھ کے اسکی آنکھیں بھی بھیگنے لگی اسفند زارو قطار رو رہا تھا۔۔

ناعمہ نے جاکے اسکے گودھ میں بیٹھایا تو وہ ناعمہ کی شکل دیکھ پہلے تو حیران ہوا ۔۔

ناعمہ نے محسوس کیا اسے بہت تیز بخار ہے ناعمہ نے اسکے سر پہ ہاتھ پھیرا تو وہ ماماکہتے ہوئے ناعمہ کے گلے لگ کے رونے لگا اور ساتھ میں کہنے لگا ماما آپ کہاں چلی گی تھی؟؟

اب تو نہی جائینگی اور یہ بول کے بیہوش ہوگیا۔۔

ناعمہ تو ماما لفظ سن کے ہی ساکن ہوگئ ایساتو اسے نے سوچا ہی نہی تھا کے اسفند کے ننھے سے دماغ میں اسکی ماما کے جانے کا واقع محفوظ ہوگا۔۔

ناعمہ نے اسفند کو احتیاط سے بیڈ پہ۔لیٹایا اور اسکے پاس سے جانے لگی جب خرم اندر آیا ناعمہ نے ایک نظر خرم کو دیکھا اور اسکے پاس سے جانے لگی جب خرم نے کہا۔

ناعمہ بات سنو؟؟

نام مت لو میرا اپنی زبان سے تم نے تو محبت کی تھی نہ میری بہن سے تو کیوں اس کیساتھ ایسا کیا کے وہ موت کی آغوش میں جاکے سوگئ۔
کیوں خرم کیوں؟؟
ناعمہ نے خرم کا کالر پکڑ کے چیخ کے کہا۔۔

مجھے نہی پتہ تھا ناعمہ میری خواہش میری زندگی برباد کردے گی میرے بچے کو موت کے منہ تک لے آئے گی یہ بولتے ہوئے خرم جھٹکے سے نیچے بیٹھ گیا۔

تم۔جانتے ہو خرم میری بہن نے صرف تم سے محبت کی تھی اکبر خان کبھی اسکے دل میں جگہ نہی بنا پایا مگر اتنا ضرور کہونگی کے اگر صائمہ سے کسی نے محبت کی ہے تو وہ اکبر خان نے کی ہے۔۔

تم نے صرف دکھاوا کیا ہے ۔

یہ بول کے ناعمہ جانے لگی جب خرم۔نے کہا۔

شاید اس لیہ مجھے محبت کا سکون نہی ملا کیونکہ میں تمہاری محبت نہی پہچان سکا تم بھی تو مجھ سے محبت کرتی ہو۔۔

خرم کے الفاظ تھے یہ کوئ سیسہ جو ناعمہ کے کان میں پگھلا تھا۔۔۔

ناعمہ ایک جھٹکے سے مڑی اور حیران نظروں سے خرم کو دیکھا اور کہا۔

!! تم۔۔مطلب یہ جھوٹ ہے تمہیں غلط فہمی ہوئ ہے

یہ بول کے ناعمہ جانے لگی جب خرم نے ایک بار پھر کہاانسان جھوٹ بول سکتا ہے مگر اسکے لکھے الفاظ نہی تمہاری ڈائری جو تم۔یہاں بھول گئ تھی مجھے صائمہ کی الماری میں سے ملی۔۔

میرے بچے کو بچا لو ناعمہ وہ مر جائے گا ہر رات وہ موت کے قریب ہوتا ہے کوئ دوا اسے اثر نہی کرتی ۔پلیز بچالو اسے ۔اج وہ تمہاری آغوش میں تمہیں ماں سمجھ کے ایا تو سکون سے سو گیا کیا تم ساری زندگی اسے ماں کا پیار دے سکتی ہو؟؟

خرم کی بات پہ ناعمہ کا دل بے ڈھرک اپنے دل پہ گیا اس نے ایک نظر سوئے اسفند پہ ڈالی اور کمرے باہر نکل گئ۔۔

دو دن تک وہ خرم کے پوچھے گئے سوال کے بارے میں سوچتی رہی ۔اور ادھر جب ناعمہ کے ہی کہنے پہ دائ جان نے خرم کیلیے ناعمہ کا ہاتھ مانگا تو ہارون نے صاف دائ جان اور خرم کو گھر سے نکل جانے کو کہا۔

مگر جب ناعمہ نے اپنی رضامندی دی تو ہارون نے صاف کہہ دیا کے اگر وہ یہ شادی کریگی تو اپنے میکے سے ہر تعلق توڑ بیٹھے گی۔اور ساتھ فاخرہ کو بھی کسی ایک۔کو چننے کو کہا۔۔

ناعمہ نے اسفند کو ماں کی چھاؤں دینے کا سوچا خرم کی زندگی میں شامل ہوگی ادھر فاخرہ نے بھی اپنے شوہر کا گھر چنا اور یو یہ دو گھر الگ ہوگئے۔۔

اسکے بعد جو ہوا اسسے تم۔واقف ہو۔۔۔۔

ناعمہ بول کے چپ۔ہوئ جب اسفند دیوانہ وار ناعمہ بیگم کے گلے لگ کے روتے روتے کہنے لگا ۔

۔مجھے معاف کردے ماما میں نے آپکا بہت دل دکھایا آپ کو بہت ہرٹ کیا مگر اپنے کبھی مجھے حقیقت کیوں نہی بتائ۔ماما کیوں میری بدتمیزی برداشت کی۔۔؟؟

کیونکہ تمہاری ماما مجھ سے بہت کرتی ہے اور نہی چاہتی تھی کے جب تمہیں سچائ کا علم ہو۔۔ تو تم۔ مجھ سے نفرت کرو۔۔

پیچھے سے آتی خرم صاحب کی آواز پہ دونوں نے پلٹ کے دیکھا جو کافی عرصہ کے بیمار لگ رہے تھے۔

نہی پاپا میں آپ سے نفرت نہی کرسکتا جو ہوا وہ قسمت کا کھیل تھا آپکا اس میں۔ کوئ قصور نہی اور ماما مجھے پلیز معاف کردے ایک بار پلیز اسفند دونوں کے گلے لگ کے بلک بلک کے رونے لگا۔۔

اسفند رجا کے ساتھ بھی تم وہی کرنے جارہے ہو جو میں نے تمہاری ماں کیساتھ کیا تھا۔۔

خرم کی بات پہ ناعمہ اسفند سے الگ ہوئ اور کہا۔

ہاں اسفند رجا بہت محبت کرتی ہے تم سے اور محبت کو ٹھکرانے والے کبھی خوش نہی رہتے ۔

۔ہم۔کل کراچی جارہے ہیں ماما آپکی آنکھوں والی آندھی بہو کو لانے۔۔

اسفند کے بولنے پہ سب کے چہروں پہ خوشی کی لہر ڈور گئ۔۔

دائ جان سمیت وہ لوگ کراچی رجا کے گھر پہنچے مگر جب انہیں یہ علم ہوا کے رجا نہی ہے تو اسفند کا تو مانو سانس رک گیا اور ادھر فاخرہ بیگم اپنی بیٹی پہ آپ بیتی سن کے بیہوش ہوگئ۔۔

جلد از جلد انہیں ہسپتال لے جایا گیا شدید ہارٹ اٹیک ہوا تھا انہیں مسلسل چار گھنٹے بیہوش رہنے کے بعد انہیں ہوش آیا انہوں نے روتے روتے ا ہارون سے یہ ناراضگی ختم کرنے کو کہا اسفند کو بھی وہ ۔معاف کرچکے تھے کیونکہ سب کے علم میں تھا کے رجا کہاں ہے سوائے اسفند کے ۔۔

ایک بار پھر وہ سب ایک ہوگئے تھے مگر جس کی وجہ سے ایک ہوئے تھے وہ نجانے کہاں چلی گئ تھی۔۔

(پانچ سال بعد)

زوہیب آپ اٹھ رہے ہیں یہ نہی؟؟

آخری بار پوچھ رہی ہو؟؟؟

انعم نے غصہ میں کوئ تیسری بار اکے زوہیب کو اٹھایا تھا جو گھوڑے گھدے بیچ کے سو رہا تھا اٹھنے کا نام ہی نہی لے رہا تھا۔

زوہیب؟؟

انعم نے قریب آکے زوہیب کا کندھا ہلایا۔زوہیب جو موقع کی تلاش میں تھا انعم کا ہاتھ پکڑ کے اسے زور سے اپنے اوپر گرایا اور کمفرٹر اوڑھ کے انعم کی شہ رگ پہ جھک کے اسے چومنے لگا۔۔

انعم جو اس آفت پہ ایک دم بوکھلاگئ۔زوہیب کے ہاتھ پہ چٹکی بھرتے ہوئے کہا۔۔

آپ جاگ رہے تھے زوہیب؟؟

ہمم میری سوہنی جب تم نے پہلی بار اوازدی تھی تبھی جاگ گیا تھا مگر کیا ہے نہ رات کو بچوں نے میرا رومینس کی بینڈ بجا دی تو سوچا ابھی پورا کرلو۔۔

افففف زو۔۔۔ہ۔۔ابھی انعم غصہ میں کچھ اور کہتی زوہیب انعم کے لبوں پہ جھک چکاتھا
اس کے دونوں ہاتھ قابو کر کے ایک بار پھر اس پہ قابض ہوچکا تھا۔جب کسی نے آندھی کی طرح دروازہ بجایا اور طوفان کی طرح دو نفوس اندر ائے..

دروازہ بجاتے پہ زوہیب انعم کے اوپر سے ہٹ چکا تھا انعم نے بھی اپنی حلیہ درست کیا اور سامنے کھڑے نفوسوں کو دیکھا جو غصہ میں لال پیلے ہورہے تھے--

ماما پاپا کب چلینگے آپ دونوں نور کی برتھ ڈے ہے کل ہم کراچی کب جائینگے ماما کب سے اپنے ہمیں تیار کیا ہوا ہے--

یہ بولنے والا زوہیب کا بیٹا مزمل تھا جو تین چار مہینے بعد 6 سال کا ہونے والا تھا--

)پاپا اب تب تلایار ہودے انتتی دیر ہودئ (پاپا آپ کب تیار ہونگے اتنی دیر ہوگئ--

یہ بولنے والا انعم اور زوہیب کی 3 سال کی بیٹی عمائمہ تھی--

بیٹا میں تو کب سے تیار ہو یہ تمہارے پاپا نجانے کب تیار ہونگے---؟؟

انعم نے بھی سارا ملبہ زوہیب پہ گرا دیا جو اپنا رومینس پورا نہ ہونے پہ منہ لٹکا کے بیٹھا تھا۔۔

ارے بھئی تین گھنٹے کے بعد کہ فلائٹ ہے تم لوگ ابھی سے شور مچا رہے ہو جاتا ہو تیار ہونے لوگوں کو تو میں بعد میں پوچھتا ہو زوہیب نے انعم کی طرف دیکھ کے سڑا ہوا منہ بنا کے کہا اور تیار ہونے چلا گیا۔۔

انعم اور زوہیب کی فیملی کمپلیٹ ہوچکی تھی۔۔زوہیب کو اللہ نے اسکی بیوی اور اسکے بچوں کے نصیب سے بہت نوازا تھا اور آج وہ اسلام آباد کا بزنس مین کہلاتا تھا۔۔

!!!!!!!

لبنہ لبنہ ؟؟

جی جی امی ۔

لبنہ جمیلہ بیگم کے پکارنے پہ تیزی سے انکے کمرے میں پہنچی مگر لبنہ کے ایسے تیزی سے آنے پہ جمیلہ بیگم نے غصہ میں گھور کے لبنہ کو دیکھا اور کہا۔۔

کیا کرتی ہو بیٹا دیھان سے دور تھی کوئ کام کررہی تھی تو کسی نوکرانی کو بھیج دیتی جانتے ہو ابھی شروع کے مہینے ہے ڈاکٹر نے کتنی احتیاط کا بولا ہے۔۔

جی جی ماما میں بہت احتیاط کررہی ہو آپ بتائے کیا کام تھا؟؟

ہاں یہ لو دیکھو میں بھول گئ باتوں میں فاخرہ بھابھی نے مجھ سے اوپر والے پورشن کی صفائ ایک بار پھر دیکھنے کو کہا تھا تم زرا چیک۔کروالو پھر شام میں تیار بھی ہونا ہے ۔

اوکے امی یہ کہہ لے لبنہ چلی گئ تو جمیلہ بیگم بھی جلدی جلدی کام سمیٹنے لگی کیونکہ کچھ دیر میں دائ جان اپنی فیملی کیساتھ آنے والی تھی --

لبنہ اور آصف کو اللہ نے شادی کے 4 سال بعد بیٹی سے نوازا تھا جسکا نام ان دونوں نے نور رکھا اور پھر انکے گھر ایک اور خوشی کی آمد تھی نور کی پہلی سالگرہ کے ساتھ ساتھ عقیقہ بھی تھا اس لیہ بڑے پیمانے پہ تقریب رکھی گئ تھی--
جمیلہ بیگم اب بہت بدل چکی تھی اب نہ وہ کسی سے دل میں بغض رکھتی نہ اپنی بہو سے ناک منہ بناتی بلکہ اپنی پوتی میں تو انکی جان تھی--

!!!!!!!!!

ارے یار حنا کہاں ہو سب انتظار کررہے ہیں ایک تم ہو تمہارے سامان سمیٹنا ہی کم نہی ہورہا دائ جان نے غصہ کیا نہ تو تمہارا نام لونگا صاف ایک گھنٹے میں فلائٹ ہے کراچی کی پاپا کا بھی کئ بار فون آچکا ہے--

مظہر کے تیسری بار پکارنے میں حنا تیزی سے نیچے آئ اپنی دو سالہ بیٹی ہانیہ کو لے کر جب کا پانچ کا سال بیٹا جو اپنے باپ کی ٹو کاپی تھا احمد مظہر کیساتھ کار میں بیٹھا گیم کھیل رہا تھا۔

مظہر نے جب حنا کو ہانیہ کو اٹھائے ہانپتا کانپتا دیکھا تو اسے بھی حنا کی حالت پہ ترس آیا اس نے آگے بڑھ کے ہانیہ کو حنا کی گودھ سے لیا مگر حنا کے گالوں کو چومنا نہی بھولا حنا نے مظہر کی اس حرکت پہ اسے گھور کے دیکھا اور کہا۔

اب کیا کرو دو دو بچوں کی ماں ہو پھر بھی لگتی ہی نہی --

اچھا اچھا جلدی چلے اب دائ جان نہی ڈانٹینگی حنا نے شرماتے ہوئے کہا--

وہ لوگ اسفند ولا پہنچے تو سب ریڈی تھے بس انتظار ہورہا تھا رجا کا ۔

اور زیادہ انتظار کرنا نہی پڑا ایک گاڑی آکے رکی اور اس میں رجا نکلی اور پھر اسکے دو جڑواں بچے --

پانچ سال کی ایشال جو ہو بہو اسفند کی کاپی تھی آنکھوں کا کلر بھی اسفند کے جیسا تھا یہاں تک کے حرکتیں بھی سیم ویسی تھی اور دوسرا اذان جو ہو بہو رجا کی کاپی تھا انکھیں ہونے کے باجود دیکھ کے نہ چلنا یہ خصوصیت اذان میں بھی پائ جاتی تھی--

اس رات جب رجا ٹیکسی میں گئ تو پیچھے سے خرم صاحب بھی اسکے پیچھے گئے۔خرم صاحب نے ٹیکسی روک کے رجا کو اپنی گاڑی میں لیا اور رجا کے کہنے پہ اسے زوہیب اور انعم کے گھر پنڈی چھوڑ ائے۔

بہت جلد سب کو پتہ لگ گیا کے رجا ماں بننے والی ہے وہ بھی ایک نہی دو دو بچوں کی ۔مگررجا نے سب کو دھمکی دی کے اگر یہ بات اسفند کو کسی نے بھی بتائ یہ پھر اسکے ماں بننے کی خبر اسے دی تو وہ ان سب سے دور چلی جائے گی۔۔

بچے پیدا ہونے تک رجا زوہیب کے گھر رہی انعم اور زوہیب نے اسے کسی چیز کی کمی نہی ہونے دی۔۔

اسفند جو یہ بات بہت جلد جان چکا تھا کے اس کی بیوی کہاں ہے اس بات سے اسکے گھر والے وقف ہیں مگر اس بات سے وہ انجان ہی رہا ہے وہ باپ بننے والا ہے۔۔

رجا کی دھمکی جب اسفند کو پتہ چلی تو وہ خاموش ہوگیا۔۔مظہر سے اس نے ہاتھ جوڑ کے معافی مانگی اور مظہر نے اسے معاف بھی کردیا دل سے تو ادھر زارون اور اکبر خان نے بھی اس سے معافی مانگی۔۔اوراسفند بھی انہیں معاف کردیا۔

اسفند نے اب اپنی قسمت کا فیصلہ اللہ پہ چھوڑ کے لندن چلا ایا۔۔
رجا نے بچوں کے پیدا ہونے کے بعد کسی کہ سپورٹ نہی لی اور خود بوتیک کھولا جو اب بہت اچھا چل رہا تھا ۔۔وہ رہتی آسلام آباد میں ہی تھی مگر اپنے خود کے فلیٹ میں جو اسفند ولا سے زرا سے فاصلہ پہ تھا۔۔
اسفند ایک بار پھر قسمت کا کھیل دیکھنا چاہتا تھا کیا اس کے نصیب میں تھا رجا سے ملنا یہ نہی یہ آزمانا چاہتا تھا۔۔

!!!!!!

نور کی سالگرہ کی تقریب زورو شور سے جاری تھی جب کسی کی آمد پہ رجا مسکراتی ہوئ گیٹ پہ اسے ریسیو کرنے گئ۔اور جا کے شکوہ کیا۔۔

ہمیشہ دیر سے آنا اور کہاں ہے تمہارا لیٹ لطیف شوہر۔۔

رجا کے شکوہ کرنے پہ آمنہ نے مسکرا کے گیٹ کے باہر اشارہ کیا تو زاروں اپنے نو مہینے کے بیٹے کو سنبھالتا ارہا تھا۔۔

زاروں نے سب کی بہت منتیں کی اسے ایک بار رجا سے ملوادے اسکا ضمیر اسے ملامت کرتا جو وہ رجا کیساتھ کرچکا تھا غصہ میں آنا میں ۔۔

اکبر خان نے جب رجا سے بات کی تو رجا نے زاروں سے ملنے کی حامی بھر لی۔زاروں کے رونے بلکنے پہ اسکی۔اجڑی حالت کو دیکھتے ہوئے رجا نے زاروں کو معاف کردیا۔۔

اسکے بچوں کی پیدائش پہ اسکی صرف ایک دوست آئی آمنہ کیونکہ اریبہ شادی کر کے سعودیہ عرب جا چکی ۔امنہ کی والدہ نے جب رجا سے اسکی شکایت کی کے وہ پر رشتہ منع کردیتی ہے صاف بولتی ہے شادی نہی کریگی۔تو رجا نے آمنہ کو آن گھیرا اور بہت باز پرس کرنے پہ آمنہ نے یہ بات اگلی کے وہ یونی سے ہی زارون سے محبت کرتی ہے مگر وہ تم سے محبت کرتا تھا اس لیہ وہ پیچھے ہٹ گئی۔۔

رجا ے زارون سے آمنہ کیلیے بات کی مگر وہ شاک نہی ہوا اس نے رجا کو کہا وہ یہ بات جانتا ہے کے امنہ اسے پسند کرتی ہے ۔اور پھر زارون نے بھی کسی کو محبت کو ٹھکرانے کے بجائے اسے محسوس کرنے کا سوچا اور انعم کے گھر رشتہ لے کے گیا۔

دوسال پہلے ان دونوں کی شادی ہوئی اور ان کے گھر ایک ننھا مہمان آیا جسکا نام انہوں نے مدثر رکھا۔

آمنہ نے زراون کی زندگی میں کافی سکون رکھا وہ دھیرے دھیرے رجا کی محبت بھولنے لگا اب رجا اسکی دوست تھی بس --

ہاں ہاں کرلو شکوہ اپنی دوست سے یہ نہی بتایا کے میں نے تیار ہونے میں وقت لیا زاروں نے بھی حساب برابر کرتے ہوئے رجا سے آمنہ کی شکایت کی ۔رجا نے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا اور دونوں کیساتھ اندر بڑھ گئ--

پارٹی اپنے عروج پہ تھی سب ہی ینگ پارٹی ایک ٹیبل پہ بیٹھے تھے جب اذان آنکھوں میں انسو لیے رجا کے پاس ایا--رجا نے جب اذان کو روتا دیکھا تو فورا پریشان ہوگی اور کہا--

کیا ہوا اذان آپ رو کیوں رہے ہو؟؟

ماما نانوں کے برابر والی مینہ ہے نہ میں نے اس کے پاپا سے کہا کے انکل مجھے بھی سوئٹ ڈش دے دے تو اسنے مجھے دھکا مارا اور کہا۔۔

اپنے پاپا سے کہو۔۔

ماما کہاں ہیں میرے پاپا آپ ہمیشہ کہتی ہیں وہ آئینگے آئینگے مگر کب آئینگے مجھے میری اس سالگرہ پہ میرے پاپا چاہیے ورنہ میں آپ سے کبھی بات نہی کرونگا۔۔

یہ بول کے اذان تو چلا گیا مگر رجا کو ساکن کرگیا وہاں بیٹھا ہر نفوس جانتا تھا کے آج نہی تو کل بچے اسفند کو پوچھیں گے مگر کسی نے فلحال رجا کو کچھ نہی کہا۔۔

مگر زارون اور مظہر نے ایک دوسرے کو دیکھا اور دائ جان سے بات کرنے کا سوچا کیونکہ وہی تھی جو اسفند کو لا سکتی تھی واپس پاکستان

لندن--

بلیک کلر کے لونگ کوٹ پہنے وہ آفس کا کام سمیٹ رہا تھا۔ بارش کا موسم تھا اور اسفند کو جلد ازجلد اپنے فلیٹ پہ پہنچ کے اپنی پیکنگ بھی کرنی تھی--
جبھی آفس کا دروازہ کھلا اور ایک 22 سال کی لڑکی جو خوبصورت ہونے کیساتھ ساتھ معصوم بھی تھی طریقہ کا ویسٹرن ڈریس پہنے اسفند کے آفس میں اینٹر ہوئ جسکا پھلا ہوا منہ دیکھ کے اسفند سمجھ چکا تھا کے آج اسکی پھر وسیم سے لڑائ ہوئ جو اسکا منگیتر ہونے کیساتھ اب بہت جلد اسکا ہونے والا شوہر بھی تھا--

اسفند نے اسکا پھولا ہوا منہ دیکھا تو اپنی ہنسی کو کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔

کیا ہوا مہوش منہ کیوں لٹکا ہے؟؟

مہوش نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر کہا۔۔

اسفی بھائی میں نے آپ سے کہا تھا ماما سے بات کرے ابھی مجھے شادی نہی کرنی اوپر سے آپ نے تو اور ماما کو یہ کہا کے اسی منتھ کے لاسٹ میں شادی کردو ۔۔

ہاوو کڈ یو؟؟

اوہ میں سمجھا پتہ نہی کیا ہوگیا میری بہن کا منہ کیوں لٹکا ہے ۔۔

اسفی بھائی میں سیریس ہو۔۔

اوہ اوہ اچھا۔۔

اور آپ تو ویسے بھی کل پاکستان جارہے ہیں میری شادی پہ بھی نہی ہونگے اپ۔۔

یار دائ جان نے اس بار دھمکی دی نہی آیا تو واسطہ ختم اب تو جانا پڑے گا۔اسفند نے مصروف انداز میں کہا۔

صرف دائ جان کیلیے جارہے ہیں رجا بھابھی کیلیے نہی۔۔مہوش کی بات پہ اسفند کا کام کرتا ہاتھ رکا اور اس نے مسکرا کے کہا۔۔

پتہ نہیں مہوش کہا ہے ؟کیسی ہے ؟

مگر شاید اس بار قسمت مہربان ہو جائے مل۔جائے مجھے۔

مل جائے گی انشاءاللہ ابھی وہ دونوں باتیں کررہے تھے کے دروازہ کھلا اور وسیم گنگناتے ہوئے اندر ایا--

ساتھ چھوڑونگا نہ تیرے پیچھے اونگا--"
چھین لونگا یہ خدا سے مانگ لاونگا--
تیرے نال تقدیرا لکھوانگا--
"میں تیرا بن جاونگا---

وسیم کے گانا گنگنانے پہ اسفند کا ہاتھ پل بھر کیلیے رکا پل بھر کیلیے آنکھیں اسکی بھیگی مگر پھر وہ نارمل انداز میں مسکرایا اور کہا۔

وسیم میری بہن کا اگر خیال نہیں رکھا نہ تو لندن آنے میں مجے دو منٹ لگینگے --

اسفند کی دھمکی پہ 23 سالہ وسیم نے سڑا ہوا منہ بنایا اور کہا۔۔دونوں بہن بھائی صرف دھمکی دیتے ہو۔۔

وسیم کے اس انداز پہ اسفند کے ساتھ ساتھ مہوش کی بھی ہنسی نکلی۔

چلو نہ مہوش شاپنگ پہ۔۔۔

وسیم نے منتیں بھرے انداز میں کہا تو اسفند کے کہنے پہ مہوش اسکے ساتھ چلی گئ۔

لندن میں اسفند کے یہ پڑوسی اسفند کی بے رنگ زندگی میں کسی رنگ کی مانند تھے ۔مہوش کی امی اپنی بیٹی کیساتھ رہتی تھی جبکہ انکے والد کا انتقال ہوگیا۔وسیم مہوش کے خالہ کا بیٹا تھا اور مہوش سے بہت محبت کرتا تھا۔۔

اسفند کے بارے میں مہوش اور وسیم سنب جانتے تھے بس دعا کرتے تھے کے انکے بھائی کی یہ ہجر کا سفر اب ختم۔ہوجائے۔۔

اسفند گھر پہنچ کے اپنی پیکنگ کرنے میں مصروف ہوگیا جب اسکی ایک تے شدہ شرٹ میں سے رجا کی پک گری--

اسفند نے پک اٹھائ اور غور غور سے دیکھنے لگا--

کہی تو دل میں یادوں کی ایک سولی گرڑھ جاتی ہے۔"

کہی کوئ تصویر بہت ہی دھندلی پڑھ جاتی ہے۔

کوئ دنیا کے نئے رنگوں میں خوش رہتا ہے---

کوئ سب کچھ پاکے بھی یہ من ہی من کہتا ہے۔

کہنے کو ساتھ اپنے ایک دنیا چلتی ہے--

پر چپکے اس دل نہ تنہائ پلتی ہے--

""""بس یاد ساتھ ہے۔تیری یااد ساتھ ہے--

!!!!!!

اسفند کراچی پہنچ چکا تھا کیونکہ ناعمہ بیگم اسے بتا چکی تھی وہ لوگ کراچی میں ہیں۔۔
صبح 12 بجے کے قریب وہ کراچی پہنچا تھا فلائٹ میں ارام کرتا آیا تھا اس لیہ فریش
ہوکے بیٹھا تھا جب اس نے دائ جان سے کہا۔

دائ جان یہ حنا اور مظہر نہی دیکھ رہے وہ لوگ تو کہہ رہے تھے کے کراچی میں
ہے اور زوہیب اور انعم بھی نہی دیکھ رہے۔۔
ابھی نصرت بیگم اسے جواب دیتی کے اس کے ناعمہ بیگم کے نمبر پہ حنا کی
کال۔انے لگی۔۔

ارے حنا کہاں ہو تم۔لوگ؟؟

اسفند نے ناعمہ بیگم سے موبائل لیتے ہوئے کہا۔

ارے بھائ یہاں فییسٹا واٹر پارک میں ہے یہی اجائے نہ آپ --

ارے میں وہاں آکے کیا کرونگا تم لوگ آجاؤ گے تب مل لینگے ---

اجائے نہ بھائ سب بچے اپکو دیکھ کے خوش ہوجائیگے ۔حنا کے اصرار پہ اسفند نے اڈریس پوچھا اور فیسٹا کیلیے نکل پڑا۔

ادھر سارے گھر والے آج ہونے والے تماشے کیلیے تیار بیٹھے تھے سب جانتے تھے اب یہ بات اسفند سے کوئ چھپا نہی سکتا کے وہ دو بچوں کا باپ ہے --زروان زوہیب اور مظھر کے کہنے پہ۔دائ جان اور دددي دونوں نے اسفند کو بلا تو لیا تھا مگر آگے جو ہوگا اس کیلیے وہ دونوں زمیدار نہی ہونگی یہ بات وہ ان تینوں کو بول چکی تھی----

اسفند واٹر پارک پہنچ چکا تھا جب اس نے حنا کے نمبر پہ کال کر کے پوچھا۔۔

آگیا ہو میں کہاں ہو تم لوگ۔؟؟

بھائی وہ جو تین چار سلائڈ لگی ہیں نہ ایک ساتھ آپ وہاں پہنچے ہم ارا ہے ہیں۔۔
حنا نے کال کٹ کی تو اسفند سلائڈ کے پاس پہنچا۔۔وہ سارے ایک طرف کھرے تھے آگے کا سین دیکھنے کیلیے۔۔
پول میں جب اسفند پاؤں ڈال کے بیٹھا تو ایک آواز پہ وہ ساکن رہ گیا۔

ایشال ابھی کے ابھی نیچے او بہت اونچی سلائڈ ہے وہ بیٹا۔۔
رجا ایشال کو ڈانٹ رہی تھی جو بہت اونچی سلائڈ پہ بیٹھی تھی۔۔

رجا کی آواز پہ اسفند نے پلٹ کے دیکھا تو ساکن رہ گیا اس کی رجا اسکے سامنے کھڑی تھی اور کسی کو پکار رہی تھی۔

اسفند اس سے پہلے رجا تک پہنچتا۔سلائیڈ پہ بیٹھی بچی منہ بناتی ہوئ نیچے آئ تو اسفند کو ایک جھٹکا لگا جب اس نے رجا کو ماما کہا۔۔

کیا ہے ماما اتنی بھی اونچی نہی سلائیڈ۔۔

بچی نے بولتے ہوئی رجا کا ہاتھ پکڑ کے چلی گئ جبکہ اسفند وہ کھڑا رہ گیا جب پیچھے سے حنا نے کہا۔

بلکل آپ میں ملتی ہے نہ بھائ آپکی بیٹی۔۔

حنا کی آواز پہ وہ ایک دم پلٹا تو سب کھڑے تھے اسفند کی آنکھوں میں انسو چمکنے لگے جب اس نے ہکلاتے ہوئے کہا۔۔۔

مہ--ری--بیٹی؟؟؟

ہاں اسفند تمہاری بیٹی اور تمہارا بیٹا بھی وہ دیکھو زارون کے اشارے کرنے پہ اسفند نے پلٹ کے دیکھا تو ششدر رہ گیا رجا دونوں کا ہاتھ پکڑ کے شاید ان لوگوں کو ڈھونڈ رہی تھی--

اسفند بھائی اللہ نے اپکو جڑواں بچوں سے نوازا ہے یہ بولنے والی انعم تھی--
اسفند کی آنکھوں سے پہلے آنسو گرے پھر اسکی آنسو میں غصہ ابھرنے لگا۔
وہ رجا کی طرف جانے لگا جب زوہیب نے کہا بھائی ابھی نہی پلیز تین دن بعد آپکے بچوں کی سالگرہ ہے پلیز وہاں آئیے گا سب کے سامنے ابھی نہی ورنہ رجا کو سنبھالنا مشکل ہو جائے گا--

اسفند نے غصے سے بھری نظر ان سب پہ ڈالی اور چلا گیا۔

شام میں وہ لوگ واپس آئے تو کافی تھکے تھے مگر اپنے نمبر پہ۔اسفند کا ملنے والے میسج پہ وہ۔لوگ ایک بار پھر ایک ہوٹل کے کمرے میں مجرم کی طرح سر جھکا کے کھڑے تھے۔۔

واہ کیا دوستی نبھائ تم لوگوں نے؟؟

اسفند نے ایک غصیلی بھری نظر وہاں کھڑے ہر نفوس پہ ڈالی جب زارون اور زوہیب نے کہا۔

بھائ اپکو اندازہ نہی رجا نے کتنی بڑی قسم دی تھی کے نہ اپکو یہ بتایا جائے کے آپ دو بچوں کے باپ ہیں نہ یہ بتایا جائے کے رجا کہاں ہے۔۔

ہاں اسفند ورنہ رجا ہمارے پاس سے بھی چلی جاتی ۔مگر اس بار ہم۔نے اسکو کراچی میں اس لیہ روکا تاکہ تم۔لوگوں کو ملواسکے۔

مظہر نے بھی اپنی رائے دی۔۔

پرسو آپکے بچوں کی سالگرہ ہے اور آپکے بیٹے نے یہی ضد رکھی ہے کے جب تک اسکے پاپا نہی آئینگے وہ کیک نہی کاٹے گا۔۔

حنا اور انعم نے بھی اسفند سے کہا۔۔

ٹھیک ہے اب سالگرہ میں ہی اپنی آنکھوں والی آندھی بیوی کے میں ہوش اڑاونگا

۔۔

مگر جب تک میں یہی رہونگا۔۔

سالگرہ کی تیاری بڑی دھوم دھام سے کی گئ تھی۔۔وائٹ فیری فراک میں ایشال اپنے باپ کی چھاپ لگ رہی تھی تو ادھر وائٹ پینٹ کوٹ میں اذان بھی اپنے باپ میں مل رہاتھا۔۔

لائٹ پرپل کلر کی ساڑھی میں رجا بھی غضب ڈھا رہی تھی۔۔

جب اذان نے پاپا پاپا کی رٹ لگانا شروع کردی کیک کاٹتے وقت ۔

رجا اسسے کافی دیر سے سمجھا رہی تھی جب ایک دم لائٹ اوف ہوئ اور زارون نے اسفند کے کہنے پہ ڈی جے کو سانگ پلے کرنے کہا۔

ساتھ چھورونگا نہ تیرے پیچھے آؤنگا ۔۔"

چھین لونگا یہ خدا سے مانگ لاونگا۔۔

"تیرے نال تقدیرا لکھ واونگا میرا تیرا بن جاونگا۔۔۔

اور اسفند نے اینٹری دی بیلک شلوار قمیض میں --

رجا نے جب اسفند کو دیکھا تو ساکن رہ گئ۔ بلا جھجھک اسکی نظریں اپنے گھر والوں پہ گئ۔

اسفند اپنے دونوں بچوں کے پاس آیا تو اسکی آنکھوں میں انسو تھے وہ دونوں بچوں کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھا اور کہا--

اب تو پاپا آگئے اب تو کیک کاٹیں --

کیا؟؟ آپ ہمارے پاپا ہیں ایشال اور اذان دونوں نے ایک ساتھ کہا----

تو اسفند ۔ے اپنے آنسو صاف کیہ اور ہاں میں گردن ہلائ---

دونوں بچے فورا اسفند کے سینے سے لگ گئے بچوں کو سینے سے لگائے اسفند روپڑا
جب اسکی نظر پاس کھڑی رجا پہ گئ ایک غصہ کی۔لہر اسکی آنکھوں میں اتر گئ ۔
دونوں بچوں نے باپ کی گودھ میں ہی چڑھ کے کیک کاٹا۔۔
سب ہی کی آنکھیں یہ سین دیکھ کے بھر ائ۔
جیسے تیسے پارٹی نبٹی تو رجا نے کہرام مچادیا ۔دونوں بچے باپ سے لگ کے سو رہے تھے مگر اسفند جاگ رہا تھا اور رجا کی آواز صاف سن رہا تھا جو دائ جان ددیی سب سے لڑ رہی تھی۔۔

دائ جان اپنے آخر اپنے پوتے کا ہی ساتھ دیا نہ۔۔
غلط بات مت کرو رجا یہ بولنے والی ددیی تھی۔۔

ہم نے کس کا ساتھ دیا کس کا نہی یہ تم بھی جانتی ہو پانچ سال سے اسفند اس بات سے لاعلم رہا کے وہ باپ بن چکا ہے اور ایساہم نے صرف تمہارے کہنے پہ کیا --

ہاں بھابھی اب بس کرے بچوں کا تو سوچے انہں ضروت ہے اب بھائ کی۔

حنا کے بولنے پہ رجا نے گھوم کے حنا کو دیکھا۔۔

معاف کردو اسے رجا ہارون صاحب اور خرم صاحب نے بھی اسفند کی سائیڈ لی جبکہ زارون مظہر اور زوہیب بلکل خاموش تھے۔

کبھی معاف نہیں کرونگی میں ابھی اسی وقت جارہی ہو اپنے بچوں کو لے کے اپنے ساتھ --

رجا یہ بول کے چپ ہوئ جب اسفند کی آواز ائ۔

اب بچے کہی نہی جائینگے وہ اپنے دادو کے گھر رہینگے اپنے باپ کیساتھ۔۔

اسفند یہ بولتا ہوا رجا کے سامنے کھڑا ہوا تب رجا نے کہا۔

وہ تمہارے بچے نہی ہیں۔۔

اچھا تو پھر کس کے بچے ہیں لاو اسکا نام بتاو۔۔

اسفند زبان سنبھالو ناعمہ نے غصہ میں۔ اسفند کو دیکھ کے کہا۔

ٹھیک ہے رکھو اپنے بچے اپنے پاس میں جارہی ہو اب۔رجا نے روتے ہوئے اپنے آنسو صاف کیے اور اوپر جا کے اپنا سامان باندھنے لگی۔۔

یار اسفند منالے اسے مظہر نے اسفند سے کہا۔

ہاں اسفند یہاں سے نکل کے وہ کہاں جائیگی کسی کو نہی پتہ چلے گا۔۔یہ بولنے والا زارون تھا۔

-

سب کے بولنے پہ اسفند رجا کے پیچھے کمرے میں گیا اندر گیا تو رجا روتے ہوئے اپنا سامان پیک کرہی تھی--

اسفند نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور آکے رجا کا ہاتھ پکڑ کے کہا-

کہاں جارہی ہو اپنے شوہر اور بچوں کو چھوڑ کے--؟؟

تمہارے بچے ہیں وہ ابھی تم نے کہا میں تو بغیرت ہو عزت راز نہی ہے مجھے ایک بدچلن عورت کہی بھی جائے تم جیسے عزت دار کو کوئ فرق نہی پڑھنا چاہیے تمہیں بچے چاہیے نہ میں نے دے دیے اب میں کہی بھی جاؤ یہ تمہارا مسلہ نہی رجا نے اسفند کے روبرو آکے غصہ میں کہا--

مجھ سے غلطی ہوگئ رجا پانچ سال بہت ہوتے ہیں یار تم نے مجھے سزا دے تو دی مجھ سے میرے بچے کی موجودگی چھپا کر ---

مجھے کچھ نہی سننا آپکے لگائے گئے الزام ان پانچ سالوں میں کسی کوڑے کی طرح میرے جسم پہ برسے ہیں--
رجا نے روتے ہوئے کہا۔
میں ہر زخم پہ مرہم رکھونگا مجھے موقع تو دو ۔اسفند کی بھی آنکھوں سے آنسو جاری تھے-- تم۔نے مجھے خود سے دور رکھا رجا ورنہ میں اتنے سال تم سے دور نہی رہتا۔مومن بشر ہو غلطی ہوگئ یار معاف کردو پلیز اپنے گھر چلو مجھے بھی اپنی فیملی چاہیے --

اچھا کس کس زخم پہ مرہم رکھینگے آپ -- یہ بول۔ کے رجا نے اپنی قمیض کی ڈوری کھولی اسکی پوری کمر کھل گئ۔

جہاں اسفند کی بیلٹ کی مار کے نشان اب بھی موجود تھے جہاں اسکی بیلٹ کا کفل اندر گھب گیا تھا وہاں بہت گہرا زخم تھا۔

رجا کی کمر پہ زخم دیکھ کے اسفند نے کرب سے اپنی آنکھیں بند کری اور رجا کی کمر پہ جھک کے اسکے ہر زخم پہ اپنے لب رکھے۔

اسفند کی اس حرکت پہ رجا کی بھی آنکھیں بہنے لگی وہ اس بنجر زمین کی طرح تھی جہاں برسوں بعد اج اسکے شوہر کے پیار کی برسات ہوئ تھی۔

اسفند نے رجا کو گھوم کے اپنی طرف کیا اور اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھام کے کہا۔

پلیز معاف کردو نہ یار ایک بار پلیز یہ کہہ کے اسفند نے رجا کے کندھے سے شرٹ تھوڑی نیچے کی وہاں اپنے لب رکھے --اسکے لبوں پہ اپنے لب رکھے --

رجا اپنی آنکھیں بند کر کے کھڑی تھی جب کچھ یاد آنے پہ رجا نے اسفند کو خود سے دور کیا اور اپنی شرٹ اوپر کرتے ہوئے کہا۔۔

نہی کرونگی معاف میں جارہی ہو آپ رہے اپنے بچوں کیساتھ ۔۔یہ بول کے رجا اپنا سامان لے کے جانے لگی جب اسفند نے اسکی کلائی تھام کے اسے اپنے پاس کیا۔

رجا اسکے سینے پہ ہاتھ رکھ اسے خود سے دور کرنے لگی مگر اسکی آنکھوں کو دیکھ کے ڈر گئ جہاں آج ایک بار پھر سب کچھ پانے کا جنون تھا۔

مجھے مجبور مت کرو رجا کے میں اپنے شوہر ہونے کا حق جتاو؟؟

چھوڑے مجھے اسفند مجھے نہی رہنا اپکے ساتھ آپ آپ بہت برے ہیں آپ نے مجھے پہ بہت الزام لگائے مجھے بولنے کا موقع بھی نہی دیا۔مجھے بہت مارا ۔۔

رجا ہونٹ نکال کے رو رہی تھی اور ساتھ ساتھ اسفند سے اسکے ہر رویہ کی شکایت کررہی تھی۔۔

لو تم بھی مار لو مجھے اسفند نے اسکا ہاتھ لے کے اپنے گال پہ مارتے ہوئے کہا۔۔۔

نہی کیا کررہے ہیں آپ رجا نے اپنا ہاتھ اسفند کے گال سے ہٹاتے ہوئے کہا۔

اسفند نے رجا کو باہنوں میں اٹھا کے بیڈ پہ لیٹایا اور اس پہ جھک کے کہا۔۔

چاہوگی تم جیسا ہوجاونگا ویسا۔۔۔"

چاہیے تو وعدہ لے لو۔۔

""""

یہ بول کے اسفند رجا کے لبوں پہ جھک گیا۔۔

رجا مسلسل ہاتھ چلا کے اسے خود سے دور کرنے لگی۔جب اسفند کا ہاتھ اسکی شرٹ پہ گیا جو وہ کندھے سے نیچے کرچکا تھا۔دیوانہ وار وہ رجا پہ اپنے پانچ سال کا پیار نچھاور کررہا تھا۔۔

اسفند رجا سے بہت محبت کرتا تھا اور رجا بھی یہ بات وہ دونوں جانتے تھے ۔۔بس آنا کی دیوار تھی دونوں کے درمیان۔۔۔

رجا نے بھر پور مزاحمت کی مگر تھک ہار کے اس نے ہار مان لی۔

اسکے ہار مانتے ہی اسفند نے بھر پور مسکرائٹ کیساتھ اسکے ماتھے پہ اپنے لب رکھے ۔۔

رجا کی آنکھوں میں انسو جمع ہونے لگے اور اس نے اسفند کے کشادہ سینے پہ اپنا منہ چھپاتے ہوئے کہا۔

گرین آنکھوں والا مونسٹر۔۔

ہاں مونسٹر مگر صرف تمہارا ۔معاف کردیا نہ مجھے رجا۔۔؟؟

اسفند کے پوچھنے پہ رجا نے ہاں میں گردن ہلائی اور اپنا آپ اسفند کو سونپ دیا۔۔۔

!!

صبح ناشتہ کی ٹیبل۔پہ جب سب نے اسفند کو دیکھا اور شرمائ شرمائ رجا کو تو سب سمجھ چکے تھے کے معاملے ٹھنڈا ہوچکا۔۔

پاپا پاپا میں آپکے ساتھ ناشتہ کرونگی ایشال ڈورتی ہوئ آئ اور اسفند کی گودھ میں چڑھ کے بیٹھ گئ ادھر ازان نے بھی اسفند کے ہاتھ سے ناشتہ کیا۔۔

جب حنا نے اپنی مسکان چھپاتے ہوئے زارون اور آمنہ کو مخاطب کر کے کہا جنکو سب نے کل روک۔لیا تھا۔

زارون بھائ آمنہ آپی کل رات کو کوئ جارہا تھا نہ ارجنٹ فلائٹ سے۔۔

حنا کے بولنے کا مطلب سمجھ کے سب کا ہی قہقہ گونجا ٹیبل پہ اور رجا نے شرما کے اسفند کے کندھے پہ۔اپنا منہ چھپا لیا۔

پاپا پاپا۔

آج پھر پنڈی کی پہاڑیوں پہ اسفند کی گاڑی ریس ٹریک پہ تھی اسکے دونوں بچوں نے بھرپور شور مچایا جب اسفند ریس جیتا ۔

ایشال تو جلدی سے اپنے پاپا کے پاس پہنچی جب کے اذان بنا دیکھے نیچے اترنے لگا مگر افسوس رجا کی طرح اپنی آنکھوں کا استعمال نہی کیا اور ایک بچی کی آئسکریم گراتے ہوئے اسفند تک پہنچا جب اس بچی نے غصہ میں کہا۔

اوہ آنکھوں والے اندھے --

لڑکی کے بولنے پہ رجا اسفند اور ایشال نے پلٹ کے دیکھا اور جب دیکھا کے معملہ کیا ہے تو ایشال نے کہا۔

ماما بھائ کبھی دیکھ کے نہی چلینگے --

تم۔نے مجھے آنکھوں والا اندھا کہا۔

اذان غصہ میں اس بچی تک پہنچا اور کہا۔

ہاں کہاں دیکھ کے نہی چلتے میری آئسکریم گرادی۔

ہاں تو تم دیھان سے کھاتی نہ آئسکریم گرین آنکھوں والی چڑیل اذان نے بھی اسکی آنکھوں پہ چوٹ کرتے ہوئے کہا۔

اور اذان کے جملے پہ رجا اور اسفند نے ایک دوسرے کو دیکھا اور انکا زندگی سے بھر پور قہقہ ریس ٹریک پہ گونجا۔۔

ختم شد۔۔